

621 122
7.90

621 122

کتاب نمبر ۱۲۶

حضرات اہل سنت نے اس کتاب کو خریدیں اور نہ دیکھیں

رسالہ استجادویہ

مسکت المخالف

رسالہ استجادویہ میں مولوی سید سجاد حسین صاحب رھوی
نے طغیانِ ملوثہ کا کاؤپ غادر و خائن و آثم ہونا کتب صحاح ستہ سے
ثابت کیا ہے۔ سنبھلیٹھرو میں جو شیعہ سنی کے ابین مناظرہ
ہوا اسکی کیفیت بھی درج ہے۔ مسکت المخالف میں ابوالقاسم
الازہادی کے اس سوال کا جواب انہوں نے شیعوں سے
در بارہ ایمان جناب امیر کیا تھا جواب درج ہے آخر میں
مہذبِ عزیز کے متعلق واقعات مندرج ہیں۔

مطبع یونیورسٹی دہلی طبع شد

مرزا تاج محمد علی زماں کی رہنمائی کے ساتھ جامع عربی و فارسی لغت
 ترجمہ اردو { ایک وہ زمانہ تھا کہ فارسی اور عربی اہل اسلام
 مسئلہ حیدری { مسایہ باز سمجھی جاتی تھیں۔ بچوں کو جب کتب عربیہ
 رصانے کے لئے بٹھاتے تھے تو ابتداً فارسی کے سہل رسالوں یا عربی کے
 ناعدہ سے ہوتی تھی اور ان دونوں زبانوں میں کامل استعداد حاصل کر کے
 اُبھ سنبھی جاتی تھی۔ پھر ایک زمانہ وہ آیا کہ خاص خاص طباق کے لئے
 ان ہر دو زبان کا سیکھنا ضروری تھا۔ اب روز بروز ٹھنسی کا پہرہ ہے
 عربی اور فارسی کی کتب جو علم ادب کی جان تھیں۔ جن کا ایک ایک
 نسخہ سینکڑوں روپیہ میں دستیاب نہ ہوتا تھا اُن کو رکھے رکھے کپڑے
 لٹا گئے لیکن کوئی نہیں پوچھتا۔ جہاں دیکھو اردو کی مارا مار ہے۔
 رضیکہ جوں جوں دائرہ زبان اردو وسیع ہوتا جاتا ہے کتب مطبوعہ فارسی
 عربی روزمرہ اردو میں ترجمہ ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی بنا پر حیدر
 فارسی مصنف مرزا رفیع ہاڈل کا اردو میں ترجمہ کیا گیا یہ ترجمہ نہایت
 صاف اور شستہ اردو میں ہے۔ ایک فارسی کا شعر لکھ کر نیچے ترجمہ اردو
 ہے۔ جو لوگ فارسی نہیں پڑھ سکتے وہ محض اردو ترجمہ سے مولا۔
 مومنین علی ابن ابیطالب علیہما السلام کے فضائل معلوم کر کے
 غنوط ہو سکتے ہیں۔ اور جو فارسی کی قابلیت و استعداد رکھتے ہیں
 اُن کو دہرا فائدہ۔ ۴۰ صفحہ سے زیادہ کی ضخامت کا غلام جولی
 سفید۔ قیمت پچاس روپے علاوہ محصول ڈاک

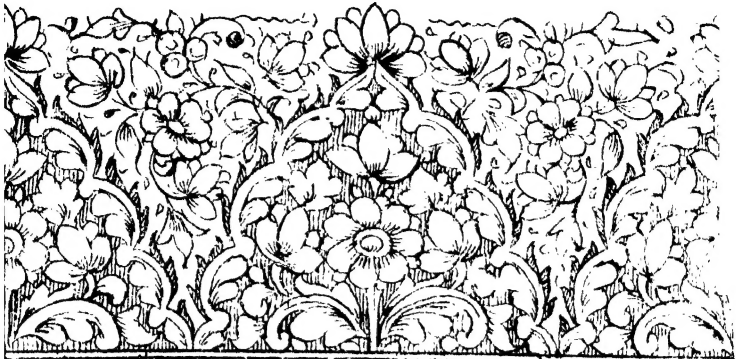
هَذَا كِتَابُنَا يُطَوِّقُ لِيَكُنَ الْحَقُّ

لِلْمُحْمَدِ وَآلِهِ دَرِينِ مَا فِي سَعَادَاتِ قَرْنِ عَمَّالِهَا فَتَنَاوُفِ الْمَوَدَّةِ



مَنْ أَلْفَاظَ سَيِّدِهَا وَصِيْبِ لَيْسَ مُحَمَّدٌ مِنْ حَوْسٍ مِنْ مَوْجِئِهِ بِرُؤْسِهَا فَهَلْ

بَطْنُ سَيْدِ هَلْ هِيَ سَيِّدُهَا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سپاس سید و حمد اللہ بجناب لم یلد ولم یولد کہ جس نے اپنی قدرت کا ملہ اور حکمت
 بانٹے انسان ضعیف البیان کی جدول زبان پر چشمہ زلال مقال جاری فرما کر
 بوستان جانفزا و دین ایمان کو اسکی آبیاری ہو تو تازگی غایت فرمائی اور سلطان
 روح کو مملکت بدن میں متمکن کر کے چار بالمش غاصر سر پکیہ زن فرمایا۔ وزیر عقل کو
 جہت تشبیت امور معیشت ممواد قائم فرما کر اجزائے وجود انسانی کو تشریح و زندگانی
 سے شیرازہ بند کیا آئینہ قلوب عباد کو تجلہ سبب پر جہت ارتسام صور حقایق چسپان و
 آویزان کر کے رنگ ظلمت سے صاف و شفاف نور ہدایت سے معمور فرمایا لکڑی
 شہلائے چشم کو کاسہ سحرین کا ارفع ترین منازل و مقامات جمیہ ہے جگہ دیگر
 وقت نظارہ ضیاع و بدایع و مجو تماشاتے جہان جہانیاں و غنچہ و گلستان کیا
 یل و نہار اسکے دفتر حکمت کی دو فر وہین اور خزان و بہار کتاب قدرت کی دو فصلین
 مشاطہ حضرت نے چہرہ و عروس زمانہ کو غارہ شفق سے آراستہ کیے سر مہ ظلمت
 شب بجائے سواد چشم جایا اور نور روز کو ققام سیاض دیدہ بنایا زلف و راز

روزگار کے الجھاؤ کو شانہ نامہ و سال سے سلجھایا ایسا حکیم علی الاطلاق کہ جس نے
 اپنی رحمتِ واسعہ و شفقتِ واسعہ سے رہروانِ خالکہ ان عالم کو بار سال تو طبع
 جو کہ عبارتِ ہوائیہ و مرسلین سے اپنی معرفتِ حقیقی کے مساوات کھلا کر مستقیم
 دینِ قویم پر پہنچایا۔ تاکہ خلافتِ و گرد و عوام کی حجت اُسکے ذمہ بہت سے منقطع ہو کر
 منکرینِ وحدانیت کے لجاجتِ سکوت و منہ دہی ہو اگر ہدایت الناس کے لئے
 نزولِ کتب مقدسہ و ارسالِ گروہ انبیاءِ خیر علیہم السلام تو ہما کفینِ خلعتِ سرسبز و دنیا
 دنی اُس بجزِ خوار و دریائے ناپیدِ کنار کی معرفت فی الجملہ کیونکر حاصل کرتے اور
 اقرانِ رازقِ مرزوق و عجب و معبود کے و اقل کے طرح ہم شہنشاہ تھے پس آگاہ
 و انت انت کاراگ کے ہر ضابطہ قدرت و صنعت انسانِ ضعیف و النبیان
 ایسا مدد کہ عنایت فرمایا کہ اولیٰ انسان نے چکر کھایا۔ اجسی ایسے ہر ایک کو بخوبی
 خدا سمجھانے ہیئت بدنی و تناسیبِ عضوی میں وہ صنعت نمایان کی کہ جس کے کہنہ و
 خواہش کے اور اک میں عقلِ بشری باوصفِ عوی بہ دانی بادیہ تخیل میں گریں
 کھا رہی ہے۔ فقط ایک حقیقتِ چشم کے دریافت میں کہ جس کے فوائد اہلِ نعم
 کی نگاہ میں پیش پا افتادہ ہیں ایسے حیران و پریشان ہر رہے ہیں کہ تمام
 عقائدِ انہ برہیتِ مجریٰ بھیت پر زور دیکر نہیں بنا سکتے کہ وہ کیا مادہ ہے
 جسکی وجہ سے انوارِ مختلفہ سُرخ و سپید و زرد و سیاہ وغیرہ آن واحدِ پیشا ہر
 کہتے جاتے ہیں مقامِ نور و تاقی ہو کہ ایک ضلعِ زمانہ کی صنعت جو کہ ہماری ہی
 جنس سے ہر بعض عقول کے نزدیک خارج از امکانِ عقلی ہے تو ضائعِ حقیقی کے
 حقائق واقعہ کیونکر جاگزینِ خیالِ انسانی ہو سکتی ہیں اسی جہتِ محققینِ سابقین

و متقدین اولین نے یہ کہہ کر اے برتر از قیاس و خیال و ہم - اعتراف
 بعجز و قصور کیا ہے۔ میں مجھ ایسے جاہل و لاعقل کی کیا مجال ہے کہ شتمہ او صفا
 حضرت باری بیان کر سکے۔ لہذا اسکو احاطہ قلم و زبان سے باہر سمجھ کر غنا شہب
 کلام سوتے میدانِ مدحت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعطف کر کے
 نعت ختمی باب فضائل مناقب طیب کے بیان کو بیرون حوصلہ و مستعد
 خود سمجھ کر محض آنا لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اے رحمت للعالمین و شفیع المنین
 پرستیدہ الکونین جد الحنن و الحین بعد از خدا بزرگ تو توئی قصہ محقق اما بعد حقیر
 پر تقصیر سید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ ساکن
 موضع بہرہ سادات واقعہ سادات بارہ ضلع مظفرنگر اپنی برادران ایمانی داخل
 روحانی کی خدمت باسعادت میں بہرہ اعجز و ادب عرض کرتا ہے کہ اس نواح
 میں مولوی محمد قاسم صاحب قوم پیر زادگان ساکن سلمہ پور نے بمشورہ و اعانت
 قاضی ریاض علی صاحب کن میرا پور و صفیہ جولاہے نامی تیلی دھوبی تھنبولی
 کچھرے قصہ از گامی جھو جھبی نیچہ بند اور نان بانی وغیرہ جہلائو مذہب خود کی
 نظر میں پناہ اللہ اعلمی جانے کی غرض سے شیخان حضرت مرتضوی کو جو کہ فاتح ملک
 مناظرہ و قانع بہات خلفائے ثلاثہ ہیں باین طرز چھیڑنا چاہا کہ تحفہ جنا شاہ
 سید اخیر صاحب ہادی سے جسکی وصحیان اُڑانے میں علما و شیعہ نے اعلیٰ درجہ کی
 پاکستی دکھلاتی ہے و سوال جبکہ آئندہ بفضل فکر ہوگا جناب لانا و تقدیر الہی
 بہادر علی شاہ صاحب پشاور علی شیعہ کی خدمت میں بہ طلب جواب پیش کئے
 سبکوئے بہ تمام سلمہ پور مناظرہ ہو کر و بروصد ہائشی شیعہ جواب یا گیا اتفاقات سے

حقیر بھی اُس جلسہ میں موجود تھا گل کار رواتی کا بچشم خود معائنہ کیا بعد ازاں جلسہ مناظرہ مولوی محمد قاسم صاحب مقدم الوصف نے چھوٹے قومی کو مجمع میں کہہ سکی مفصل تفصیل و پڑھا ہر کی گئی بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے عالم شیعہ کو پس پا کر وہ لوگ چونکہ عموماً جاہل و ناخواندہ محض ہیں اس بات پر متفق ہو کر سارے مولوی صاحب بھی کوئی چیز میں جگہ جگہ منہ مارنے لگے خیف نے اُن تمام باتوں کو خلاصہ واقعات و روئداد جلسہ سمجھ کر حکم آنکہ اگر بہ کشتن روزِ اول مولوی قاسم و انجو خیر بان لوگوں کا منہ بند کر نیکی غرض سے تبنہ کیا۔ کہ آپ جمہوری باتیں بنا کر جہلا کی نظر میں اپنا زنا گت جاتے مناظرہ سملہ میں آپ ناکامی حاصل فرما چکے ہیں۔ اور اگر کچھ آئے کلام و شوق مناظرہ جو تو میری سوال کا جواب عطا فرمائے مولوی صاحب نے حقیر کے سوال کا جواب جیسا کہ اُنہوں نے ہو سکا عنایت فرمایا مگر معاملہ سملہ کی نسبت جسکی شورش پر اُنکو تبنہ کر کے حالاتِ مناظرہ یاد دلاتے گئے تھے قلم نہ اٹھایا میں نے بغور حصول جواب اُسکا جواب الجواب لکھ کر مع رقعہ نقدادی ایک ہزار روپیہ و اقرضہ نامہ تبدیل مذہب مشروط باہن شرط کہ اگر آپ اپنی ہی کتب سے میری تحریر کو بردار کیٹی باطل کر دین تو نذر مذکور دیکر مذہب اہل سنت اختیار کروں۔ انجی خدمت میں بھیج کر سید باضابطہ حاصل کی مولوی صاحب نے اُسکا جواب سنی برآورد جواب الجواب لکھا ہر دو تحریر یعنی جواب الجواب مرتبہ حقیر و رد جواب الجواب محررہ مولوی صاحب جاپنچ و پڑمال کے تھو۔ ایک معاہدہ تبراضی فریقین مرتب ہو کر جنوری ۱۸۹۶ء نو حقیر خانہ پر ایک بڑا بھاری جلسہ علماء عسائی شیعہ کا ہوا۔ جسکی مفصل کیفیت ملاحظہ اربابِ نظر میں آئیگی اس سالہ کا نام خیف نے اپنے نام پر رسالہ سچا و یہ

تجزیہ کر کے اسکے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں مناظرہ سلمیہ کی حقیقت و خیاب
 یسین کا بخاری و سلم سے منافق ہونا ظاہر کیا ہے اور دوسرے حصہ میں قریب
 قریب اکثر وہ معاملات بیان کئے ہیں جو کہ حضرت خلفائہ ثلاثہ سے بر میل مخالفت و
 معاندت بمقابلہ خاندان رسالت علی میں تھے ہیں۔ چونکہ یہ شخص جاہل و بی علم و
 کم مایہ و سچپان و بی انش محض ہوں اور طرہ بر آن یہ کہ ایک چھوٹے ہوگا لون
 جسکو نظر بحالات ظاہری کو رو میہ کہنا اصایحا نہیں ہوا الا ہوں اور بغروت
 شدید ایسے فن شریف میں جسکو معرکہ الارا کہنا ذرا بھی غیر صحیح نہوگا بلکہ انداختہ
 و شرکت احدیٰ قلم اٹھانیکا اتفاق ہوا۔ لہذا ناظرین پر تمکین حضرت اناصاف
 آئین کی خدمت میں نامس ہوں کہ رسالہ حقیر کی اغلاط لفظی و دیگر سہام کو نوبت
 کے وہ یہ نشین ہونے پر محمول فرما کر قلم عنو سے اصلاح فرمائیے و اس بے بسنا
 نے چونکہ بلا خیال انتفاع ذاتی و الوات خود غرضی و حصول ناموری محض اور ہمت
 امر دین میں اپنی حوصلہ و استعداد سے بڑھ کر قلم فرمائی کی ہے۔ و عاخر سے ویرغ
 و مضائقہ فرامین و ماتو فیقی الا بالہ حسبی اللہ و نعم الوکیل نعم
 للولی نعم النصیب آمین ثم آمین *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات متعلقہ مباحثہ سلمیہ

اصل کیفیت یہ ہے کہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب ساکن قصبہ سلمیہ علاقہ
 میر انپور ضلع مظفر نگر نے مدرسہ دیوبند وغیرہ میں علم عربی حاصل کر کے اس

نواح کی چھوٹی قوموں کے لوگوں میں اجتہاد کا جھنڈا گاڑا اور ساداتِ علماء کو جو کہ بتقلید اپنے اب وجد کے ثلاثہ کرام کو از جملہ اخبار و ابراہین سمجھتا تھا حقیقتِ مذہبِ اہلسنت و اثباتِ رذائل ملتِ شیعہ دبا دیا جا ہا اور عام جہلاً و تقلیدِ خود کو شیعہ مذہب کے نفرت دلانے کیلئے بیہودہ باتیں مثل جوازِ وطی با محارم بہ لقبِ حریرہ وغیرہ امامیہ وغیرہا سرعام بیان کیں جاہل و الایقل بجا رہے ایسے معاملات کی کہ نہ کو کب پہنچ سکتے ہیں انہوں نے بحوالہ مولوی صاحب موصوف اس نوع کے معاملات عموماً بیان کرنے شروع کی نتیجہ یہ ہوا کہ طبائعِ خلّاق میں ایک مادہ رنجش پیدا ہو کر خلل اندازِ اتحاد باہمی ہوا۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف کو بالطبع یہ امر مرکزِ خاطر تھا کہ قدرتِ قدیر کے ایک قاف ہم بھی شمار کیو جا تین نظر بران انہوں نے نیز عم اثباتِ اقتدارِ حضرت ثلاثہ۔ کتابِ مطالب کشف الغمۃ و ہنج البلاغۃ سے دو سوال کہ جو کوزیل میں عرض کرونگا پیش کر کے حضراتِ شیعہ سے جواب چاہا اور بوجہ عدمِ اطلاع کتبِ کلامیہ یہ نہ سمجھا کہ علما شیعہ نے ان سوالات کو بمقابلہ شاہ صاحبِ بلوئی دیگر سنگین سنّیہ پہلے ہی مثل تقویم پارنیہ پارہ دہے اثر کر دیا ہے اور اس خوبیِ لطافت سے جوابات مُسکتِ خصم دئے ہیں کہ آج تک حضراتِ اہل سنت کو باہین ہمہ شوکت و مکتِ ظاہری جراتِ جواب دہی نہیں ہوتی و انصاع ہو کہ ابتدائے سلطنتِ اسلامیہ اس وقت تک ہندوستان میں منجانبِ سنّیہ دو بھاری کتابیں تصنیف ہو کر اطرافِ عالم میں شائع ہوتی ہیں۔ ایک تحفۃ الشیخین مصنفہ مولوی صاحب شاہ عبدالعزیز صاحبِ بلوئی و دیگر مہنتی الکلام حکیم مولوی حیدر علی صاحب

فیض آبادی نے لکھا بعد ان دو کتابوں کے جو رسایل کہ وقتاً فوقتاً ہندوستان
میں لکھے تھے جیسا کہ آیات بنیات و ہدیۃ الشیخ و ہدایات الرشید وغیرہ وہ بیشتر
ابہین دونوں کتب سے مستخرج و ماخوذ ہیں انظر انصاف لیکن جاکو علیا شیوہ نے
بحایت دین مبین بڑی کوشش و جانکاهی کہ کتب موصوفہ بالا کے ایسے دست
بدست جواب دے کر خود انکی مصنفونکو ہاتھ سے قلم گر گئے اُمرا بانی اہل سنت و پاس
نرشاہ صاحب مولوی حیدر علی صاحب کو بہت ہی کچھ صلہ و انعام و مال دینے کا
 وعدہ کیا مگر اُن بزرگواران کی بہت جرات ہرگز مقتضی نہ ہوتی کہ کسی ایک ہی
بات کا بھی جواب الجواب لکھتے تحفہ منتہی الکلام کی دھجیاں اڑا دیا کینرجاہ صاحب
و حیدر علی صاحب چیم حسرت معائنہ فرما کر زندہ در گور ہو گئے مناسب قوم معلوم ہوتا
کہ بغیر تشیطِ ناظرین تحفہ وغیرہ کے جوابوں کا کچھ مختصر حال بیان کر کے پھر اصل مطلب
کی طرف رجوع کیا جائے تحفہ موصوفہ کے بارہ باب ہیں ہر باب کے جواب میں جدا گانہ
کتب ضخیم لکھی گئی ہیں سب سے پہلے جناب مستطاب حکیم مرزا محمد صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہ
نے نثر بہ آنا عشری ملقب بہ لفتر المؤمنین بارہ جلد و نین رقم فرما کر شاہ صاحب
موصوفہ کو ایسا جلوہ دکھایا کہ تحفہ میں جب قواعد صنفین و متولفین و مترجمین
اپنا نام نامی اسم گرامی شائع کرنے سے رک گئے اور حافظ عبد الحلیم کے نام سے کہ
جینا کوئی تپہ و نشان صفحہ دنیا پر نہیں وہ رسالہ موسوم ہوا کیفیت یہ بھی کہ اور
دربار سلطانی میں اجازت تحفہ پہنچے آمد و ہر عدد و شود سبب خیر کرد خدا خواہد
باداد و دستگیری جناب حکیم شریف غانم صاحب ہادی نئی المذہب جنکو حضور شاہنا
سے بہن بعض الوجود ذاتی کدورت تھی بجانب مرزا صاحب مدوح اسکا رد میں ہوا

غرض کہ اعتراضات کے ساتھ ہی ساتھ جواب بھی مدیہ اہل دربار ہوتا رہا یا اس سبب صاحب کو حرات ہونی کہ بخیاں بقاء کے نام دیا چہ کتاب میں اپنا اسم مبارک ظاہر فرماتے کیونکہ شانِ جوابات سے عمل کتاب کی بیوقوفاری برائے العین بذات خود ملاحظہ فرما چکے تھے لازم تو یہ تھا کہ ایسی پوچھ و بے حقیقت اقترا محض کتاب کی شائع و دست فرسودہ غلطی ہوئے میں کو ششتر فرماتے مگر ایسا کیوں کرتے انکے تو بالذات خاندانِ نبوت کی مخالفت پر لوگوں کا قائم رکھنا مد نظر تھا لہذا اسکو ایک شخص مجہول الحال سے نامزد کر کے الہست کے لکڑیلفیہ بنا دیا۔ کتاب موصوف نے حضراتِ اہل سنت کی نظر میں ایسا وقار پایا کہ احوال عام حضرات کا یہی متوالہ ہو کہ نہ تحفہ کا کوئی جواب لکھ سکے اور نہ آئندہ لکھے گا اس کتاب کو قدر تا کچھ ایسا حسن ظن ہو گیا ہے کہ انہیں مضامین مردودہ و متعددہ کو لباس تازہ سے آراستہ کر کے بدانت خود شاہد و افریب بنا کر نبی شیعہ علوہ گوناگون دکھاتے ہیں مگر ایسی جھڑکیاں کھاتے ہیں کہ منہ پھرجاتا ہو۔ زبان بعد جنابِ غفرانِ آب مولانا ذقت انا السید ولد ار علی حسا۔ فتح باب ایمان بارض ہندوستان صاحب عماد الاسلام نے بابِ دو ازوہم کا جواب مسمیٰ بدو الفقار و بابِ ہشتم کا موسوم باحیاء السنۃ و بابِ پنجم کا مسمیٰ بمواہم الہیات و جوابِ بابِ ششم ملقب بحالہ السلام تحریر و ترقیم فرمایا۔ پس انان اُن کے شاگرد رشید علامہ کنٹوری جناب مفتی السید محمد قلی صاحب اہل مقامہ نے جوابِ بابِ اول معروف بے بیف نامری و برہان سعادۃ و جوابِ بابِ دوم و سوم موسوم بتغلیب المکائد و جوابِ بابِ دہم معروف بترشید المطاعن تین جلد و نین کہ ہر سہ جلد بجائے خود باجم و ضخامت میں مدح کے

ارتقام فرمایا پھر جناب سلطان العلماء السید محمد صاحب ضوان آجے بجاو حدیث
 قرطاس فک کتاب مستطاب طعن الریح اور سلسلہ تہ کے متعلق بارہ ضعیفہ اور جوا
 باب ہفتم مشہور بہ بوارق موبقہ تحریر فرمایا علاوہ حضرات موصوف بالا دیگر علمائے
 اعلام و فضلا کو کرام نے بھی بقدر گنجائش وقت قلم اٹھایا چنانچہ اوصد الناس المفتی سید
 محمد عباس صاحب حوم نے جواب ہر عبقریہ لکھا۔ اور حبان زمانہ جناب سبحان علی خان صاحب
 وزیر عظم ریاست لکھنؤ نے وجیزہ کہ جسکی شکل کا ممکن ہوا بالکل محال ہوا ارتقام فرمایا۔ پھر
 جلیل مرزا محمد انصاری نے بقیہ ابواب تحفہ کا جواب بطرز جداگانہ تحریر و ترقیم فرمایا اس کے
 آخر آیتہ اللہ فی العالمین امام المتکلمین روس لاناظرین قانع مائریدین والا شعرب
 کا سرعناق المنافقین مولانا مولی النافقین مولوی السید حامد حسین صاحب نور اللہ
 مرقدہ نے صرف باب ہفتم متعلق امامت کا جواب جو کہ اہم مسائل اختلافیہ میں
 سنی و شیعہ ہر مسمی بہ عقبات الانوار میں جلد و ثمن باین عروشان لکھا کہ جمیع مدعیان
 علم کلام کے ایسے مذتے ڈھیلے ہوئے کہ سب ناگوین نکیلین پڑ گئین بذیل شاہ جہا
 امام فخر رازی غزالی ابن حجر مکی ابن روز بہان قاضی عبدالجبار و آخرو ابن تیمیہ وغیرہ
 متکلمین کے اقوال کو باین پُر زوری مسترد فرمایا کہ آج دنیا میں کوئی عالم اہل سنت ایسا
 نہیں ہو کہ اس کتاب کی جلالت کلام سے خوف زدہ ہو کر خواب میں نہ چونک پڑتا ہو
 بعد شاہ صاحب جناب مولوی حیدر علی صاحب کسی نے سر سمجھا فوراً سیف زبان
 و قلم سے قطع کر کے صاحب تحفہ و فتی الکلام کے قدم پر ڈال دیا دیکھتے جناب
 مولوی محمد مہدی علیخان صاحب بہادر تازہ سنی المذہب نے آیات نیات
 لکھی اس کا جواب برمی الحجرات سے تین جلد و ثمن لکھا گیا۔ مولوی محمد قاسم صاحب

نانوتوی نے ہر تہ الشیعہ میں تباہ شدہ سنا بہت کچھ زور دکھایا مگر تحفۃ الاسمر
 سے ایسا جواب پایا کہ یادگار عالم رہ گیا۔ بلکہ جناب سیدہ علیہا السلام کے حق خدا
 داد مٹانے میں یہاں تک کوشش بلوغت دکھائی کہ بجرم تبدیل معانی قرآنِ حنیف کو
 علمائے سنیان کا فرح محض بن گئے۔ دیکھو تحفۃ الاسمر یہ کا ورق آخر صبر چند علمائے
 کی اُن کے کفر پر فہرین لگی ہوتی ہیں رشید الدین احمد خان صاحب شاگرد رشید
 جناب شاہ صاحب شکت عمریہ لکھنؤ خرم درون مقلدان کو کسی قدر منہ دل کیا تھا
 کہ ضربت حیدریہ نے پھر چال چاک کرویا مولوی جہانگیر خان نقشا شکوہ آبادی نے
 بذریعہ اہل ہمارا الہدیٰ مولف انوار الہدیٰ کے کامنہ چڑانا چاہتا جو شرجع سوجھا
 امیر علیہ السلام کے خرق عادات و قوت اچیلے ہرات کو جو گیون اور حیدرہ بارون
 کی افسون گری سے تعمیر ویکر اپنے ہی علمائے دستِ شفقت سے ایسا تازیانہ کفر
 کھلایا کہ ٹیرے ہو گئے۔ دیکھو معیار الہیہ کا ورق آخر غرضیکہ جس کسی نے گردن
 افراشتہ کر کے آسمان کی طرف منہ پھیلا کر حقو کا فوراً حلق میں یا۔ صاحب بقایہ
 ضرب کنا ہے وہ صدر ہوا اٹھایا کہ سر کھپاتے ہوئے دروازہ عدالت پرستغیثا
 ناکہ کنان ہوئے۔ ناصر الایمان مولفہ جناب ڈپٹی امجد علی خان صاحب بہادر امر دہوک
 میں کوتی لفظ بلکہ ایک حرف ایجا و شیخہ نہ تھا کتب معتبرہ اہل سنت کی حمایت
 بھینٹہ نقل کر کے حضرات کا عقیدہ ہر تہ ارباب نظر کیا گیا تھا فوراً کوٹھے پر جا کر
 بصد ہاتے واسطہ منہ زن ہوئے کہ حضرات اہل دل دکھایا گیا ہے ابروتی ہوتی
 ایسی کتاب کو شائع ہونے سے روک دیا جائے۔ الحاصل آج تک کسی عالمِ اہلسنت کو
 یہ بہت نہوتی کہ اس بار گران کو جو کہ متعدد کتابوں کے لکھے ہوئے علمائے

اُن کے سرور پر ڈالا ہے قلم اٹھانے سے ہٹا یا کہ اُن علمائے متذکرہ صدر کے اقوال کی اصلاح میں جنکار و صاحبِ عیقات الانوار نے کیا ہو کہ شش کر یا یا ایک کافر شدہ علمائے تحریر کا سچا ہونا ثابت کر کے فنا و اسے کفر کو اٹھا کر پرمقلدین کو دکھا دیتا کہ وہ دیکھو ہم نے مولوی محمد قاسم جیسے فاضل جلیل القدر کو زنجیر کی پُریچ بندشوں سے کس طرح نکالا ہو مجد اللہ کہ آج تک کسی کو اسیرِ قدرت نہ ہوا اور نہ انشاء اللہ قیام قیامت ہوگی مگر یا ان تصنیف جدید کا خیال ایسا سامیا ہوا ہے کہ انہیں مضامین روشدہ کو جو کہ ابواب تحفہ منہجی الکلام و آیاتِ نبیائے ہدیہ و غیرہ میں بکراتِ مراتب آچوہین بزرگنازہ ظاہر کر کے ناواقفوں کی نظر میں فروتر ہونا چاہیے میں عام بچا ہے جو کہ کتب شیعہ کا دیکھنا بحکمِ علماءِ احرام جانتے ہیں اور اریہ شیعہ کی شوکت و صولت سے پُر حذر ہو کر مثلِ سید کا نہ پتے ہیں وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ ہمارے مولوی نے کوئی نیا مضمون نا در روزگار لکھا ہے اور پہلے ان معاملات کی نسبت کبھی کوئی مباحثہ نہیں ہوا چنانچہ یہی رفتار مولوی محمد قاسم صاحب نے امتیاز کی کہ براہِ اہلہ فرہی جو ہل میں اپنا رنگ جملے اور مناظرین میں داخل ہو نیکی غرض سے سوالات پیش کر دئے اور یہ نہ سمجھے کہ اوجوبہ تحفہ و ہدیہ شیعہ میں رد سوالات کا جواب اس عنوان و شان سے دیا گیا ہے کہ جکا جواب نہیں چونکہ حضراتِ اہل سنت و خود مولوی محمد قاسم صاحب تحفہ و صاحب تحفہ کو انتہا و وجہ کا معتبر جانتے ہیں لازم تھا اُس کے تمام جوابوں کو ملاحظہ فرما کر یہ نتیجہ نکالتے کہ اندراجات تحفہ کی بابت شیعہ کیا جواب دہ ہوتے ہیں محض تحفہ کو سچا جانکر بلا تحقیق و تنقیح قلم اٹھا بیٹھے ہم خیال آگاہی عام کچھ تحفہ کا حال بیان کر دیتے ہیں

گو کہ اہلسنت کے نزدیک جمیع معاملات مندرجہ تحفہ شاہجہاں دہلوی کے افکار
 بالغہ کے تلخ ہیں اور اس بنا پر انکا وہ عزاد و احترام ہے کہ ہر شخص تحفہ کی سنت پر
 گمان کئے ہوئے ہے کہ گویا ملہم غیبی کے الہام سے جناب شاہ صاحب بہ مقابلہ
 شیخہ حجاج فرمایا ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کتاب صواعق خواجہ نصر اللہ
 کمالی سی سراق مضامین کے بسا مواقع پر بحسبہ ترجمہ کر دیا ہے اور بعض کا ذریعہ
 افتراءات اپنی جانب سے اضافہ کئے ہیں جبکہ علماء و اعلام فرقہ حقہ امامیہ نے اسکی قلمی کھولی
 تب ناچار مولوی رشید الدین خان صاحب گرو عزیز دہلوی کو شوکت عمریہ میں نہایت
 پیچیدہ الفاظ سے ہیر پھیر کر یہ توجیہ کرنی پڑی کہ چون کتاب صواعق برطرز بدیع واقع
 لہذا کتاب خود ابرساق آن تالیف کردہ ترتیب اکثر ابواب کرجح الزامیہ برساق آن
 بعض آوردہ لہذا بعض مضامین تحفہ بعض مضامین صواعق ماحول و ساق ہر یکہ مثال
 گشتہ نہایت شکر یہ کا موقع ہے کہ حسب تحریر رشید الدین صاحب جناب شاہجہاں دہلوی
 کسی ہم و گمان کی یہ ہے طریقہ سے سراق مضامین تسلیم ہو کر یکے بادی چورون
 میں داخل ہو گئے پس ایسے سرقہ پیشہ کی تحریر کو معتبر سمجھ کر گام فرسائی منازل منظر
 ہو کر پھوکر کھاکے مٹنے کے بھل گرا ہے جیسا کہ مولوی صاحب مدوح کا چوٹ گر کے
 مگر شکستہ ہونا ناظرین انشاء اللہ معائنہ فرمالین گے واضح رہے ارباب بعیر
 ہو کہ تنہا نماز روزہ حج و زکوٰۃ و جہاد وغیرہ کچھ کا آمد نہیں تا وقتیکہ انکا ایفاء
 حسب مرضیات الہی نہ ہو ہر فرع اپنی اصل پر متفرع ہوتی ہے نماز روزہ وغیرہ
 چونکہ فروع دین ہیں اور اسکی اصل صحت ایمان و اسلام لہذا لازم ہے کہ شخص دانشمند
 و عاقبت اندیش پہلے مولیٰ ایمان کو درست کرے اس جانب سے حضرات اہلسنت

نے عنانِ توجہ علیٰ منعطف کر کے محض نمازِ روزہ پر زور دے رکھا ہے ہاں،
 فہم میں بیانِ سُنت سے ہر وقت تک یہ نہوسکا کہ اُن اعتراضاتِ شدید کو جو کہ
 اُن کی حادہ حقیقت پر وارو کئے گئے ہیں اُٹھا سکیں میری دانست میں بحالتِ
 موجودہ حضراتِ المہنت کا تراویح و قرآن کو پڑھ کر ناحق جان کو فرسودہ کرنا اور
 قوتِ نظری کو گھٹانا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ کلکتہ کا جانیوالا بخیری و نادرانیت
 سے اگر راہِ پلے باویہ پشاور ہوا اور راستہ میں طرح طرح کے مصائبِ شدید اٹھا کر
 پہنچا تو اُسکو پشاور پہنچنے تک جو اذیتِ تکالیف ہوئی اُنہوں نے کیا نتیجہ دیا سفر کی
 سختی کا تحمل اُس وقت نفع بخش ہوتا ہے جبکہ منزل مقصود پر پہنچ کر ساحلِ مُراد سے
 ہمکنار ہو۔ جابجا یہ بتا لیں ہر چند کہ تکالیف بے انتہا اٹھا کر وارو مگر معظمہ
 ہوتے ہیں مگر بعدِ طوفِ کعبہ کہ وہی مقصود مکر کو بطاعت ہوتا ہے ایسے بشارتِ خوش
 ہو جاتے ہیں کہ جب کامیاب خارج از اسکان ہو۔ چنانچہ اسی جہت سے کہا گیا ہے
 جمالِ کعبہ مگر عذر رہے روانِ دارو کہ جانِ خستہ دلاں سوخت و دیرِ بانشہی
 قیاس کر لینا چاہئے کہ المہنت جو فروعِ دین میں گوشان ہو کر اپنے انفسِ بزرگ
 مصائبِ ذواتِ بگوارا فرماتے ہیں چونکہ خلافِ اصول ہے اسکا کیا نتیجہ ہوگا لازماً
 شانِ سلما فی دایما نداری یہ ہے کہ پہلے اصولِ مذہب کو درست کریں بعدہ اعمال
 صالحہ و بجا آوری احکامِ خدا و رسول سے اُسکو مزین دینِ اسوقتِ احکم الحاکمین
 سے مغایر آخری کے پوری اُمید رکھیں۔ حقیقتِ مذہب کا ادراک و دریافت نماز
 و روزہ وغیرہ سے بدرجہا مقدم ہے۔ ملت کی صلیت سے منجر رہنا اور فروغِ
 میں کوشش دینے بلوغت سے جانکو کا بیدہ کرنا ایسا ہی ہو جیسا کہ کلکتہ کا سفری

پشاور کی تاریک گھاٹیوں میں بے سود اپنی جان کو تلف کر دیوے۔ باوقفا
اہل اسلام اگر غیر محمدی زہد و اتقا و راست کلامی و دیانت و امانت غیر اختیار کرے
جیسا کہ بعض صاحب کلمے ہوتے ہیں تو کیا اسکو کوئی عز و امتیاز اخروی مل سکتا
ہر بہن ہر گز نہیں یہی حال اہلسنت کا ہے کہ اندھا دھند نمازین پڑھے جاتے
ہیں۔ حفظ قرآن پر شیفہ و جاہ زادہ ہیں کشف و کرامات و صفاتی بطون کا دعویٰ کر کے
بجیلہ پیری گنہگاروں کی آمرزش کا ٹھیکہ لیکر شانِ غفاری دکھاتے ہیں مگر کبھی بھولے
سو بھی یہ خیال نہیں تاکہ تحقیقات کما حقہ کر کے بنیاد مذہب درست کر لیوں بعد اصلاح
سہول جو کرین وہ تھوڑا ہے ورنہ سب بیکار بقول سعدی ۛ خلافِ ہیمبر کے رہو
کہ ہر گز بمنزلِ نخواستہ رسیدہ نظر یہ راہ نہایت پر خطر ہو جسکو حضرات اہلسنت نے
تعمیر و ترمیم ساجد و اذان و احیاء و جمیعہ وغیرہ سے نظر اربابِ ظاہر میں ملمع کا
نبار رکھا ہے ۛ ترسم نہ سی کعبے اے عربی ۛ کہیں رہہ کہ تو میرومی بہ ترکستان است
اگر نیز اسلام و شخص کی روبرو جس کو سستی و شیعہ سے کوئی واسطہ نہیں یہ بیان کیا
جاوے کہ اہل تشیع نے اہل سنت کو یہاں تک عاجز کیا ہے کہ انکی مدد و چین کا بھی آلِ محمد
ظالم و جابر ہونا تختِ خلافت پر بلا استحقاق جائزہ غاصبانہ طریقہ سے نکل کرنا حضرت
امیر کے نزدیک انکا کاؤبِ غادر و خائن و آثم ہونا خود بیانِ خلفائے انکامنافی
رہنا انہیں کی مندی اور معتبر کتابوں سے مثل روز روشن دکھایا ہے اور محال
مذکورہ کی تشریح میں متعدد کتابیں لکھ کر اطرافِ عالم میں شائع کر دیں اور محال
کسی علمِ اہل سنت نے ان اعتراضات شدیدہ کے اٹھانے میں بلند ہمتی نہیں فرمائی تو
کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ وہ شخص جن جملہ معاملات کو منکر یہ فیصلہ کرنے کے بائیں

عجز و دراندگی اہل سنت حق پرستین ماسا و کلا کبھی ممکن نہیں کہ جاہل سے جاہل
 شخص بھی ایسا فیضیہ صادر کرے۔ سے اپنی ذات پر الزام بدویانہی قائم کر آؤ نہیں
 ہے کہ مضامین تمہیدی نے جو قلم کوک کر خیالِ ملال نامنرین نہایت مختصر طور پر بیان
 کیے گئے ہیں بطاہر نہایت لطافت کپڑی اب غبارِ شہب کلامِ سہوئے داستان
 مباحثہ سلطیہ منعطف کر کے اسکی حالت بیان کیجاتی ہے مولوی محمد قاسم صاحب
 نے کتاب کشف الغمہ سے یہ سوال پیش کیا تھا سئل ۱۹ ماہ اب جعفر علیہ السلام
 عن حلیۃ السیف هل يجوز فقال نعم قد حلیہ ابو بکر الصديق سيفه بالفضة فقال ان
 اتقوا ان لا تؤثرا من مكانه فقال نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل الصديق
 صدق الله قوله لا تؤثرا خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے کہنے پر پوچھا کہ
 تم وار پر چاندی کا کام کرنا جائز ہو اپنے فرمایا کہ ہاں جائز ہے ثبوت جو از میں فعل
 ابو بکر سے استدلال کیا۔ چونکہ اپنے خلیفہ اول کو خلاف معتقداتِ خاندان نبوت
 بلفظ صدیق یاد فرمایا لہذا راوی کو تعجب ہوا اُس نے متعجب ہو کر پوچھا کیا آپ
 ان کو صدیق کہتے ہیں پس یہ سنکر نظیر تنبیہ راوی امام علیہ السلام دفعتاً اپنی جگہ
 سے اٹھ بیٹھے اور فرمائے لگے کہ ہاں وہ صدیق ہے صدیق ہے صدیق ہے جو انکو صدیق
 نہ کہے خدا دنیا و آخرت میں اُس کے قول کو تصدیق نہ کرے۔ ہں حدیث کے پیش
 کرنے سے مولوی فیض موصوف کا پیشنا تھا کہ جب امام خیم انکو سچا جانتے متواتر جھوٹا سمجھو
 دیکھو کہ وہ عابد کرتے تھے تو شیعہ چونکہ خلیفہ ابو بکر کو برا کہتے ہیں لہذا مخالف امام میں ٹپچی
 سید الطاف حسین خان صاحب بہادر قیس قصبہ سلطیہ ضلع مظفر نگر کے مکان پر
 یہ سوال مع سوال نامی جو کہ آئندہ مذکور ہو گا پیش ہوا تھا تھی شیعہ کا قرینہ چوڑی

کے مجمع ہوا مولوی سید بہادر علی شاہ صاحب پنجابی سے جواب لینا تجویز ہوا تھا
 لہذا مولوی صاحب صوف حسب قواعد مقررین ملک پنجاب ستادہ سوئے
 مگر حضرت مدوح کو کشف الغمہ کی دیکھنے کا جس کے حوالہ سے سوال مذکور میں کیا
 گیا تھا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اون کو عنوان سوال اور راوی کے طرز بیان سے
 یہ خیال پایا ہوا کہ یہ روایت ساختہ و موضوعہ ہے ممکن نہیں کہ ائمہ دوازہ گنا
 سے کوئی امام خلفا کو صدیق فاروق سمجھیں لہذا روئے تے تکریب ہل وایت ہوئے
 اس بنا پر کہ صلح ستہ میں چونکہ یہ روایت مندرج نہیں بلکہ بخلاف اسکے ایسے
 مضامین کی روایتیں ارد ہوتی ہیں کہ جن سے صدیق کا کاذب ہونا بلا کسی توہم کے
 ثابت ہوتا ہو پس درحالیکہ حضرات خلفا اپنے مریدان و متقلدان کے جناب میں یہ
 شان رفیع و مرتبہ بلند رکھتی ہیں تو کتب شیعہ میں کیونکر صدیق مانے گئے جنگو
 اپونکہ میں عزت نہیں وہ غیر ملک میں کثرت پاسکتے ہیں اور فی الواقع جناب
 مولوی سید بہادر علی شاہ صاحب کی منزلت نہایت ہی صحیح و قابل قدر تھا کہ انہوں
 نے بغیر است ذاتی یہ قیاس کر لیا کہ ہرگز نہ باور غنی انڈیرو کو اعتقادہ آل طاہر سے
 کوئی بزرگ ایسے شخص یا شیخ صاحب جو جنگو سید الوصیین امام المتقین جھوٹا و غابا
 جانتے تھے بخلاف طریقہ آباتے کرام خود ستیا جانین۔ خاتمہ کلام پر انشاء اللہ نظر
 کو پوری حقیقت واضح ہو جائے گی شاہ صاحب صوف کذب نفاق شخصین کے
 مضامین کو بہت طوالت کے ساتھ بیان کرنا چاہتے تھے اور محلی طور سے متبدا کچھ
 کہا بھی تھا کہ یہ مقابل یعنی مولوی محمد قاسم نے حقیقت مطلب کو سمجھا کر روک دیا
 اور بخلاف داب مناظرہ دائرہ کلام کو تنگ کر کے یہ کہا کہ میں صرف اس قدر پوچھتا

ہوں کہ کتاب کشف الغمہ شیخہ کی ہے یا نہیں اور اس میں مضمون مستفسرہ مہج ہے
یا کیا دیر تک اس بات پر بحث ہوتی رہی کہ شاہ صاحب کو بیان کر نہیں آزادی
دیجاتے نتیجہ بحث پر ظاہر ہو جائیگا کہ جواب کس شان کا ہے مگر مولوی محمد قاسم
نے محدود کر لیا کہ فقط اتنا ہی بیان کر دو چونکہ مولوی بہادر علی شاہ صاحب فصل
کتاب کشف الغمہ کو ملاحظہ نہ فرمایا تھا گو کہ مضمون محولہ کتاب موصوف کو میں بعض
الوجہ کہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے غلط قیاس کئے ہوئے تھی لہذا اُسکی رد و قبول احتیاط
جو کہ لازماً شان علماء شیعہ ہے مانع ہوتی اتفاقات حسنہ سوائس جلسہ میں جناب
مولانا و مقتدا مہرج انام الیہ مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی برادر بزرگ جناب
قبلہ و کعبہ سید محمد حسین صاحب مجتہد و ذاکر جناب امام حسین علیہ السلام بھی موجود
تھے اور غالباً وہ اُسوقت کسی سفر سے مجتہد مستقیم تشریف فرما ہو کر شریک جلسہ
نہ کر رہے تھے لیکن انہوں نے سوالات کو پہلے نہ دیکھا تھا اور نہ مولوی سید
بہادر علی شاہ صاحب کچھ ایسے مشورہ کر سکا موقع ملا تھا مولوی صاحب مدوح
نے اول بہ طرفنداری حمایت مولوی صاحب پنجابی گفتگو کی اور اس بات میں صبر
شد و مد کو نشان ہوتے کہ اُنکے بیان میں دخل در معقولات نہ دیا جاتے۔ مگر
چونکہ مولوی محمد قاسم صاحب فقط مرغی کے وئی ایک ٹانگ کہہ جاتے تھے کہ کتاب
و عبارت کا رد و تسلیم کر لیا جاتے اور اس بنا پر وہ بجائے خود ایک نوع کا غلبہ
سمجھے ہوئے تھے اسوقت جناب مولوی محمد حسین صاحب مقدم الوصف کیار اہل
نہ رہا فریق مخالف کو جبری اور مولوی بہادر علی شاہ صاحب کے بنظر احتیاط تسلیم عبارت
میں متفکر و کھیکر فوراً رد دین سے جواب دیا کہ فی الواقع کشف الغمہ ہمارے مذہب کی

ایک فاضل جلیل کی تالیف کردہ ہر اور یہ مضمون بذیل ایک طولانی عبارت کے
 امین دہ ہے مگر صاحب کتاب نے لکھ دیا ہے کہ ہم اقوال مخالف و مؤلف سب سے
 ہیں تاکہ فریق مخالف کو اس کے دیکھنے سے کچھ باک نہ ہو پس صاحب کشف الغمہ نے
 یہ روایت ابن جوزی سے جو کہ کبراتی علمائے اہل سنت سے گزے ہیں نقل کی ہے
 اور خاتمہ کلام پر بنظر توضیح لکھ دیا ہے کہ آخر کلام ابن الجوزی فی ہذا بابا مذہب
 صحت اہلسنت کا قول شیعہ کے مقابلہ میں یا شیعہ کا مقولہ بحق اہل سنت قابل
 احتجاج نہیں ہو سکتا۔ پس ہم سنکر محض یہ کہ یہ قول امام باقر علیہ السلام کا نہیں
 اور نہ کسی کتاب شیعہ میں اسکا وجود پایا جاتا ہے ابن جوزی نے اپنی ہم طریق لوگوں
 کی تقویت عقیدت کے لئے یہ مضمون تراشا ہے اور شیعہ خلفاء ثلاثہ کی بڑی
 بڑی تعریفیں علمائے اہلسنت نے آئمہ علیہم السلام سے منسوب کی ہیں کہ ان کو
 مریدوں پر ظاہر ہو جائے کہ خاندان نبوت کو حضرت خلفاء سے کوئی بظنی یا ستو
 الفراجی نہ تھی بلکہ ایسا اتحاد و اختصاص تھا کہ لکھنے مدح و معرفت ہر حقہ ناظرین
 آپ کی طبائع صافینہ پر غالباً یہ امر روشن منجلی ہو گیا ہو گا کہ سوال پیش کوہ جو کہ
 صاحب موصوف ذوق حقہ امامیہ کے اس عقیدہ صحیح کو کہ جناب ابو بکر ابن تمائم
 نہ تھے ہرگز حضرت رسان نہیں ہوئے بلکہ اگر کار فرمائے انصاف ہوں تو حضرات
 اہلسنت بھی روایت مذکورہ کی نسبت یہ خیال فرمالینے کی بہت آسانی کے ساتھ
 گنہگار رہتے ہیں کہ جناب ابن جوزی نے اپنی جودت طبیعت سے ایک مضمون
 بے سرو پا تراش کر امام باقر علیہ السلام سے منسوب کیا ہے تاکہ اشخاص ظالمین کی
 نگاہ میں ایک نزع کی منزلت و مقدرت خلیفہ صاحب کو حاصل ہو کر اہل سنت کی

عزت و وقعت کا سبب ہو۔ اگر بخاطر دشت اہل سنت ہم تسلیم بھی کر لیوں
 کہ یہ کلام امام باقر علیہ السلام ہے تب بھی انکو یہ استحقاق حاصل نہیں ہو سکتا
 کہ شیعہ کے نگلے پر چھری رکھ کر انکو مجبور کریں کہ آپ بھی بدل خواستہ و ناخواستہ
 ہمارے خلیفہ جی کو صدیق کہہ دیں کہ قرنیہ کلام خود شہادت دے رہا ہے کہ اصل
 سستی تھا ورنہ تعجباً دریا نہ کرتا کہ کیا آپ بھی انکو صدیق جانتے ہیں کیونکہ اگر کوئی
 شخص خاص شیعہ سے ایسا کلمہ خلیفہ صاحب کی شان میں زبان امام سے سماعت
 کرتا تو اسکو کیا ضرورت لاحق ہوتی تھی کہ خلیفہ صاحب کی نسبت باین لفظ قول
 ھکذا امام علیہ السلام سے انکھا عقائد دریافت کرتا صاحب با اختصاص پورے
 طور پر اس بات کا علم کہتے تھے کہ معصومین مسیحین اور انکے اتباع کو نفس الامر میں
 خارج الایمان جانتے ہیں مگر بوقت ضرورت حسب مصالح موقوفہ فیہ ان حضرات
 کو بالفاظ دیگر یاد فرماتے ہیں۔ لیکن تابعین خلفاء چونکہ بخوبی جانتے اور نیز مانتے
 رہتے تھے کہ اولاد علی کو حضرات خلفائے طاہرہ سے قاطبہ بنیاری ہو اور اسوقت زبان
 امام سی صدیق سنا جو کہ خاص معتقدات اہل سنت سے ہے۔ بنا بر ان اسکو تعجب
 ہوا لہذا پوچھ بیچا درحقیقت وہ زمانہ نہایت نازک تھا سلاطین جو برابر یہ
 کوشش کر رہے تھے کہ خاندان نبوت کو بالکل مٹا دیا جاوے اکثر آدمی منافقانہ
 بظاہر معتقد بنکر اماموں کے پاس کجا حال معلوم کر نیکی غرض سے آتے تھے اور جب
 حال خود آتم علیہم السلام سے جواب پاتے تھے چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جلسہ
 واحد میں مخالفہ موافق کی آمد و برآمد کو ان بزرگواران نے حسب مصلحت و موقع
 وقت ایک مسئلہ میں دو دین تین حکم نظر مختلف دتے ہیں اور جبکہ تخلیہ

عن الاغیارہ و اس مسئلہ کا حکم اصلی اور سبب اختلاف کلامی و اسکا فہرما دیا
الحاصل بغرض صحت کلام ابن جوزی مندرجہ کشف الغمیر چونکہ بقراۃن ظاہری
مسئلہ حلیہ سیف کا پوچھنے والا سنی المذہب تھا لہذا اپنے اسی کے مذاق کے
موافق فعل ابوبکر سے ہند لال کیا تا کہ اس کے ذہن نشین ہو جائے و آئمہ علیہم السلام
یہ کام نہ تھا کہ دینیات میں غیر لوگوں کے افعال و اقوال کو سنداً بیان فرمائیں
ان حضرات نے جو ارشاد فرمایا ہوا ہے آبا کرام سے سند لائے ہیں و عمر و بکر کا حوالہ
نہیں یا چنانچہ اسکی نسبت کہا گیا ہے

و تعلم ان الناس فی نقل اخبار	اذا شئت ان ترضی لنفسك مذهبا
ومالك والروى عن كعب جابر	قد عنتك قولنا لشافعي واحمد
روى جذا عن جبرئيل عن البار	دوال انا سا قولهم و حدیثهم

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر انسان مذہب اسلام اختیار کرنا چاہے اور جان لے کہ
کہ سوائے آئمہ علیہم السلام اجنبی آدمی نقل احادیث میں شامل میں پس اسکو
لازم ہو کہ اقوال شافعی احمد و مالک مرویات کعب جابر کو ترک کرے کہ ان بزرگوں
کے ارشاد ہدایت بنیاد کی محبت و تاسی کرے جبکہ قول یہ ہو کہ روایت فرما
میں ہمارے جبرئیل علیہ السلام سے اور وہ باری تعالیٰ سے پس یہ بات
مسلم ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے سوائے اپنے آباء سے ظاہرین کے اور
کسی کے قول فعل کو علت جواز قرار نہیں یا آنحضرت سے اگر کوئی یہود و عیسای
وغیرہ مسئلہ پوچھتا تو توریت و انجیل کے احکام ارشاد فرماتے کیونکہ باعتبار جمیع
امت مفتی ہر چار دفعہ کے خلف الصدق حق بنایت الہی مثل آفتاب نیمرود دکھایا

کہ اگر اس روایت کا بقول ابن جوزی کچھ وجود بھی ہو تو سائل سُنی کے مقابلہ میں
 جس پر احتمالات گونا گون وارد ہو سکتے ہیں مل چاہتا ہوں کہ اربابِ خرد کو اس بات پر
 توجہ دلائی جائے کہ براہِ کرم گسٹری روایت مذکورہ کے سیاقِ کلام پر نظر فرما کر
 اُسکی گھڑت کو ملاحظہ فرمائیں مضمون روایت بعد زبان گو یا ہو کہ مثل دیگر
 روایات و احادیث فضیلتِ شیعین اُسکو بہت سوچ سمجھ کر بنایا ہو جو کچھ اول
 توحید سیف کا مسئلہ ایسا اہم تھا کہ جس کے تفسار کی نوبت امام تک پہنچی ہو
 کیونکہ جلیب سیف کے کرنے یا نہ کرنے سے مرتب پر کوئی الزام شرعی عاید نہیں ہو سکتا
 تلوار کی خوبی اور اسکا زیور برش پر سو فی الواقع خلیفہ صاحب کی تلوار میں یہ
 بات کہان تھی کیونکہ فرار عن الزحف جب کیا ان انشاء اللہ حصہ دوم میں بخوبی
 کیا جائیگا جناب ابو بکر کی تلوار سے اُن صفات کا دفع کرنا وہاں ہے جو کہ مردان
 نبر و آزما کی تیغ کے لئے زیادہ ہے ایسی مفورین جہاد کی تلوار واقعی یہی قابلیت
 رکھتی ہے کہ اُسکو چاندی و سونے سے نقش و نگار کر کے صندوق میں رکھ دیا جائے
 تلوار کو مکمل مذہب کے مصروفِ زینت رہنا ایسا ہی ہو جیسا کہ مرد کو چوڑیا
 پہنا یا کہ بعض مردانِ لشوار مزیح کا مٹی کی اداہٹ پر پان کی سُرخ کی کاہتر
 چڑھانا سوائے اُن جو جواب کہ امام علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہو وہ جناب
 کلامِ خلافِ قواعد معلوم ہوتا ہو جیسا کہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے
 بلکہ ہواٹھ بیٹھے اور منکرِ صدیق کو ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا بدینے لگے سوچنا چاہئے
 کہ بقول جناب ابن جوزی مندرجہ کتاب صفوۃ الصفوہ سائل نے یہی کہا تھا کہ آپ
 صبی انکو صدیق جلتے ہیں اسکا جواب بقاعدہ تہذیبِ آدمیت یہی تھا کہ اس

کیا کلام ہے وہ صدیق پر مجلایہ کیا قرینہ انسانیت تھا کہ ایسے نرم ستھار پر
 امام مضر ہو کر دفعتاً چونک پڑے اور جگہ سے اٹھ بیٹھے اور رو بقبلہ ہو کر کوسنا
 شروع کر دیا۔ غرضیکہ اس روایت ساختہ و موضوعہ میں فقط ایک لفظ صدیق
 اہلسنت کے دل لگتا ہوا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس صفت موصوفی
 کی صلیت ظاہر کر دیجائے کہ جناب ابوبکر کی ذات کو اس سے کہا شک تعلق ہے
 واضح ہو کہ اسلام میں ہی خطاب تمخدا ایمان و اقتدار سمجھا گیا ہے جو کہ حضرت کی
 زبان معجز بیان کسی کو عنایت ہوا ہو چار خود غرض لوگوں نے اگر ان پر اغراض فانی
 سو کسی کو ہی خطاب جلیل عطا فرما کر خلافت کو اس کے استمال کرنے اور کنیز پر تو یہیں غریب
 دلاتی ہو تو وہ لقب کسی طرح اس خطاب کے درجہ پر نہیں پہنچ سکتا جو کہ عنایت
 کردہ نبوی پر قرآن پاک میں لفظ صدیق انبیا علیہ السلام کے لئے آیا ہے جو کہ اتفاق
 جمیع امت معصوم ہیں جناب ابوبکر کے باب میں ان کے موالیان کو قطعی انکار ہے
 کہ معصوم نہ تھے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ غیر معصوم صفات معصوم کا حامل ہو
 عصمت بجائے خود رہی انکی تو خلافت کیلئے بھی حیران سنت بنہر جان شفیقہ
 پر کوئی حکم نبوی اس وقت تک دستیاب نہیں ہوا چنانچہ شاہناختہ میں لکھتے
 ہیں کہ خلفائے ثلاثہ نہ معصوم اندرونہ منصوص اس خلافت غیر منصوصہ کے حاملین کو
 جنکو عصمت طہارت سے کوئی تعلق نہیں صدیق و فاروق سمجھ کر بغلین بجا نا
 بمقابلہ خصم اپنے منہ سے میان مٹھو بناتے ہیں نہایت حیران ہوں کہ امام مخم
 نے نکر صدیقیت کے حق میں الفاظ نفرین آمیز کیوں استمال فرمائے۔ اگر حضرت
 ابوبکر کے لئے خطاب صوف آسمان سے نازل ہو کر صاحب نیلق عن الہوئے

کہ زبان مبارک سوجاری ہو کر سنتِ موکدہ ہو جاتا تو اس کے ترک کرنے پر
 امام محمد باقر علیہ السلام دعا بد فرما سکتے تھے اور جبکہ نفسِ لامرینِ خلیفہ صاحب
 بالذات ایسے خطابِ جلیل کی لیاقت ہی نہ رکھتے تھے بلکہ بوجہ عدمِ معصومیت
 بہتائے رتبہ انبیا ہونا انکے لیے عقلاً متعین تھا تو امام محمد باقر علیہ السلام ایسا کیوں
 ارشاد فرما کر جو انکو صدیق نہ جانے خدا انکو دنیا و آخرت میں جھوٹا کر دے حسرت
 ہو کہ جب یا ست عامہ ان بزرگواران سے متعلق ہوئی تو خلافت کے ساتھ حضرت
 امیر کے القاب بھی معرضِ ضبطی میں آگئے۔ کوئی صدیق بنا اور کوئی فاروق بنا
 جو جب کو پسند آیا اپنی ذات کے لئے گھڑ لیا اور اس وقت تک کثرتِ استحال سے
 زبان زد ہوتے ہوئے ایک مستقل مطلق بائینِ ستینہ ہو گئی ورنہ حقیقتِ یقین
 اکبر و فاروقِ عظم وغیرہ یہ سب خطابِ حضرت امیر علیہ السلام کے بردایات
 مؤثکہ و معتبرہ اہلِ سنت میں یہ بات طے شدہ ہے کہ سوائے جناب امیر علیہ السلام کے
 اور کوئی شخص امتِ احمدی میں صدیق جبکہ ہوتا و رتبہ نبوت سمجھنا چاہتا تو نہیں ہے
 طبرانی نے جو کہ اکابرِ محدثین ستینہ سے ہیں حضرت سلمانِ فارسی و ابو ذر غفاری
 روایت کی ہے کہ آنحضرت نے بھی جناب علیؑ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جسے
 پہلایاں لایا اور قیامت کو سب سے اول میرے ساتھ مصافحہ کریگا۔ اور یہی
 ہے اس امت کا اور افتراقِ حق و باطل کرنا والا ہے مومن کے لئے بمنزلہِ یسوع
 شہد کی مکھیوں میں ایک گس کھان ہوتی ہے اسکو بزبانِ عربی یسوع بوز
 میں وہ حکمِ قدرت چھتہ کے دروازہ پر جہانِ مکھیوں کے آمد و برد ہونا مقام
 رکھتی ہے جو مکھیان کہ باہر شہد لینے کے وسطو جاتی ہیں بوقتِ دخول اگر انکے منہ سے

ہوتے خوش گوار آتے تو اجازت داخلہ دیتی ہے اور اگر کسی کھٹی نے خراب
 یو دار و ختون کے پھول پتوں سے شہد حاصل کیا ہو تو اسکا وکڑہ مکڑہ کر دیتی
 ہے یہی حال حضرت امیر علیہ السلام کا ہو چکا کہ آپ باب علوم میں لند ابن لوگوں
 بعد قیامت ہو کر ایمان نہ دیکھیں گے ختمی مرتبت نکٹ پیچھے دین گے اور پہلو ہی
 دروازہ پر منافقین و مرتابین کی قطع برید ہو جائیگی۔ عبارت یہ ہو اخرج
 الطبرانی عن سلمان وابو ذر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلى ان هذا اول آمن
 وهو اول بصافحتی يوم القيامة وهذا صدیق اکبر فاروق هذا الامة یفرق بین
 الحق والباطل وهذا یعسوب الدین مضمون بالا کی وہ حدیث صحیح بھی ہے کہ طبرانی
 تائید کرتی ہو کہ جبکہ ما حاصل یہ ہو کہ بعد رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام امتیاز
 مومن منافق محبت و عداوت مرتضوی سے ہوا کرتا تھا دوسری حدیث بھی
 ہم مضمون طبرانی عرض کجیاتی ہے اخرج النسائی والحاکم عن عباد بن عبد اللہ
 قال سمعت علیاً یقول انا عبد اللہ اخو رسول اللہ وانا الصدیق اکبر امام مساقی نے اپنی
 صحیح میں اور حاکم نے کتاب مستدرک میں عباد بن عبد اللہ سے نقل کیا ہو کہ اس نے
 کہا میں نے حضرت علی سے سنا ہو کہ میں بندہ خدا اور رسول اکرم کا بھائی صدیق
 اکبر ہوں۔ سوائے ازین حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور فخر رازی نے تفسیر
 کبیر و امام شعبی نے اپنی تفسیر و احمد بن حنبل نے مسند ابن شیرینہ کتاب الفردوس
 و ابن معاذ نے بکتاب مناقب سیوطی ابن بخاری نے روایت کی ہو کہ صدیق تین
 شخص ہیں حبیب بخاری و خزیمہ کہ مومن آل فرعون ہیں و حضرت مرتضوی کہ
 سرکردہ آل طہ ہیں اور یہ ان دونوں سے فضل ہیں امام فخر رازی کی عبارت مندرجہ

تفسیر کبیر مدینہ ناظرین کی جاتی ہے الصدیقون ثلاثہ - حبیب بن ارموؤ من ال فرعون
 حيث قال تقتلون رجل يقول ربى الله العالى على بطلانہ وفضلہم خطاب صدیق فاروق
 حقیقت تو ظاہر ہو گئی کہ سو آجنا بامیر علیہ السلام کے اور کوئی صاحب اس کے
 مستحق نہ تھے اب براہ مہربانی یہ بھی دیکھ لیجئے کہ جناب عمر صاحب کو تمنعہ فاروقیت
 کہان سے عنایت ہوا - شیخ جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا کہ
 کہ یہ خطاب مستطاب حضرت عمر کو نیکیا وہیہود سے عطا ہوا ہے اور رسول صلعم
 اس تسمیہ کی نسبت کوئی روایت نہیں ہے مسلمان جو عمر صاحب فاروق کہتے
 ہیں متابعت یہود کرتے ہیں - عبارت کتاب مذکور یہ ہے عن سعد بن الکاتب
 الواقدی عن الزہری انه قال بلغنا ان الیہود سمية فاروق ثم تابعوهم المسلمین
 ولهم تبغنا عن النبی صلعم فی ذالک شیئاً تسمیة ہم کردہ شیعیہ امسی
 بات کے تابع ہیں جو کہ پسند صحیح و معتقل رسول صلعم سے مروی ہو ہو سکا
 ضرورت ہو کہ اطاعت یہود و دیگر کفار کیے اپنا نام جریدۃ اسلام خارج کر آئیں
 ایک اور روایت ہدیہ خدمت کی جاتی ہے - جس کے مطالب پر نظر کرنے سے سہل ہے
 حق پر با حسن الوجہ روشن ہو سکتا ہے کہ بوجہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہونے کی
 جناب امیر کو ہدایت امت کا منصب مرحمت ہوا ہے محمد بن یوسف کبھی شافعی نے کتاب
 کفایۃ الطالب میں لکھا ہے کہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
 ستكون بعدی فتنة فاقتموا علیا والزموه لعل بن ابیطالب اول من یرانی واول
 من یصافحنی یوم القیامة وهو الصدیق اکبر فاروق هذا الامۃ یرقی بین الحق
 والباطل وهو یسوی المؤمنین امام المتقین خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول صلعم بطریق

تنبیہ الغافلین بطور مشین گوئی فرمایا ہو کہ بہت قریب کہ میری امت میں فتنہ پیدا ہو گا پس اہل اسلام اس وقت تک کو علی المرتضیٰ کی پیروی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ میرے تابعین میں یہ پہلا شخص ہو جو کہ مجھ سے بروقیات ملاقی ہو گا اور سب کے اول ہی میرے ساتھ مصافحہ کریگا کیونکہ یہ اس امت کا صدیقی اکبر و فاروقِ عظیم و افتراقِ حق و باطل گویا اس کی ذاتیات و فرائض منصبیہ سے ہو مومنان و متقیان کی سرداری اور مقدمہ الجیشی اسی سے علاقہ رکھتی ہو اس روایت نے سوائے فوائدِ عدیدہ و کثیرہ کے ایک بڑا فائدہ یہ دکھایا کہ عند الاختلافات و تنازعات و وقوعِ فتن جناب امیر علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کشتی ایمان کو محیطِ تباہی سے ساحلِ نجات پر پہنچانے والی ہو نوشا حال اُن مومنین کا کہ جنہوں نے بوقتِ تشاجر و تخاصم صحابہ امیر و کبار کو دامنِ دولت مضبوط پکڑ کر حقیضِ مذلت سے اوجِ عزت پر ترفع حاصل کیا تحیف نے اس سال کے حصہ دوم میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ بذیلِ حدیث صحیح مسلم ثابت کر دیا ہو کہ وہ زمانہ جنینِ فتنہ و فساد کے جزو دیگر آنحضرت نے امت کو وصیت باطاعتِ مرتضوی فرمائی تھی ثلثہ کرام کا تھا جن کتب میں کہ حضرت امیر کے مددِ لقیقتِ فاروقیت کا نشان بہ نقلِ عبارات دیا گیا ہے انکا ہر جگہ ملنا دشوار ہو لیکن میں بحال تسکینِ ناظرین پر تحکین ایسی کتاب کا نشان دیتا ہوں جو کہ باسانی مل سکتی ہے اور اہل سنت کے نزدیک باعتبارِ صحت نہایت سندی سمجھی جاتی ہے صاحبِ مدارج النبوة و وسیلۃ النجات در بابِ حالات ولادتِ مرتضوی رقمطراز ہیں کہ تسمیہ کرو اور ابو طالب علی دتسمیہ بنو نغمہ

آثر بہ تصدیق و لقب کرد بہ امین و شریف و ہادی و مہدی و اذن واعیہ و
 یعسوب الدین وغیرہ ہر چند کہ زبان مجربیان ختمی مرتبت سے حضرت امیر کا
 صدیق و فاروق ہونا باین وجہ و صفہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اہل سنت
 کو بجز اسکے کوئی چارہ کار نہیں کہ بدل خواستہ و نا خواستہ اُسکو تسلیم فرما کر جناب
 ابو بکر کے صدیق ہونے سے بعد تحسرت کش ہوں مگر چونکہ اسنے نزدیکیاں بہ
 شاہ عبدالعزیز دہلوی کلام غایت درجہ قابلِ توفیق ہے لہذا اپنے بیانِ سنجیدہ
 و سنگین پر ایک چٹکنی اور چڑھا کر زیادہ وزنی کئے دیتا ہوں تاکہ اربابِ علم
 کے میزانِ عقل میں ہمارا تمام تبریان پکی تول کا اُترے شاہ صاحب کے مجموعہ
 فتاویٰ سے جو کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤ کے دفتر میں موجود ہیں
 ایک مضمون نقل کیا جاتا ہے کسی سائل نے حضورِ مدوح سے دریافت کیا
 تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو مرتضیٰ کہنے کی وجہ تسمیہ کیلئے اُسکا جواب یہ دیا
 گیا تھا کہ در احادیث صحیحہ کثرتِ ایشان آب و تراب آب و ریاحین تین لقب ایشان
 بذوالقرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و یعسوب الاقلمہ و یعسوب فیض
 و بیفۃ البلدا امین و شریف و ہادی و مہدی و ذی الاذن الواعی مروی و ثابت
 است مرزا محمد بن محمد خان حارثی مورخ مشہور این شہر یعنی دہلی در سائل
 فضائل خلفا و مناقبِ اہلبیت کہ این ہر دو رسالہ از عمدہ تصانیف حضرت
 ایشان مرتضیٰ نیز ذکر نموده آما این وقت فقیر را یاد نیست کہ کبدا م حدیث مذکور
 باب تسک کردہ انتہی پس بوجوہات تذکرہ صدر ثابت محقق ہو گیا کہ جناب
 ابو بکر کے لائق کوئی خطاب صدیق بارگاہِ نبوی سے عطا نہیں ہوا بلکہ اس وقت

کے صدیق و فاروق حضرت امیر علیہ السلام ہیں اور جناب عمر جو فاروقِ عظم
 بولے جلتے ہیں وہ بائبل سے جو داس لقب سے نامزد ہیں اندر نصیحت کبھی یہ
 گمان نہیں ہو سکتا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب ابو بکر کو صدیق فرمایا ہو
 یا کہ صدیق نہ سمجھنے والے کو بد دعا کی ہو محض ابن جوزی صاحب کی بناوٹ ہو کہ
 لوگوں کی شوق دلائل کو ایسے ایسے الفاظ گرم وضع فرمائے ہیں جناب امیر علیہ السلام
 نے جب روایات اہل سنت فرمائی، انا صدیق اکبر لا یقول بعدی الا کذاب
 یعنی میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی بعد میرے اس لقب کو اپنی ذات کو نسبت کرے وہ
 جھوٹا ہو لہذا انہما حدیث حدیث سنّت یعنی مولوی مہدی علیخان صاحب دہلوی
 آیات بنیات نے بتعلیل و کاسلہ سی رشید الدین خان تلمیذ شاہ صفا غایت
 باریک بینی و نکتہ رسی و دقیقہ سنجی سے عجیب مضمون دلفریب پیکر کیا ہو آپ فرماتے
 ہیں کہ حضرت امیر کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن سے پہلے کوئی صدیق تھا کیونکہ
 جناب شیر خدا نے اپنا زمانہ مابعد کے تو مدعی صدیق کو کاذب فرمایا ہے اور زمانہ
 ماقبل کو مقلد بہ عدم وجود صدیق نہیں فرمایا نظر بران طبقہ اولیٰ میں ابو بکر
 پہلو اس توجیہ غیر متوجہ کے تسلیم کرنے میں تامل نہوتا مگر سخت لا چاری ہو کہ ایک
 مولوی مہدی علی خان صاحب کی خاطر دشت بڑی بڑی علمائے ستیہ کے بیچ کئی
 سبب ہوتی ہو کیونکہ بحوالہ فخر رازی تفسیر تعلیمی امام احمد بن حنبل وغیرہ پہلو نقل
 ہو چکا ہو الصدیقون ثلاثہ حبیب نجار و حزقیل و علی بن ابی طالب
 پس حصہ صدیقیت بقول اکابر سنیہ تین شخصوں میں ہوا منجمل اُن کے
 دو صاحب حضرت امیر سے پہلے ہیں پس کیوں نہیں جانتے ہیں

آنرا بہ تصدیق و لقب کرد بامین و شریف و ہادی و مہدی و اذن داعیہ و
 یعسوب الدین وغیرہ ہر چند کہ زبان مجربیان فحقی مرتبت سے حضرت امیر کا
 صدیق و فاروق ہونا بامین وجوہ و صفہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اہل سنت
 کو بجز اسکے کوئی چارہ کار نہیں کہ بدل خواستہ و نا خواستہ اسکو تسلیم فرما کر جناب
 ابو بکر کے صدیق ہونے سے بعد تحسرت کش ہوں مگر چونکہ اسنے نزدیک جناب
 شاہ عبدالعزیز دہلوی کلام غایت درجہ قابل ثوق ہے لہذا اپنے بیان بخدیہ
 و سنگین پر ایک چٹنکی اور چڑھا کر زیادہ وزنی کئے دیتا ہوں تاکہ ارباب علم
 کے میزان عقل میں ہمارا تمام ترمیم پکی تول کا اترے شاہ صاحب کے مجموعہ
 فتاویٰ سے جو کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے دفتر میں موجود ہیں
 ایک مضمون نقل کیا جاتا ہے کسی سائل نے حضور مدوح سے دریافت کیا
 تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو مرتضیٰ کہنے کی وجہ تسمیہ کیلئے اسکا جواب یہ دیا
 گیا تھا کہ در احادیث صحیحہ کثرت ایشان با بوزرائے آہوریا نتیجہ تلیقب ایشان
 بذوالقرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و یعسوب الامۃ و یعوقیش
 و بیقۃ البلاء امین و شریف و ہادی و مہدی و ذی الاذن الواعی مروی و ثابت
 است و مرزا محمد بن محمد خان حارثی مورخ مشہور این شہر یعنی دہلی و دریائے
 فضائل خلفاء و مناقب اہلبیت کہ این ہر دو رسالہ از عمدہ تصانیف حضرت
 ایشان بر مرتضیٰ نیز ذکر نموده اما این وقت فقیر را یاد نیست کہ کبدا م حدیث مذکور
 باب مشک کردہ انتہی پس بوجوہات متذکرہ صدر ثابت و محقق ہو گیا کہ جناب
 ابو بکر کے لڑکھوئی خطاب صدیق بارگاہ نبوی سے عطا نہیں ہوا بلکہ اس مرتبت

کے صدیق و فاروق حضرت امیر علیہ السلام ہیں و جناب عمر جو فاروقِ عظم
 بولے جلتے ہیں وہ باقیع یہود اس لقب سے نامزد ہیں اندرِ نصرت کبھی یہ
 گمان نہیں ہو سکتا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے جناب ابو بکر کو صدیق فرمایا ہو
 یا کہ صدیق نہ سمجھنے والے کو بددعا کی ہو محض ابن جوزی صاحب کی بناوٹ ہے کہ
 لوگوں کی شوق و لالینکو ایسے ایسے الفاظ گرم وضع فرماتے ہیں جناب امیر علیہ السلام
 نے حسب روایات اہل سنت فرمایا، انا صدیق اکبر لا یقول بعدی الا کذاب
 یعنی میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی بعدِ میر اس لقب کو اپنی ذات سے نسبت کرے وہ
 جھوٹا ہو لہذا لو نہ اہل حدیقہ سنت اعمی مولوی مہدی علیخان صاحب درویش
 آیات بنیات نے بتعلیل و کاسلہ سی رشید الدین خان تلمیذ شاہِ حجت غایت
 باریک بینی و نکتہ رسی و دقیقہ بینی سے عجیب مضمون و فریب پیکار کیا ہو آپ نے
 ہیں کہ حضرت امیر کے ارشاد سے ثابت ہو رہے کہ اُنے پہلے کوئی صدیق تھا کیونکہ
 جناب شیر خدانے اپنا زمانہ مابعد کے تو مدعی صدیق کو کاؤب فرمایا ہے اور زمانہ
 ماقبل کو بقیہ بہ عدم وجود صدیق نہیں فرمایا نظر بران طبقہ اولی میں ابو بکر
 سب کو اس توجیہ غیر موجبہ کے تسلیم کرنے میں تامل نہوتا مگر سخت لا چاری ہے کہ ایک
 مولوی مہدی علی خان صاحب کی خاطر دشت بڑی بڑی علما اُستاد کے بیچ بھی
 سبب ہوتی ہو کیونکہ بحوالہ فخر رازی تفسیر تعلیمی امام احمد بن حنبل وغیرہ پہلے نقل
 ہو چکا ہے الصدیقون ثلاثہ حبیب بخار و حزقیل و علی بن ابی طالب
 پس حصہ صدیقیت بقول اکابرِ شیعہ تین شخصوں میں ہوا منجملہ اُن کے
 دو صاحب حضرت امیر سے پہلے ہیں پس کیوں نہیں جانتے ہے

کہ نظر بزمانہ ماقبل مراد حضرت امیر حبیب نجار و مومن آل فرعون یعنی خرقیل
 سے ہو حضرات اہل سنت کو اختیار ہے کہ فخر رازی وغیرہ علما متقدمین کو بتایا
 کہ میں یا کہ مولوی مہدی علیخان صاحب جدیدیستی کو فخر رازی وغیرہ نے صداقت کو
 حبیب نجار وغیرہ کی ذات پر منحصر کر کے مولوی مہدی علیخان صاحب ہمارے
 اس تاویل علیل کو کہ حضرت امیر نے خلیفہ ابو بکر کو پہلے زمانہ کا صدیق سچا کلمہ
 مابعد لگائی ہے بالکل باطل کر دیا پس ظاہر ہو گیا کہ لفظ بعدی سے حضرت امیر کے
 بھیہ مراد نہ تھی کہ قبل سہارے دوسرے صدیق یعنی خلیفہ اولیٰ اگر چیکے ہیں کیونکہ خلیفہ
 موصوف کا شمار اشخاص گذشتگان میں نہیں ہو سکتا وہ حضرت امیر کے ہمہ نام
 تھے اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ مایہ فخر و مباہات ہی بات ہوتی ہے عجب بوجہ
 نہرت معدومیت ہو چنانچہ کہا گیا ہے الذادر کا معدوم در حالیکہ اُمت محمدی
 میں حسب معتقدات اہل سنت جناب ابو بکر بھی صدیق تھے تو حضرت امیر کو یہہ
 جتنی دنازد و دعویٰ فردیت کیوں ہوا جبکہ ایک اُستاد کے دو شاگرد یا ایک پیر
 دومرید کسی کمال خاص میں درجہ مساوات رکھتے ہوں تو عقل باور نہیں کرتی
 کہ بخلہ اُن دو شاگردوں یا مریدوں کے کسی ایک کو کوس امانیت بجائیں انصاف
 حاصل ہو سکو حضرت امیر کے ارشاد باسدا اور روایات متذکرہ صمد بوجہ
 کما ینبغی ثابت و متحقق ہو گیا کہ اپنے تمام اُمت احمدی میں اپنی نفس مقتدیں کو
 لباس صدق سے آراستہ پا کر ایسا بلند دعویٰ فرمایا ہے یہی شق ثانی یعنی بعد
 جس کے بھروسہ پر مولوی مہدی علیخان نے وقتِ نظری سے جہلاء گم
 کردہ خرد کے لئے یہ راہ پُر فریب نکالی ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ محاورات عرب میں

مقام مدح لفظ بعدے کا استعمال کرتے ہیں مراد اس سے نفی غیر کے نفی ہوتی ہے
 جیسا کہ حسب روایات متفقہ جناب امیر نے فرمایا ہے انا الخورسول اللہ (ایقول
 بعدے الا کذاب مراد یہ ہے کہ اگر سوائے میری ذات کے دوسرا شخص اخوت
 رسول پاک کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہو نہ یہ کہ جو میری ذات کے بعد ایسا ہو
 کرے جناب امیر کے ارشاد بالا کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے حکوان
 عبد البر نے کتاب استیجاب میں لفظ بعدے کو قائم مقام غیری سمجھ کر باین الفاظ لکھا
 ہے قال علی علیہ السلام انا عبد الله واخو رسول الله لا یقول لها غیری الا
 کذاب چونکہ حضرت محمد طیار و جناب عقیل بھی مثل جناب علی امارتغنی آنحضرت
 کے بھائی تھے لہذا معترض کو گنجائش کلام مل سکتی ہے کہ با صنف موجود ہونے
 اور چند اشخاص کے جناب میر نے یہ تخصیص کیوں فرمائی اسکا جواب یہ کہ خود حضرت
 نے بھی مرقنوی فرمایا ہے کہ یا علی انت اخ فی الدنیا والاخرة یعنی امیر خدائے
 دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو یہ خوشی برابر کی کمالت ایمان ایتقان
 ولالت کرتی ہے جیسا کہ جناب ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی
 الحاصل لفظ بعدی کا جو کہ اس وقت محمل نزاع میں ہے بمعنی غیر سے متعل ہونا
 قرآن پاک سے بھی ثابت ہے صاحب تفسیر مدارک کہتے ہیں رب اغفر لی وھب لی
 ما لا یتنبی لاحد من بعدی ای دونی وانا سائل بھذہ الصفة
 لیکن مہجوزہ لہ لاحد میں صاحب مدارک کا لفظ بعدے کو یہ لفظ
 دونی تفسیر کرنا کہ صریحاً بمعنی غیر دسوار ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ
 بعدے کو یہ مقام غیر سے بھی ہوتے ہیں قصہ کوتاہ ہزار ہزار رنگ بد لکھ حضرت

اہل سنت درپے اثبات صدقیت خلیفہ اول ہوتے ہیں مگر کیا امکان کہ صدق
 کی ہوا بھی آجائے علمائے سنیہ نے بہ حمایت سقیفہ پر دانان ہر طرح سے زور
 لگا کر انقباط علیہ و جلیلہ و فہمیدہ سے خلفاء کا موصوف ہونا چاہا مگر بالوکی دیوکر
 سیل فلک مقابلہ میں کیا دقار ہوتا ہے شیعہ نے دو چار ہی جھپٹو مین جڑ سے
 گر ادیا چونکہ روایت نعم الصدیق کا منع حقیقی کتاب صفوۃ الصفوۃ مولفہ
 ابن جوزی پر لہذا شیعہ پر کوئی جواب نہ لایا لازم نہیں ہاں اگر صاحب کشف الغمہ
 روایت موصوفہ کا سلسلہ کسی راوی شیعہ سے بیان فرماتے تو البتہ جواب دینا
 لازم تھا۔ رہا یہ معاملہ کہ عالم شیعہ نے اس قصہ کو اپنی کتاب میں کیوں وارد
 کیا اس کی حقیقت واقعی یہ ہے کہ صاحب کشف الغمہ نے بغرض اظہار معرفت
 آئمہ علیہم السلام اپنی کتاب کو ترتیب دیکر دونوں فرقہ کے اقوال نقل کچھ نہیں
 تاکہ دیکھنے والے کو تعصب مانگیں نہ ہو اور باین خیال کہ الفضل مآشہد بہ
 الاعداد کتب سنیہ سے بیش از بیش مضامین جنکا صفات آئمہ سے تعلق ہو
 بیان فرماتے ہیں۔ ابن جوزی نے امام ابو جعفر یعنی محمد باقر علیہ السلام کے
 حالات برکت آیات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں صاحب کشف الغمہ نے
 اس کل عبارت کو بتماہر نقل فرما دیا ہے ہمیں ضمنا ابن جوزی صاحب کتاب
 نعم الصدیق کا تذکرہ کیا ہے لہذا صاحب کشف الغمہ نے اس تمام عبارت کو لکھ دیا
 اگر روایت موصوفہ کو صحیح مین سے نکال ڈالیں تو آپسرا سقاط کلام کا اعراض
 وارد ہوتا پوری عبارت بلا تصرف خود حوالہ قلم کر کے آخرین بہ نظر کا علی تمہ اتنا
 لکھ دیا کہ نہ اس آخر کلام ابن جوزی تاکہ دیکھنے والے پر یہ بات واضح ہو جائے

کہ یہ تمام کلام ابن جوزی کا ہے اور شیعہ کو اس کی پابندی سے آزاد مقرر ہے۔ ہمارے علماء کا یہ کام نہیں کہ کسی کی عبارت کو کاٹ چھانٹ کر آدھا تیر آدھا بشیر کر لین نقل عبارت میں خیانت کرنا اس کا کام ہے جو کہ خاتن کو اپنا پیشوا جانتا جناب شاہ صاحب تحفہ کے متعدد مقامات پر کسی خوف سے نقل عبارت میں اپنا تصرف کر کے ایسا کچھ تغیر و تبدل کیا ہو کہ جس کی وجہ سے اجوبہ تحفہ میں پیر سخت دار و گیر ہو رہی ہے۔ اگر ہمارے عالم بھی ایسا کرتے تو مقلدان شاہ صاحب اتنا مشہور مچاتے کہ پناہ بخدا۔ المحقر موقعہ مباحثہ پر کتاب کشف النور موجود نہ تھی مولوی محمد قاسم صاحب پر بار ڈالا گیا کہ آپ مدعی ہیں اور ہمیشہ ثبوت مقدمہ بذمہ مدعی ہوا کرتا ہے کتاب ہم پیش کیا کرتا ہے کیجئے کہ یہ کلام ابن جوزی کا نہیں کچھ مولوی صاحب نے بڑی تلاش سے کتاب مشکاتی اور ابن جوزی کا حوالہ دیکھ کر فرط انداز سے ایسی خاموشی اختیار کی کہ جوابے نہ دار۔ حقیقہ نے مولوی صاحب کی مدت میں ایک عینہ رسال کیا جس کو انشا اللہ عنقریب نقل کرنا والا ہوں اس کے پہلے حصہ میں میں مباحثہ سلمیہ کا ذکر کیا تھا اور دوسرے حصہ میں ایک سوال پیش کیا تھا جو پیر و بارہ بنا مناظرہ قائم ہوئی تھی مولوی صاحب نے سوال بحیف کا تو جواب دیا مگر سلمیہ کی بابت کچھ ذکر نہ فرمایا۔ انے ناظرین خوش بین پہلے سوال کی حقیقت و وقعت تو آپ پر ظاہر ہو گئی مہربانی فرما کر دوسرے سوال کو بھی ایک نظر دیکھیے اور پھر رسالہ مولفہ حقیقہ اور اس کے جواب اور رویت اور مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے۔

سوال دوم جو کہ ہج البلاغہ سے پیش ہوا تھا

عن امیر المؤمنین انہ قال لا بد فلان لقد قوم الاود وداوی العمل اقام
السنة وخلق البدعة ذهب بقی الثوب قليل العیب اصاب ضیروها و
سبق شرها دی الی الله طاعته و اتقاہ بحقه رحل و ترکہم فی طرق
متشعبة لا یہتدی فیہا انضال ولا یستیقن المہتدی
اسکا ترجمہ حسب مراد حضرات سیناں ویشان مولوی محمد قاسم صاحب نوتوی
موصوف ہدیتہ الشیعہ نے اس طرح فرمایا ہے کہ خدا ہی کے واسطے ہیں شہر ابو بکر کے
یعنی ابو بکر میں خدا داو خوبیاں ہیں پس قسم ہے خدا کی کہ انہوں نے سیدھا کر دیا ستون
کو اور قائم کیا سنت کو اور پس پشت ڈالا انہوں نے بعثت کو پاکدامن بے عیب
گئے مخوفی خلافت کی انکو نصیب ہوئی اور آگے چل دتے خلافت کے فساد و
ادامی انہوں نے خداوند کریم کی طاعت پر ہیز گار رہے حق پر ہیز گاری کا
چل دتے اور مختلف رستوں میں حیران ہیں کہ نہ گمراہ ہو نہ گمراہ ملتی ہو اور نہ ہدایت
والوں کو ہدایت کا یقین ہے مولوی صاحب نے بتایا شاہ عبدالغیر زید دہلوی
بقولے نقل راہ عقل تحفہ سے خطبہ موصوف نقل کر کے پیش کیا اور یہ نہ سمجھا کہ
شاہ صاحب نے خیانت فرما کر لفظ فلاں مندرجہ خطبہ کو ابو بکر سے بدل کر یا قرآن خود
تحریف کی ہے چنانچہ تحفہ میں قمر ازہر میں تیسری برائے حفظ مذہب و غیرہ تصریح
کر دہ لفظ ابو بکر ا حذف نمودہ جاتے اور لفظ فلاں آوردہ تا اہل سنت متکثر نہ
نمود پس مولوی صاحب پر لازم تھا کہ شاہ صاحب کی تحریر کو معائنہ فرما کر اپنی
خود زقاری و خیانت شعاری سے سرور گریبان ہو کر اصل کتاب مستطاب النج البلاغہ
کے موافق عبارت نقل فرماتے تو وہ خفت سرعلیہ نہ اٹھاتے کہ جب کو آگے بیان

کیا جاتا ہے جو قوت کہ جناب مولوی محمد حسن صاحب قبلہ نے فلان کی جگہ ابوبکر
 دیکھا مولوی محمد قاسم صاحب نے تجا پوچھا کہ کیا پہل کتاب بیچ البلاغۃ میں اس طرح
 لکھا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسے ہی ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ خطبہ
 مندرجہ بیچ البلاغۃ میں اللہ بلا و فلان ہے آپ اللہ بلا و ابوبکر کس طرح فرماتے ہیں
 مولوی محمد قاسم صاحب چونکہ تحفہ سے ایک پرچہ پر خطبہ نقل کر کے لائے تھے اور
 اصل بیچ البلاغۃ کو انہوں نے نہ دیکھا تھا لہذا باعتبار تحریر شاہ صاحب نہایت محترم
 و وثوق سے یہ دعویٰ کر بیٹھے کہ ہماری تحریر اصل کتاب کے موافق ہے چونکہ مولوی
 صاحب آستین چڑھا کر ایسا بیان فرمانا بالکل خلاف واقع تھا لہذا جناب
 مولوی محمد حسن صاحب نہایت منتظمال سے بخشادہ پشانی قلم و جزمانہ عدہ کیا کہ
 اگر من بیچ البلاغۃ میں بجائے فلان ابوبکر ہے تو میں مستی ہو جاؤنگا و وقعہ ہاشم
 پر بیچ البلاغۃ موجود نہ تھی مدعی صاحب نے کہا گیا کہ مثل کشف النعمہ بیچ البلاغۃ بھی
 ہم نے بیچا کر دکھائے کہ فلان ہے یا ابوبکر گرا تھے ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جس مطلب آپ
 خطبہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہ ہوگا کیونکہ اس سے کوئی تشریف پیدا نہیں
 ہو سکتی بلکہ مفسر مذمت ہی اسوقت خطبہ کی بابت زیادہ گفتگو نہوتی اور خطبہ ختم
 ہو گیا۔ بعد دینیابی بیچ البلاغۃ متن خطبہ میں اللہ بلا و فلان دیکھ کر سائل صاحب
 اپنی جرات سمجھل سے ایسی ندامت کس و خجالت زدہ ہوئے کہ پھر کبھی جھگڑے
 بھی نام نہ لیا۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے شاہ صاحب کی تحریر کو سچا باور کر کے
 برسر خطبہ اس مباحثہ میں وہ غفت شدید اٹھائی کہ آج کل کے بنظر تحریر دستہ زار
 یہ ہی کہے جاتے ہیں کہ جناب مولوی صاحب روایت نعم العیدیٰ کشف الغیب میں

بحوالہ ابن جوزی مروج ہے یا کیا اور پنج البلاغۃ میں لفظ فلان ہے یا ابو بکر عیسیٰ
مولوی صاحب سوائے اُنکو کہ دل ہی دل میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کو
کوس لیں اور کچھ جواب وہ نہیں دے سکتے بھلا شاہ صاحب کا تو یہ مذہب تھا کہ
جھوٹی کتابوں کا شیعہ کی طرف منسوب کرنا یا کہ بعض کتب شیعہ کے ایسی عبارتیں
جن سے اہل سنت کا مرتع حاضر تھا کانٹ چھانٹ کر رد و بدل کر دینا مطالبہ مفید
مندرجہ کتب شیعہ سے قطعاً انکار کر کے یہ لکھ دینا کہ این روایت جو صحیح تھا ہے از
کتب اہل سنت موجود نیست ولو بطریق ضعیف مگر تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے تو
پہلے پہل دائرہ مناظرہ میں قدم رکھا ہے ابتدا کلام میں ایسی فرو گذاشت برائے
آئندہ بڑی وقت پیدا کر گئی ہنوز دلی دور ہے فن مناظرہ معرکتہ الآراء شمار
کیا گیا ہے منزل مقصود تک پہنچنے میں ایک ایک قدم ہفتخوان رستم و اسفندیار
سے صعب تر ہے جناب مدوح کو لازم تھا کہ اجوبہ تحفہ کو ملاحظہ فرما کر حکم اعتبار
یا اولی الابصار متنبہ پذیر ہوتے کہ بجرم خیانت کلام و تحریفات عبارات و انکسار
بر بیات شاہ صاحب نے متکلمین شیعہ کی زبان و قلم سے کیا کچھ انعام پایا ہے اور
تماشا دیکھتے خود را فیضیت و دیگر را فیضیت جناب شاہ صاحب عبارت پنج البلاغۃ
میں فلان کا تبادلہ ابو بکر سے کر کے اپنے تصرف و خیانت سے اغماض فرما کر
بقولے اُلٹا چور کو تو ال کو ڈانڈے جناب سید رضی علیہ الرحمہ پر الزام حذف
و استقاط لفظ ابو بکر قائم فرما کر حملہ آور ہوتے ہیں نیز حسب و اب مناظرہ لازم
تھا کہ کسی کتاب شیعہ کا پتہ دیتے کہ فلان کتاب فرقہ حقہ امامیہ میں اللہ بلا و ابو بکر لکھا
ہوا تھا سید رضی نے خیال حفظ و صیانت مذہب خود و ہر و مسلک خیانت ہو کر

بجائے البکر فلان جادو ہے نہ کسی کتاب کا نشان دیا نہ اور کوئی ثبوت قابل تسلیم
 پیش فرمایا محض اپنے ذہنی خیالات سے تید بزرگ کو جن کی تشریف و توصیفیں ابن
 خلکان و دیگر علمائے سنیان رطب اللسان ہوئے ہیں معاذ اللہ بجرم خیانت مجرم
 قطعی قرار دیدیا قاعدہ کا یہ ہے کہ فرد قرار واد جرم اسوقت شاگرد صفائی طلب کیا جاتی
 ہے جبکہ پورے طور پر ظلم کی ذات ارتکاب جرم سے ملوث ثابت ہو۔ اہل انصاف غور
 فرمائیں کہ جناب شاہ صاحب سید رضی اعلی اللہ مقامہ پر سوائے اپنے اظہار کے
 کہ جس پر صد گونہ احتمالات خلاف بیانی ناشی ہو سکتے ہیں اور کیا ثبوت پیش فرمایا البتہ
 جرم تصرف و خیانت و حذف الفاظ و سقاط عبارات اسکو کہتے ہیں جیسا کہ ہمارے
 علمائے اعلام و فضلاء ذی قسام نے اجوبہ تحفہ و مفتی الکلام میں شاہ صاحب
 دہلوی حیدر علی صاحب کی ذات بابرکات پر عاید فرما کر انکے مقلدان و مریدان کو
 ایسا مضحک و باہر گل کیا ہے کہ جس کی صفائی باوصف امتداد مدت و انقضائے زمانہ
 کثیر آج تک نہیں ہو سکی اور نہ قیامت تک ممکن ہے اہل عقل جانتے ہیں کہ جن یہ سچا ہے
 مجرمان کی صفائی سپرد کاران نہیں دیکھتے انکے مقدمات ناقابل انصافیت میں زبان
 تحقیقات طول حوالات سے کیا کیفیت ہوتی ہے لہذا بجرم خلاف نوریہ مقصداً لانفاً
 و تشریحاً لطاعاً و عقبات الانوار و غیرہ کے سخت پہرہ میں مشغول و لکھتا رہے ہیں اور یہ سچا ہے
 سپرد کاران دہوا خواہان حوالات کے مستحکم و متواتر حصار کو بہ نگاہ حسرت معائنہ فرما کر اپنی
 کوتاہی و بی بسی و سبب تفکر میں کوئی صفائی نہیں دیکھتے عام اہل اسلام آگاہ ہوں کہ
 جناب شاہ صاحب حیدر علی صاحب و غیرہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ایسے چند شیخوں پر
 حیاتی اعانت کی کہ جنہوں نے ہنگام وفات اپنا بادشاہ و خداوند نعمت کے حکم سے قربانی کر کے اسکو

اُسکو بیوہ کو قرار دیکر سرج و غصہ دلایا و فقہا تمام حقوق تک خواری کو فراموش کر کے
 ایسی بکج روی اختیار کی کہ اپنے بادشاہ لازم الاماعت کی نصیحت و نصیحت آخری کو جبر
 کل مملکت کا انتظام مربوط و منوط تھا روک دیا۔ اُسکو سید فن و کفن چھوڑ کر بلا آداب
 نماز خجازه با اختیار ملک بائیں کی فکر میں پڑ گئے جس لعینہ کو بادشاہ کی حیات میں
 منہ نشینی پر مبارکباد دیکھتے تھے اُس کے ملک خدا و آدمی مدخلت یہاں کر کے دست ظلم
 کیا اپنے ولینعی کی بیٹی کو در حالیکہ وہ مرگ پدیری سے متاثر ہو کر تبتا تے نوہ و شیون
 تھی و ہیکا یا کر تیرے گھر کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیں گے بادشاہ جو اپنی بیٹی اور نواسوں
 کے لئے اوقات بسری کا بحکم خدا انتظام کر گیا تھا اُسکو جو بابت ناموجہ توڑ ڈالا ایسا
 پختہ انتظام کیا کہ اُس بادشاہ کے خاندان کا جہاز موج آفات و مدمات سے تباہ و برباد
 ہو کر تختہ تختہ ہو گیا وینی سلطنت میں دنیاوی رموز و حکمت کو دخل و دیکر وہ وہ
 باریکیاں پیدا کیں کہ پھر با من و اسایش اُس بادشاہ کی اولاد کو سلطنت کرنا
 نصیب نہ ہوا شاہ کے ذی غرت مصاحبو بخوبی کا گوشہ خاطر سلطان خاندان کی طرف
 مائل تھا اونے اونے غلاموں سے پٹوا کر خارج از بلد کر دیا۔ قانون کی معتد و کتابونکو
 پھینک دیا شاہ کی پیاری بیٹی کے شکم پر صدمہ ضرب پہنچا کر معصوم بچہ کو مار ڈالا اپنے خلع
 نعمت کی بیٹی کو متواتر ایسے مدمات جانگزا پہنچائے کہ جس سے اُسکو اس بات کی نصیحت
 کرنیکی ضرورت پڑی کہ وہ ارادہ نشل کے خجازه پر نہ آئیں غیرہ وغیرہ پس ایسے شخص کی
 ذات سے جرات مند کرہ بالا کا اٹھانا باز بچہ اطفال نہ تھا پیر و کاران ہاتھ چھوڑ کر
 بیٹھ رہے مکانوں کے دروازے بند کر لئے۔ چونکہ موالیان خلفا و شاہ صاحب غم
 باوصف مہلت ہاتے کثیر اسوقت تک کوئی صفائی پیش نہیں کر سکے لہذا بنظر

اتمام حجت شہدات جاری کئے گئے پچیس ہزار روپیہ کی طبع ولاتی گئی کہ اسقدر روپیہ لیکر اپنے مرشدوں کے ذمہ سے الزام خیانت و افسر اٹھا کر خلفا کا باایمان ہونا ثابت کرو مگر سب سب گئے اور روپوشی اختیار کی متواتر احکام جاری ہوئے مین پانچویں تا گیدی پر دانے دئے جلتے ہیں پیر و کاران کو اطلاع دو حوالاتی بنار بلا کی طاعت سے گھٹے جاتے ہیں اگر اب بھی ان کی صفائی میں کچھ پیش ہو سکتا ہے تو داخل کر دو رہ مقدمہ تجویز کر دیا جائیگا۔ کارپردازان دفاتر تحقیقات اعانت کنندہ گانٹ ہوا خواہ شاہ صاحب حیدر علی صاحب غیرہ کے دروازوں کو تینہ کیا ہوا دیکھ کر مند مکانون کے دیوار و بنیر اطلاع نہ دشتہدات چپان کر کے داپس چلے آتے ہیں پیر و کاران کے محلوں میں عجیب سیر و تماشا ہو رہا ہے جطرف نگاہ کرو کہیں تنقضا رنگی ہوئی نظر آتی ہے کسی جگہ عقیقات الانوار کہیں طعن الرماح دلدوزی کر رہی ہے اور کسی دروازہ پر ضربت حیرتہ دو انفقار کی چمک کھا رہی ہے۔ فیرا راچہ ازین قصہ راحت ہے جقدر یہ بلا میں پڑے رہیں جہ جلدی ہے کیا ابھی توڑے میں پڑے ہیں دشمنان اہلبیت کے حمایت نے دنیا میں جناب شاہ صاحب غیرہ کو یہ نتیجہ دکھایا کہ ان کے اقوال پر جو ایراد کیا گیا ہے اسکا کوئی دفع کر نوالا نہیں اور جبکہ بروز قیامت آل احمد و ادخواہ ہوگی کہ خدایا یہ لوگ زبان و قلم سے ہمارے معاندین کے مدد معاون ہوتے تھے اسوقت بارگاہ جبار و قہار سے سونٹہ بروارون کے نام یہ حکم شدیدہ تاکید انفاذ پذیر ہوگا کہ ایسے تمام تر علما و متکلمین کو جنہوں نے معاندین و مبغضین خاندان نبوت کی زبان و قلم سے امداد کی ہو خواجہ کے ساتھ پیش کیا جائے ناظرین اور اقیانہ و نیز ماہران اجوبہ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بنیات و ہریتہ الشیعہ

وغیرہ پریشانی آفتاب نیمروز روشن دانا بان ہے کہ اہل سنت شاہ صاحب حیدر علی
 صاحب غیر ہم کی بابت اس وقت تک کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کر سکے۔ پس واضح
 ہو گیا کہ ملزم کی ذات سے الزام کے اٹھانے میں قاصر رہا بعد از ان کے مجرم ہو چکا
 اقرار کرنا ہے۔ یہی بات ہے کہ اگر جناب شاہ صاحب وغیرہ متکلمانِ سنیان نے
 برسرِ راستی ہو کر شیعہ کا مقابلہ کیا تھا تو بالضرور علمائے اہل سنت سے کوئی نہ کوئی کمر
 ہمت جیت باز دھکے جواب الجواب لکھنے پر آمادگی ظاہر کرتا۔ جناب مولوی خلیل
 صاحب ہدایات الرشید میں عدم جواب دہی اجوبہ تحفہ وغیرہ پر بین الفاظِ قاطعہ
 ہیں کہ تحفہ کے جوابوں کا کیا جواب دیا جائے وہ کتابیں یہ قابلیت ہی نہیں کھتی
 کہ کوئی عالمِ اہل سنت تقدیر جواب اٹھا کر اپنا وقت گرانمایہ صرف کئے میں اہل
 عقل سے بہرہ ادا بلکہ بعدِ منتِ متمنی ملتجی ہو کر مستفسر ہوں کہ خدا را گام فرمائی
 کو چہ انصاف ہو کر ارشاد فرما دیں کہ صاحب ہدایات الرشید کا یہ عذر اُس طرحی
 کے بیان سے کتنا ملتا ہوا ہے۔ جس نے اپنے کوتاہ دستی سے لہلہاتے ہوئے
 خوشہ انگور چھوڑ کر منہ پھیر لیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک لوطی تختہ انگور میں سبھی عہد
 عمدہ انگور دیکھ کر دل لٹچا یا بہت کدوی جھیلی مگر بیج نہ سکی آخر خستہ ہو کر کہنے لگی
 کہ کون وقت ضائع کرے۔ مرنے انگور کھٹے ہیں۔ بلا تشبیہ یہی حالت جناب
 مولوی خلیل احمد صاحب کے ہے متکلمینِ اہل سنت نے بہت کچھ کوشش کی کہ تحفہ
 و منتی الکلام کے جوابوں کا رد لکھا جائے۔ مگر متغیر شد کیا امکان کہ ایک بات
 کا بھی جواب دیکھیں۔ اگر حضراتِ اہل سنت سے ممکن ہوتا تو کبھی تو یہی نہ کرتے
 مگر بچا رہے بھوسہ پر کہا تک پاتی لہستانی کر بیسے گلِ حکمت میں بوٹھے ہو جائیں

آخر تک کر ٹھہرے اور شب بربادہ مذکور غرات لاطال کرنے لگے اگر صاحب
 روایات الرشید اپنے بیان میں سچے تھے تو مطاعن شہین سے کسی طرح کی اٹھانے نہ کہ پر
 جو دعویٰ ہے ہو کہ حضرت امیر و حسین کی گواہی شیکاہ خلیفہ اول سے ناقص
 ناقابل تسلیم تجویز ہوئی۔ ہسکی کوئی علت صحیح بیان فرماتے سیدہ کے گھر پر جواگ اور
 لکڑیاں لیکر خباب عمر شریف لے گئے تھے اسکے جواز میں دلیل قائم فرماتے حضرت
 شہین پر جو تبرک رفاقت اُسامہ تازیہ نکایا گیا اسکا نشان ملتا تبلیغ سورۃ
 برات سے جو حضرت ابوبکر کی مغزولی عمل میں آئی اسکے وجود و نشین ارشاد فرما
 خامہ و قرطاس کے مقدمہ میں جو حضرت عمر کی روک ٹوک حسب تسلیم شاہ صاحب
 فضل شیطانی سے تبصر کی گئی ہسکی درست فرماتے مالک بن نویر کے مقول ہیں
 پر جو حضرت خالد سبف اللہ سے ارتکاب زنا ہوا کسی جو موجب سے جائز فرماتے
 حدیث انامعاشر الانبیاء لا نزل ولا نقرٹ کا تطابق قرآن سے فرما کر
 خلیفہ صاحب کے سچا بناتے۔ ابن مسعود صحابی طلیل القدر پر جو درباب اخذ و گرفت
 قرآن مار دھاڑ ہوئی اسکا سبب صحیح بیان فرماتے۔ ابوذر غفاری کے جلا وطن
 کر سکا حال ظاہر کرتے شاہ صاحب نے جو حدیث طبر و حدیث تشبیہ وغیرہ کے وجود کو
 کتب متنبہ میں باین الفاظ مفقود ظاہر فرمایا ہے کہ این حدیث در بیج کتبے از
 کتب اہلسنت موجود نیست۔ ولولبطریق ضعیف ان کی حقیقت صلیف مجملات
 عبقات اناوار میں معاندہ فرما کر کوئی عذر واجب التسلیم پیش فرماتے صاحب عبقات
 نے حدیث طبر و حدیث تشبیہ و حدیث منزلت و حدیث ولایت و حدیث نور و
 حدیث غدیر وغیرہ کو بر تو جمہات شاہ صاحب اس صاحب کے ثابت کیا ہے

کہ ہر حدیث متذکرہ صدر کو مقدر و علما کے بیان سے توشیح راویان ظاہر کر
 شاہ صاحب کے کلام صدق نظام کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ صاحب ہدایات الرشید
 پر واجب تھا کہ مجملہ امورات مذکورہ بالا کے کسی ایک ہی معاملہ کو صاف کر کے
 ارباب نظر کو دکھا دیتے کہ شاہ صاحب کی ذات ستودہ صفات الزام کذب
 غلط نویسی باین عنوان ٹھکانا دیا کہ حکما ابطال ممکن نہیں حضرت غضب کیا ہے
 ایک ہی فقرہ میں عقب گزاری کر لی اور یہ نہ سمجھے کہ شیعہ نے اس مضبوطی سے چھاپا
 دیا ہے کہ قیامت تک چھٹکارا ممکن نہیں۔ میں مولف ہدایات الرشید کے موافقین
 و موافقین سے پوچھتا ہوں کہ کیا انھارے عذر الیہ صیح قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس
 تحفہ کے جوابوں کا استدراجاً منجانب شیعہ غیر ضروری متصور ہو ہم بریں بنا ایسی حلیہ
 کتابوں کی بابت جو کہ کسی کے رد مذہب میں لکھی گئی ہوں محض اتنی بات کہنے کا
 گنجائش مل سکتی ہے کہ کیا خاک جواب یا جاوے وہ کتاب اس پایہ و رتبہ کی نہیں
 کہ اس کے مقابلہ میں قلم اٹھا کر عمر عزیز و گران بہا وقت کو فضول طور پر ضائع و
 برباد کیا جاوے میں تعجب کرتا ہوں کہ مولف موصوف نے میر فرزند علی صاحب کی
 کتاب کا جواب لکھ کر کیوں حرج اوقات کیا فقط اتنا شہر فرمادیتے کہ اہل سنت گمراہ
 نہیں ہم ضرور جواب لکھتے مگر چونکہ مردِ شیعہ کی تحریر بمصداق ع آنت جوابش کہ
 جوابش مذہبی۔ ناقابل انتفاع ہے لہذا فیض اوقات سمجھ کر اغراض کیا گیا جواب
 مولوی احتشام الدین صاحب مراد آبادی مولف رسالہ النسخۃ الشیعہ نے جو ہندوستان
 میں یہ دعویٰ کیا کہ ہم ان کتب شیعہ کا جو کہ برہ تحفہ و منتہی الکلام لکھے گوچر اب
 دینے و ملے ہیں۔ اہل سنت کو امیدوار بودہ بداند بنا کر لکھنے ارادہ کی کشت پر مردہ

کو آبیاری دوات و قلم سے بطور سُستی شاداب کیا ہے حسب تجویز صاحب
ہدایات الرشید بڑی مٹھو کر کھاتی صاف لکھ دیتے کہ ہمارے بزرگ ایک دینی آدمی تھے
منہی الکلام و آیات غیبات و ہدیتہ الشیعہ و ضربت حیدرہ وغیرہ کے جوابوں کا رد
قلم برداشتہ لکھ کر پھینک دیتا۔ مگر چونکہ وہ جواب ایسے ہیں کہ کٹنے مقابلہ میں قلم ٹھکانا
مطبع کا پتھر گھسانا ہے بنا بران سکوت کیا گیا۔ مجھ کو فقط اتنی بات دکھانی
منظور تھی کہ مستکلبین سُستیہ پر جو بجرم کذب نویسی و غلط گوئی و حق پوشی منجانب
شیعہ داروگیر ہوتی ہے اُسکا حضرت اہل سنت و اہل کچھ تصفیہ نہیں کر سکے اور
بجدرے عاجز و درماندہ ہیں کہ خلاف عقل و نقل سیرت علماء و ادب علم کلام عدم
جواب دہی کے اولویت و اوقیفت ثابت کرنے پر بدلائل پوری و لچر آمادہ ہیں اصل
کلام بقول معروف المرء یقیس علی نفسه یعنی ہر آدمی اپنی حالت پر دوسرے کی حالت
قیاس کرتا ہے سچے کو تمام جہان سچا اور جھوٹے کو جھوٹا نظر آتا ہے خدامِ شباب
شاہ صاحب نے سید رضی اعلیٰ اللہ تعالیٰ عنہ پر حسبِ رت و خود خطبہ للشد بلا دِ فلان
مندرجہ پنج البلاغۃ میں بلا اقامت دلیل حذف و سقاط ابو بکر کا الزام قاسم
اپنے مریدان و مقلدان کو بجا دیا کہ فرمایا کہ جکا پایاں نہیں۔ حقیقت یہ ہے
عرض کر چکا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے جو سید پاک شریعت پر ابو بکر کے اُڑا دیئے کا
اعتراف وارد فرمایا ہے پھر واجب تھا کہ حسبِ ادب مناظرہ کسی ایسی کتاب شیعہ سے
جو کہ پنج البلاغۃ سے مقدم ہوتی یہ بات ثابت فرمادیتے کہ فلان کتاب میں ابو بکر کا نام
لکھا تھا سید رضی جامع خطبات نے اُسکو اڑا کر فلان لکھ دیا تاکہ اہل سنت کو معجی بیز
تسک و تشبث نہ رہے ایسا دعویٰ بے سرا پا کہ جس سے تسلسل اسم جناب ابو بکر شاہ صاحب

پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا سکے کسی طرح قابل سماعت نہیں پس ہونا ہر انسان کی فطرت
 میں داخل ہے۔ پس کبھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص بخلاف جبلت فطرت خواہ
 نحوہ جھوٹ بولے یا غلط لکھے البتہ جب کوئی غرض خاص نفس انسانی پر وارد ہوتی
 ہے تو وہ جھوٹ بولنے پر بہت متغزلے اغوائیں حکم طبیعت مجبور ہو کر ارتکاب خلاف قہم
 کرتا ہے بعد سمجھ لینے اس کلیہ کے یہ بات قابل غور ہے کہ اگر حقیقت خطبہ میں بیان
 گوہر فغان حضرت امیر علیہ السلام سے جناب ابوبکر کا نام جاری ہوا تو سید پاک تربت کو
 اظہار سمیت میں کون وجہ مانع ہوتی جس سے خلاف قاعدہ فطرت جھوٹ کہنے حیات
 و مبارکت کی بلا غور و غوض یہ نتیجہ متفاوہ ہوتا ہے کہ اگر مضمون خطبہ محتوی و متعلق
 تعریف ہے تو بے شبہ جامع خطبات نے بنظر حق پوشی حضرت ابوبکر کا نام گم کر کے بنظر
 اہام لفظ فلان لکھ دیا تاکہ حضرات اہلسنت کو شیعہ کے گلوگیر ہو نیا موقع نہ ملے
 مگر ساتھ ہی اس کے یہ خیال کرنے کی قوی گنجائش ملتی ہے کہ ایسی صورت میں ممکن تھا
 کہ سید صاحب خطبہ کے مابقی اہلون کو بھی باین توہم کہ ازمنہ آئندہ میں کوئی نادر
 فہم اس خطبہ کا مقصود علیہ حضرت ابوبکر کو نہ سمجھ لیں تو یہ عظم انداز فرما دیتے مگر جو
 جناب سید نے اُسکو لکھا ہے لہذا بظاہر ہی مفہوم ہوتا ہے کہ کتنے نزدیک کا تم
 الفاظ خطبہ مذمت پر مشتمل ہیں بحیف خطبہ کے مطالب بدیہہ ارباب نظر کے متعلق
 ہے کہ بغور و تامل اس کے مفہومات پر دستہ راک غرا کر یہ نتیجہ نکالیں کہ
 آیا اُسکا مطلب محض یہ تعریف ہے یا مذمت اگر بلا دخل توہم و متغزلات یہ
 سید طریقہ سے توصیف پیدا ہوتی ہے تو سید صاحب بلکہ تمام شیعہ ہستی پاک تربت
 کے تیرلمات کا نشانہ بن سکتے ہیں اور یہ شبہ خلیفہ صاحب ایسے ہی حقے جیسا کہ

حضرات اہل سنت اُنکو مانے ہوئے ہیں اور اگر مضمون خطبہ سے مذمت و زالت
بلکہ شیطنت پیدا ہے تو نہ تیر رضی علیہ الرحمہ پر الزام خیانت عاید ہوگا اور نہ حضرات
اہل سنت کہ زانویۃ مذمت سے سر اٹھائیں گا موقوفہ ملیگا۔ دیکھتے مولوی محمد قاسم
صاحب اناتوی مولف ہدیتہ الشیعہ نے خطبہ موصوف کے ترجمہ میں جو کہ آپ کو پہلے
دیکھا یا گیا ہے کیا دخل و معقولات کیا ہے۔ لایند بلا و فلان کے یہ معنی بیان فرما
میں کہ ابو بکر بنی خدا و ادعویان ہیں حالانکہ عبارت یہ معنی کسی طرح پیدا نہیں
ہو سکتے قلیل انعیب کو بے عیب لکھا ہے ادنیٰ عربی و ان بھی جان سکتا ہے کہ اسکا
یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خوبی خلافت کی اُنکو نصیب ہوئی یہ بھی طبع زاہد ہے اگر
متعلق کوئی عبارت نہیں لگے چلے تھے خلافت کے فساد و فتنے یہ بھی سچا و بندہ ہر متن
خطبہ کا کوئی لفظ بات پر دلالت نہیں کرتا۔ وضع رستے ار باب انصاف ہو کہ
اس خطبہ کے چند جملے میں لانا بخلمہ پہلے حصہ میں حسن انتظام کی توصیف مفہوم ہوتی
ہے اور ملکی انتظامات کی خوبی کا دینیات سے کچھ تعلق نہیں خطبہ تہذیب کا اثنا
ہونا بعد زمانہ جناب عثمان بیان کیا گیا ہے کیونکہ صاحب ہدیتہ الشیعہ کا یہ لکھنا کہ
حضرت امیر اپنے زمانہ خلافت کے مفاسد پر نظر کر کے ابو بکر کے عہد حکومت کو یاد فرما کر
بقام اتہاف ایسا فرماتے تھے اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ فتنہ و فساد
سے بچا کر خروج نبی جی عائشہ مدیقہ و طلحہ و زبیر و عیزہ مراد ہے۔ پس ایسی
حالت میرا شوبہ میں کہ جا بجا فساد کے جنس کے گڑھے ہوئے تھے اور یہاں تک
جدال جوش زن ہوا تھا کہ عورت پردہ نشین کو بھی ترنگ جنگ لگتی تھی اندیشہ
حضرت ابو بکر یا عمر کے زمانہ میں جو انتظام سلطنت رہا اور کسی نے نہ کئے رعب و

جلال یا دیگر موانع سے خلل اندازی نہ کی امن آسائش سے تحتِ خلافت پر
 دراز پا ہو کر بیخبر ہو جا یا قتل کیا لوٹا گھر چلا یا دروازہ گرایا شہر مہ کیا اگر
 اُن اوقات پر مشور میں حضرت امیر نے شیخین کی اس حالت کو یاد کیا ہو تو ایسے نظم کو
 کیا ثواب آخری مل سکتا ہے اور نہ آج تک کوئی شیعہ ہکا منکا ہوا کہ جناب عمر والو بخیر
 بالافاق حقوق مومنین اپنی ریاست کا عمدہ انتظام نہیں کیا اور اپنے ہم مشربان شرک
 جلسہ اربابِ مشورت کو پورا امن و امان بلکہ راحت و آرام نہیں دیا وہ بزرگوار دین
 و دنیا کو ملا کر تمدنی طور پر مدبرانہ کارروائی کرتے تھے نہ بالکل دیندار تھے اور نہ
 دنیا دار جیسا موقع دیکھتے تھے اپنی سلطنت کے استحکام میں لیا ہی عمل کرتے تھے
 نماز روزہ و حج و زکوٰۃ و جہاد و کل شرائع اسلام کو بجا لاتے تھے یتیم و یموہ گان
 اہمیت کے ساتھ سلوک و مراعات فرماتے تھے۔ اگر بظاہر ایسا نہ کرتے تو لوگوں نے
 طبائع اُنہیں منحرف ہو کر منجر بہ بغاوت ہو جاتیں وہ سوائے خدا ندان نبوت یا اُنکے
 متوسلین کے اور کسی کے دشمن نہ تھے اُنکا نشانہ حقیقی یہ تھا کہ زیادۃً نافرجام ملک
 براحت و آرام بسر کریں مگر خاندان رسالت ایسا تباہ و برباد ہو کہ نام و نشان تک
 باقی نہ رہے اُنہوں نے اپنے ارادوں میں ہر طرح کامیابی حاصل کی حضرت علی
 نے بیعت سے انکار کیا گھر سراگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے فک کو مضطرب کر لیا جس کو
 آلِ محمد سے روک کر مخرجِ محض بنا دیا جناب سیدہ کے شکم مبارک پر ضربِ شینچائی
 جس سے محض معصوم شکم مادرین شہید ہو گئے شریعت میں بدعت کی ترویج کو جاری
 کیا حتیٰ علیٰ خیر العمل کو اذان سے ساقط کر کے الصلوة خیر من النوم کو عمل
 کیا متعہ کو حرام کر کے اہل اسلام کو زنا کاری کا عادی بنا دیا موالیانِ اہلبیت

سے مالک بن نویرہ کو بہ جرمِ محبت مرتضوی حیلہ روت پیدا کر کے قتل کر ڈالا۔
 بن لید نے اسی شب اس مؤمن مرحوم کی زوجہ سے معاریت کی مگر خلیفہ اول نے
 باوصف اعتراضِ تہنہ جناب عمر اس مقدمہ کو نقشہ حرفِ دب میں اخل کر کے
 خارج کر دیا۔ عمار یا سر کو اتنا مارا کہ بیہوش ہو گئے حالانکہ بیچارے نے کوئی قصور کیا
 تھا۔ اصحابِ رسول نے مجتمع ہو کر دربابِ معاتبِ عثمانی ایک یادداشت مرتب
 کی کہ بغرضِ تہنہ ثالث بالیجر بسبیلِ سفارت لکھے حوالہ کی تھی حضرت عمار یا سر
 دربار میں پہنچ کر وہ تحریر پیش کی تھی کہ غلامانِ جناب عثمان نے معاصیِ رسول پر
 کفش کا رچی لکدڑی کر کے پاد بستے دگرے دست بدست دگرے۔ بارہ چھہ ہا ہر
 کر دیا۔ ابو ذر غفاری کو کلمہ حق کہنے سے بعد مذاہبِ عقوبت ننگے اونٹ پر بٹھا کر ذبح
 کر دیا۔ نکال دیا چونکہ حضرت امیر کی خلافت کا زمانہ بوجہ بغاوت بی بی عائشہ صدیقہ
 وغیرہ غایتِ درجہ پر مشور تھا اور عرب میں گویا سہلے کا سا حال ہو رہا تھا۔ لہذا
 حضرت امیر نے اگر اس زمانہ تخمین کی جو کہ خواص کے لئے پُر امر و امان تھا تعریف
 کی ہو گویا یہ ہے اور انتظام کرینو اگر اس سے کیا شرافت دینی مل سکتی ہے قرآن
 پاک میں نصاریٰ کی تعریف اس سے بھی کچھ بڑھ کر موجود ہے آیہ مبارکہ وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ
 أَقْبَرَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَسِيصِينَ وَرُهْبَانًا
 وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ملاحظہ طلب، حبیب انکی عبادت و دانائی و فروتنی
 کی تعریف کی گئی ہے نو شیروان عادل کی عدالت کا کہ بالاترین اوصاف
 حمیدہ و خصائل پسندیدہ ہے خود آنحضرت نے اعتراف فرمایا کہ اسکے زمانہ حکومت
 میں اپنی ولادت پر فخر و مباہات فرمایا ہے قول سعدی شاہد ہے ستر و گریب و شرف

بنائے مچان ہا کہ سید بدوران نوشیروان چلیں ثابت و محقق ہو کہ عمر کی تطہار
 ریاست کی تعریف ایمان کو کوئی تقویت نہیں دے سکتی اور نہ حلیت خلافت کی دلیل
 ہو سکتی ہے۔ بسا سلاطین کفار و فجار ایسے گزرے ہیں کہ باعتبار سیاست مدنی و دنیا
 جہاں بانی بدرج دستاں یاد کئے جاتے ہیں۔ شیخین کے زمانہ میں جو ترقی مملکت
 ہوتی اس کے علویہ اسلام نمایان ہوتی ہے نہ کہ انکی محبت خلافت اس لئے کہ بخاری
 شریف میں حدیث صحیح موجود ہے کہ ان اللہ یؤید هذا الدین بالرجل الفاجر یعنی تحقیق کہ خدا اس
 دین کی امداد کرے گا بذریعہ شخص بد کردار و ناجائز تمام المہنت کو اس بات پر ناز ہے کہ
 حضرات خلفاء کے زمانہ میں جو فتوحات ہوئیں وہ کسی کو نصیب نہیں ہوتیں بلکہ قبل
 ترقیات و توسیعات ممالک حصول فتوح انکو خلیفہ جائز سمجھا کر ابراہار تصور کرنا بخاری
 شریف کو صحاح سے خارج کرنا ہے۔ سوائے ازین خطبہ میں جسکو حضرات المہنت
 محمول بہ توصیف فرما کر شادی کنان میں شخص موصوف قلیل العیب ظاہر کیا گیا ہے
 کجلا کوئی عاقل اس جملہ کی بدعت تعریف کر سکتا ہے یہ توصیف بات ہے محایان
 نفس سول اعفی بی بی عائشہ و طلحہ و زبیر و حضرت معاویہ و غیر ہم سے جو عیوب ظاہر
 ہوئے انکے مقابلہ میں وہ شخص جس سے خطبہ متعلق ہے بظاہر کم عیب کہتا تھا
 پس اولی الامر کے لئے جسکی اطاعت قرآن پاک میں بذیل فرمانبرداری خدا و رسول
 معدود ہوتی ہے۔ قلیل العیب ہونا کوئی صفت نہیں بلکہ سخت عیب اور مذہب
 طریقہ کے مذمت ہے۔ خصوصاً ہے ان مسلمانوں پر کہ معیوب جائز الخطا کو
 اپنا پیشوا گردان کر اسکی اطاعت فرمانبرداری پر نجات آخروی کو وابتہ سمجھیں
 بقول مشہور غفۃ لغفۃ کہ بیدارے او خوشنیتن کم است کرا بہرزی کفر غاسق

کا نتیجہ سوائے فسق و فجور اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی جہت سے کسی شاعر نے کہا ہے
 سنی کہ روزِ حشر شفیعش عمر بُود وہ کور دگر عصا کشش کور دگر بُود
 چونکہ بحکم قرآن حدیث متفق علیہ کل خلائق بروز قیامت اپنے اپنے امام یعنی
 گروہ کے نام سے پکاری جائے گی۔ لہذا جس گروہ کے امام کا ذب غادرِ خائن
 و آشوب و ظالم و قاجر ہوں گے وہ انکا گوشہ دامن سنبھالے ہوئے ہونگے اور جس
 کے امام امیر المؤمنین امام المتقین سید الوصیین یعسوب الدین و قائد العر المجلین
 و قاتل المشرکین و حارب النکثین مارقین قاسطین ہوں گے وہ زیرِ لواء الحمد ہو کر
 بقول سعدی شیرازی ہم من دوستِ امان آلِ رسول بہ ذریتِ طاہرہ کا دامنِ حیات
 دو نو ہاتھوں سے مضبوط پکڑے ہوئے ہونگے۔ ایک فقرہ یہ ہے کہ سیدھا کیا کجی کو
 اور اصلاح کیا ستونِ دین کو اور قائم کیا سنت کو البتہ جہلا کے لئے یہ فقرات
 بظاہر کچھ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں مگر وہی مثل ہے کہ مدعیِ سُنت گواہیتِ خلیفہ الاولیاء
 صاحبِ اپنی زبان گوہرِ فغان سے سرورِ بارِ رعایا کے سامنے یہ الفاظ ارشاد فرمائیں
 ان لی شیطانا یعتری فی فان استنقذت فاعیننی وان زغت فقومونی یعنی مجھے شیطان
 مسلط ہے پس اگر تم لوگ مجھ کو کجی پر دیکھو تو تہنیت کرو اور اگر راستی پر دیکھو تو میرے
 معین ہو شاہِ صاحبِ چونکہ خزانہِ کاری و عاقبتِ اندیشی سے واقعات و بدیہات کے
 انکار کر نہیں آندھی ہیں۔ لہذا شیعہ کے اس اعتراض پر کہ خلیفہ صاحبِ اپنی
 کجی کے خود مقرر ہوتے ہیں ایسے گھبرائے کہ قطعی انکار کر بیٹھے چنانچہ جو اباطین شہتم
 ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ این روایت در کتب معتبرہ اہل سنت صحیح نشدہ بل اگر
 حضرت اہل سنت کے کتب معتبرہ سے رعایت مذکورہ صدر برآمد کر کے دکھا دی تو پھر

کسی مرد با انصاف کو شاہ صاحب کے جھوٹے اور خلیفہ کی بات کی بہترین کلام
 نہ ہے گا۔ کتاب ابن تیمیہ جواب نہاج الکرامۃ و کنز العمال ریاض النطرہ و تاریخ طبرستان
 و تاریخ الخلفاء و صواعق محرقة ابن حجر مکی وغیرہ میں خواہ خلیفہ صاحب ارشاد بالا پر
 شاہ صاحب نے بنظر دوراندیشی خلیفہ کے بیان صدق نظام کو ظاہر و باطن میں
 خلافت سمجھ کر روایت مذکورہ کے وجود کا کتب متنبہ میں انکار کیا تھا مگر قدرت خدا تعالیٰ
 شاہ صاحب کو اسی روایت پر ابن تیمیہ سرخیل تکلیفیں متنبہ و حسن بصری پیشوائے صوفیہ نے
 نہایت نازک کے فضائل ابو بکر میں ایک گوشہ نکالا ہے چنانچہ عبارت کنز العمال پر یہ
 ارباب بصیرت کیجاتی ہے۔ عن الحسن ان ابا بکر الصديق خطب فقال اما والله
 ما انا بخيركم ولقد كنت لمقاهي هذا كما رها ولوردت ان فيكم من يكفيني انتظون
 اني اعمل لسنة رسول الله اذا لا اقوم بها ان رسول الله صلى الله عليه كان
 يعصم بالوحى وكان معه ملك وان لى شيطاناً يعتريني فاذا غضبت
 فاجتنبونى والا وثر فى اشعاركم والبشاركم الافراعونى وان استقمتم
 فاعينونى وان زغت فقد موئى قال الحسن خطبه والله ماخطب
 بها بعدة لما حلف بهو کہ حسن بصری نے کل مضمون مثل شیعہ روایت کر کے آخر
 میں بڑی طرح و ستائش جناب ابو بکر بیان فرماتی ہے اور وہ تمام تر معاملہ جس کی
 کتابہ ملت میں موجود ہونے سے خوف زدہ ہو کر شاہ صاحب انکار کیا تھا بیان
 فرما کر حسن ظن سے محمول بہ فہم نفس فروتنی کر کے قوت طبعیت ایک قرینہ تو صیف نکلا
 ہے ہر چند کہ عجوز و انحراف ہر فرد بشر اور خصوصاً ذی رتبہ و صاحب جاہت کے لئے اعلیٰ
 درجہ کی صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ مگر ہر سخن موقع و ہر بحثہ مقامے وار کسی کمال پا جاہ

و حال سے گردن افراشتہ ہو کر دعویٰ فرودیت کرنا البتہ یہ مذموم ہے کیوں ناظرین
 اپنے منہ سے کہہ سواتے جناب ابو بکر کسی امام یا مرشد و ہادی خلافت نے سر ممبر مدینہ
 سائنس اپنی ذات کو تابع شیطان و خلافت کا گمراہ کرنا والا بیان کیا ہو سچ بات
 کہ ابو بکر صاحب علوم و بینہ میں پاس یافتہ نہ تھے کہ جس سے حسب نشانہ خدا و رسول مجاہد
 شرعیہ کو انجام دے سکتے یہ غلطی حق ہے کہ انہی زبان سے بمقام اعتراف خود بخود
 یہ کلمہ میاقتہ جاری ہو کر دستاویز شیعیان و نہایت وہ سنیان ہو گیا بھلا شخص
 کہ ہا و صف صدیق ہو نیکی بلا اکراہ و اجبا اپنے اوپر تسلط شیطان کا اقرار نہ دے
 کہ اسکو حکم اقرار العطل علی الفہم مقبول کیوں نہ صحیح سمجھا جاوے اور جبکہ بقول
 حن بصری نہ کورہ بالا مندرجہ کنز العمال خطبہ و الشد ما خطب بہا بعدہ یہ کلمہ ایسا تھا
 کہ کہتا تھا کہ بعد ابو بکر کسی فرد بشر نے ایسا خطبہ نہیں پڑھا تو شاہ صاحب کتب اہل
 سنت میں اس کے موجود ہونے سے انکار کر کے اپنا اسم سامی نام گرامی باین تہنیر و
 ہمہ دانی افراد دروغ گو یان و کذب نویسان میں کیوں دسج کرایا معلوم ہوتا ہے کہ
 بندگان شاہ صاحب اسکو صریحاً و بدیہاً قاصع بنیاد خلافت سمجھ کر راہ انکار کہ اس
 صہل تر و سہل طریقہ ممکن نہیں اختیار فرمائی تھی۔ کاش کہ دہن عالی میں حسب
 مظنہ حن بصری یہ خطبہ داخل کسر نفسی ہوتا تو زمین و آسمان ایک کر کے وہ وہ پہلو
 نکالتے کہ حضرات اہلسنت فرط سرت سے وجد کر کے نمونہ مشائخ صوفیہ بناتے مگر
 خیر گزری کہ حضرت کے فہم رسا و فکر عالی نے اس طرف توجہ نہ کی الحاصل ایسا آدمی
 مذہب کی خرابیوں کو کیا درست کر سکتا ہے جو کلامی جہالت کا غود قہر ہو اور دین میں نہ کیا
 خرابی قاصع ہو گئی تھی جسکو جناب ابو بکر نے بزور تدابیر صابہ درست کیا سہ و نزول آیہ

اليوم اكملت لكم دينكم وین نبوی کامل ہو چکا تھا پھر نفل اسلام میں بغضہ کوئی
 نقصان عائد نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ تاقیامت ہوگا پھر حضرت ابو بکر مصلح
 دین نبوی کیونکر سمجھے جاسکتے ہیں اور اگر حضرت اہلسنت کی یہی اصرار ہوگا کہ نہیں
 اول سے ضرورتہذیب درستگی اسلام عمل میں آئی تب انکو چاروں اقرار کرنا پڑے گا
 کہ آنحضرت کوئی نقص چھوڑ گئے تھے جبکہ خلیفہ صاحب صاف کیا ہم سے سنئے وہ
 اور ہی خرابی اگئی تھی جسکی اصلاح کا خطبہ ہنج البلاغہ میں اشارہ ہے بتباس ککو
 خلیفہ اول اور انکے نفل طمہ حضرت دوم نے باین خوبی اہل نبوی درست کیا کہ بجا
 اہل اسلام میں سوائے ان دو بزرگوار و نکلے ممکن نہ تھا کہ کوئی اور صاف کر سکتا
 باتفاق محمد بنیج ارباب میر جناب امیر علیہ السلام خواستگار خلافت رہے مگر حضرت
 ابو بکر اور انکے ممبران کونسل نے نہ مانا۔ کاش علی المرتضیٰ خلیفہ ہوتے تو حب عقیدہ
 اہل سنت دین نبوی میں رخنہ عظیم پڑ کر مسلمانوں میں یقین بے ایمانی ہو جاتی اس خرابی
 حضرت غلطانے غایت ہوشیاری فرزانہ کاری بہ تہدید خانہ سوزی موعید
 شہیدہ دفع کر دیا اگر وہ حضرات آل محمد پر ایسی سختی و سیرجی نہ کرتے تو بیشک یا
 جسکی بنیاد و قیادت بنی ساعدہ میں قائم ہوئی تھی برباد ہو جاتی فقرات مذکورہ بالا
 کی بقدر تفصیل طلب تھے اور مضمون ابعد الیہ صاف بیان کیا گیا ہے کہ جبکہ محمد
 مرج کرنا کار سفہا و جہالت ہے از انجملہ ایک فقرہ یہ ہے کہ خلف البدعتہ جسکے یہ معنی ہیں کہ
 پیچھے چھوڑ گیا بدعتوں کو گویا بقیات الصالحان خلیفہ صاحب بدعتوں کو یاد کا چھوڑا
 کہ جبکہ سلسلہ قیامت تک ختم ہوگا مولوی محمد قاسم صاحبنا تو تو ہی بدعتہ الشیعہ
 خلف البدعتہ کے یہ معنی لکھے ہیں کہ پس پشت ڈال گیا بدعتوں کو اس ترجمہ کی شان

ثابت ہو گیا کہ بعد حضرت ابو بکر چونکہ خلافت جناب عمر ہوئی وہ حسب ارشاد جناب
 امیر سر اسرملو از بدعت ہائے کثیرہ تھی۔ کیونکہ جب خلیفہ اول نے تیسارہ بدعات کو
 اپنی کمر سے پھینک کر پس پشت ڈالا تو اسکے پشتیان یعنی حضرت عمر نے ان بدعتوں کو
 گری ٹپری چیز سمجھا کر اٹھا لیا پس بدعت کا چھوڑ دینا والا اور چھوڑی ہوئی چیز کا
 سنبھالنے والا ہر دو فاسق ہو گئے۔ اور خلافت فاسق کی طرح قابل جواز نہیں
 اصل ترکہ فی طریق متشعبۃ لہذا فیہا الضلالۃ لا یتیقن ^{المہند} کا ترجمہ مولوی محمد قاسم صاحب موصوفی
 ہدیتہ الشیعہ میں نہایت سچا ذکر کر کے غایت دیانت و امانت سے یہ کیا۔ چلنے اور لوگ
 مختلف رستوں میں حیران ہیں کہ نہ گمراہوں کو راہ ملتی ہے اور نہ ہدایت والوں کو اپنی
 ہدایت کا یقین ہے۔ مولوی صاحب نے اس قرینہ کے ترجمہ سے یہ مطلب نکالنا چاہا تھا کہ
 وفات ابو بکر سے اسلام پر ایسا صدمہ پڑا کہ مسلمان متحیر ہو کر رہ گئے باوہ غایت
 تہمت کہ علت بنی صلح باعث خوش و خیر اہل اسلام ہوئی اور حضرت صدیق کی وفات
 ایسی برہم زن اسلام ہوئی کہ نہ گمراہوں کو راہ درست ملی اور نہ ہدایت والوں کو اپنی صحت
 ایان پر یقین رہا۔ وفات کیا تھی کو یا آنا ہی تھی کہ سب درہم و برہم ہو گئے شاہ
 صاحب نے فقرہ مذکور کا جو ترجمہ کیا ہے شکو بھی سن لیجئے اور پھر دیکھئے کہ مولوی نانوتوی
 کس حد تک ہاسپیٹ دیانت ہوئے ہیں۔ کوچ کرو و داگذاشت مردم را در راہ ہائے
 شلخ و در شاخ نہ ہدایت میا بدورین جا گمراہ و نہ یقین میا بدراہ باب۔ اس عبارت کو
 اردو میں اس طرح کہا جائیگا کہ چھوڑ گیا یا ڈال گیا خلقت کو ایسے ٹیڑھے رستوں پر کہ راہ
 حق کا پتہ و سرانغ نہیں چلتا سبحان اللہ کیا بابرکت زمانہ تھا کہ عموماً اہل اسلام ان لوگوں
 ڈول ہو کر حیران سرگردان کوچ بخیر دی تھے۔ فقرہ داگذاشت مردم را در راہ ہائے

شاخ و در شاخ۔ خود کہہ رہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے خلافت کر کے مسلمانوں کو ایسے
 پیر پیچ راہ پر چھوڑا کہ اپنے دین و امان سے دست کش ہو کر مذہب ہو گئے غیر
 گرا ہو کر بغیر ہونا تو جو اپنے خود ٹھیک ہے یہاں تو یہ پھر بڑے کہ خلافت میں اپنے دور
 خلافت میں تخلف و نفاق و اختلاف کی بجائے تخم نیزی کی کہ اہل ایمان بھی جاوہ ہدایت
 استقامت پر قائم نہ رہے وہ کیا خوب خلافت کی اور حضرت عمر نے کیسے اچھے زمانہ
 میں چارچ لیلے اہل انصاف کو کسی کی قسم دیا ہوں حکومت سچا خدا مانے ہو گئے
 یہ خطبہ باوصف ایسے فقرات موجز یہ قابلیت رکھتا ہے کہ اہل سنت و جماعت بلا شبہ
 کر کے انکو مجبور کریں کہ حضرت امیر نے خلیفہ کی حقیقت تعریف فرمائی ہے تم بھی بل
 لکے مارج و توصف بنوں سو حاشا و کلام اس قسم کی تعریف سے کہو اصل اگر نہ ہو یہاں
 ثویہ عین مذہب کہ خلفا ثلاثہ نے اپنے دوران حکومت میں وہ وہ کارروائیاں کیں کہ
 اسلامی طاقت مستقیم و منتشر ہو کر درجہ وفاق سے نفاق پر منحصر مسلمانوں کے برابر
 حضرت رسال ہوئے کہ عموماً تاریخی نے گھیر لیا۔ اگر یہ لوگ تخلف و نفاق نبوتے تو اب اسلام
 کی یہ حالت کیوں ہوتی کہ ایک کا ایک دشمن نظر آتا ہے اس خطبہ کے الفاظ اگر ہماری
 نگاہ یا نظر انصاف سے دیکھے جائیں تو بلاشبہ اسکا مقصد و علیہ پلے درجہ کا ہے یا
 بلکہ ہم یہ شیطان گردانا گیا ہے۔ کیونکہ یہ کام شیطان کا ہے کہ خلائق کی
 طبقات میں ایسے سادسوں توہمات پیدا کرے کہ مشکوک و مذہب ہو کر حراط مستقیم سے
 روگردان سمجھائیں۔ بعد ازاں یہ بات ثابت ہو گئی کہ سید رضی علیہ الرحمہ نے نام کا سرفہ
 کر کے بعد بلا و فلان نہیں کہا بلکہ اہل انکو یہی لفظ پیش کرتے ہیں اگر ابوبکر کا نام نکولتا تو کیوں
 چھپا بلکہ انکی فصاحت و کرم کی غرض سے بقلم علی لکھے کیونکہ یہ خطبہ بظرف فصیح و بلیغ
 البلاغہ ہوا ہے

نہ کہ مجرد تعریف و توصیف معلوم ہوتا ہے کہ تیر پاک تربت کو بعد ختم تحریر خطبات سے
 کہ مراد سچکے عمر سے ہے چنانچہ انہوں نے انکا نام بیخ البلاغ میں لکھ دیا۔ ابن ابی الحدید
 مقرر نے جو کہ مثل اہل سنت معتقد صحت خلافت خلفائے ثلاثہ ہے۔ شرح بیخ البلاغ میں
 لکھا ہے کہ میں نے سید صاحب موصوف کا ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ بیخ البلاغ دیکھا ہے
 جس میں فلاں کے نیچے عمر کا نام لکھا تھا یہ قول دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ سید رضی کو
 ابو بکر سے کیا عداوت تھی کہ اس بیچارے کا نام کا ٹکڑا کر اسم گرامی لکھ دیا یا تھا
 شیعہ و سنی جس قدر ظلم و جبر اہلیت نبوی پر ہوا یا کہ ارشاد ہدایت بنیاد آنحضرت صلی علیہ
 الزام ندیان لگا کر نفاذ پذیر نہ ہونے دیا۔ یہ سب حضرت عمر کی رائے معدلت پیرائے کا نتیجہ
 تھا پس ایسے مؤسس اس ظلم و جور کا نام حب تسلیم بن ابی الحدید تو ضیحا و تصریحا زیر فلان
 لکھنا ساقط کنندۃ الزام مرتبہ مقررہ تحفہ وغیرہ ہا ہے اندیشہ میں صورت عقل کبھی مجوز نہیں
 ہو سکتی کہ خیال کتمان فضائل ابو بکر جناب سید نے حضرت عمر کا نام لکھا ہو۔ کیونکہ ہرن کا
 بھاتی چکارا جیسے ابو بکر ویسے ہی عمر بلکہ حضرت عمر میں اتنی فضیلت تھا بلکہ جناب ابو بکر
 زیادہ ہے کہ وہ جب روایات شیعہ فرعون آل محمد و ظالم اول مانے گئے پس غور تو کیجئے
 کہ یہی سید صاحب خطبہ تشفیہ کو جو کہ حب تسلیم صاحب مؤس و اسات اللیب سبط
 ابن جوزی ابن اثیر وغیرہ حضرت امیر کا کلام ہدایت نظام ہے و بیخ البلاغ
 فرما کر حضرت ابو بکر کا بحق آل بنی مخوذ جناب مرتضوی ظالم و جابر ہونا ظاہر کریں اور
 پھر اس قسم کا مضمون بھی لکھیں کہ جس سے توصیف ابو بکر یا جناب عمر پیدا ہوتی ہو
 ایسا الزام ناقض کلامی وہ اپنی ذات کے لئے کیوں پسند فرماتے جب کو ادنیٰ عقل
 والا بھی گوارہ کر نہیں سخت مضائقہ کرتا ہے پس معجوبہ کا بغیر ثابت محقق ہو گیا کہ جنت

آرام گاہ نے حضرت ابو بکر کے نام کا سترہ نہیں کیا بلکہ مضامین مطالب خطبہ کو توہین و
 مذمت پر مشتمل سمجھ کر نظر ندلیل و تحقیق حضرت عمر دبیج کتاب کیا ہے تاکہ مسلمانوں پر ظلم
 ہو جاوے کہ باوصف عدلیت انتظام سلطنت ریاست حضرت امیر انکو بدتر از زندہ
 و مجوس جلستے تھے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے سنی و شیعہ دونوں
 گروہ کے راویوں سے خطبہ جمع کر کے پنج البلاغہ کو ترتیب دی ہے چونکہ ابن ابی کثیر
 شارح پنج البلاغہ نے بروئے اظہار حافی سید صاحب کے ہستی لکھے ہوئے نسخہ میں حضرت
 عمر کے نام گرامی کا موجود ہونا ظاہر کیا ہے لہذا میں اس بیان کی تائید میں کتاب
 الموافقت سے ایک خطبہ بشان عمر نقل کر کے ارباب نظر کو دکھاتے دیتا ہوں کہ جیسے
 فقرات و الفاظ خطبہ تدرہ مولوی محمد قاسم کے ہیں اسی کے قریب قرین بلکہ بہت
 ملتے ہوئے کتاب مذکورہ میں بھی حضرت عمر دبیج ہیں۔ ابن سمان زفر بن حکیم سے
 روایت کی ہے کہ جب جناب دوم اپنے مقرر صلی کو سدھکا تو ہم لوگ حضرت علی کے
 پاس گئے بعد ذکر واذ کا خلیفہ صاحب کے سوانح عمری کا ذکر آیا اسوقت حضرت امیر نے
 تسالم اور تسامف ہو کر فرمایا کہ اللہ وریا کتہ عمر اعمراہ قوم لا وود وادوی لعداوت
 نقہ الثوب قليل العيب اعمراہ اذهب بالسنة واتقى الفتنة واصاب الله ابن خطاب
 خیرھا ونخی عن شرھا ولقد نظر الله صاحبہ فصارع علی الطریقة ما استقامت ثم قال
 فقال رجل لمرکب فتشعبهما الطريق لا تهدی الضال ولا یستیقن المہتدی
 سبحان اللہ حضرت مرتضوی کی زبان گوہر فشان سے ہر دو خلفائے امدار کو ایک ہی
 قسم کا خطاب طویل العیب بدرہا کنندہ خلافت عنایت ہوا حضرت عمر نے بھی نیا کو ترک
 کر کے مسلمانوں کو ایسی ہی حالت میں چھوڑا کہ نہ گرا ہو نہ گراہ حق ملی اور اہل یقین کو اپنے پیچھے

مسلمان با ایمان ہونیکا مظہر کتاب الموائفت کی عبارت نے عجب گل کھلایا ہے۔
 خلافتوں کو یکسر باطل کر دیا۔ کیونکہ اگر جب مرسوم المہنت خطبہ موصوف کا تعلق حضرت
 ابوبکر سے ہے تو انہوں نے خلافت کو برے مصیت متحمل فرما کر انبار بدعات حضرت
 عمر کی گردن پر رکھا اور گمراہیوں کو راہ حق کا نہ ملنا اور لوگوں کا مختلف اہمیں سرگردا
 ہونا اور صاحبان یقین کا اپنی صحت ملت پر وثوق کٹی ہونا یہ سب عہد فاروقی میں
 آئیگا اور اگر جب روایت کتاب الموائفت شہیگاہ جناب مرتضوی سے حضرت عمر ہی سے
 طرح کے خلعت فاخرہ سے مخلص ہو چکے ہیں جو کہ حب تسلیم کا بر المہنت حضرت ابوبکر کو
 عطا ہو چکا ہے تو ان کے بعد چونکہ خلافت عثمان ہوئی ہے۔ تمام امور بدعت مند
 خطبہ کا وقوع ان کے وقت میں لازم آئیگا۔ پس بوجہ بات صدر یہ بات کما یغنی
 ثابت و محقق ہو گئی کہ نہ جناب سید رضی نے ابوبکر کے نام کا سرفہ کیا اور نہ خطبہ سے
 سوائے مذمت کوئی مدحت پیدا ہے۔ بجاۃ اللہ کہ خطبہ کے تمام تعلقات سے غیر
 باقی۔ علاوہ تمام امورات مذکرہ صدر کے ہم اہل انصاف کی رائے پر محمول کرے
 میں کہ ان تمام تر معاملات یعنی غصب خلافت و ضبط فکد و محرومی خمس و آتش
 زنی بخانہ نبوت و تسقط محسن و غیرہ وغیرہ مندرجہ تحفہ و مہی الکلام اور اسکے
 بنوانوں کو میراں بدل کے ایک پلہ میں کہیں اور یہ چند الفاظ خطبہ محل النظام کہ
 جس سے بجائے تعریف ذہنی مذہب واقعی صریحاً و بدیہاً پیدا ہے دوسرے پلہ
 میں پھر دیکھیں کہ سنگین و وزین کونسا ہے ۛ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون خطِ ابتدائی جو کہ بجانبِ متوفی فاضلِ ستی کی خدمت میں مرسل ہوا

جنابِ مستطاب مولوی محمد قاسم صاحب زاد غایت پور از سلام سنو اللہ
مدعا طر از عرصہ دو سال کا ہوا کہ آپ نے دو سوال بمقامِ سلیٹرہِ خدمتِ مولوی سید
بہادر علی شاہ صاحبِ پنجابی پیش کئے تھے ایک کشفِ النعمہ دوسرا بیچِ البلاغہ سے
سوالِ کشفِ النعمہ یہ تھا کہ امامِ محمد باقر علیہ السلام نے جوابِ ایک سال کے بچہ جلالیہ
سیفِ خلیفہِ اول کو صدیقی بیان کیا ہے۔ اُسکا جواب بجانبِ مولوی محمد حسن رضا
لکھنوی یہ ہوا تھا کہ کتابِ مذکور در اصل شیعہ کی ہے مگر راوی سبط ابن الجوزی
ستی المذہبِ اُس کی روایت اہل تشیع کے ساکت کرنے کو کافی نہیں چاہی آپ کی
جانب سے بعد ملاحظہ کتابِ مذکورہ کوئی ردِ پیش نہ ہوا۔ پس مفہوم ہوا کہ آپ مقتدی
ہوتے بیچِ البلاغہ سے آپ نے یہ سوال استخراج کر کے پیش کیا تھا کہ خلیفہِ اول کے زمانہ
خلافت کی حضرت امیر نے تعریف کی اُسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ خطبہ میں لفظِ ظالم
ہے آپ ابو بکر کیوں بیان فرماتے ہیں اور بضر اگر اُس خطبہ کو حضرت ابو بکر سے
متعلق سمجھا ہی جائے تو خطبہ کی عبارت آپ کی ذہنی تعریف سے واقعی مت
میں زیادہ بڑھی ہوتی ہے چونکہ آپ مبادی فی البعث ہو چکے ہیں۔ لہذا ہم کو بھی
موقعہ ملا کہ آپ کے ہی کتاب کے بعض مطالب دریافت کریں اول یہ کہ صحیح مسلم آپ کی
صحیح میں کس درجہ پر معتبر ہے اور بصورتِ اعتبار اُسکی جملہ اقوال قابلِ استدلال

ہیں یا نہیں۔ کتاب موصوفہ میں بیع ہے۔ کہ حضرت امیر اور جناب عباس ایک معاملہ میراث میں بحث کرتے ہوئے خلیفہ دوم کے پاس آئے اور وہ ایسا معاملہ تھا کہ جبکہ خلیفہ اول فیصل کر چکے تھے۔ بجواب خلیفہ صاحب بیان فرمایا کہ تم دونوں نے اس معاملہ کے فیصلہ میں ابی بکر کو کاؤ بے غادر و خائن و آثم سمجھا تھا وہ ایسے نہ تھے اور محبکہ بھی تم ویسا ہی جانتے ہو خدا شاہد ہے کہ میں ان جملہ صفات کا مندرحقیقی ہوں۔ چونکہ عمر صاحب اس بیان پر بجانب حضرت امیر کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ تو دریافت طلب یہ کہ کیانی الواقع حب شہادت جناب عمر حضرت امیر علیہ السلام ان دونوں بزرگواروں کو ایسا ہی جانتے اور سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت عمر نے ظاہر فرمایا اور حضرت کا ایسا سمجھنا منزل عدالت شیخین ہو سکتا ہے یا نہیں جواب باصواب عنایت ہو دے فقط لا تم تہ سجاد حیدر ۲۳ جولائی ۶۲

نقل مطابق اصل جواب فاضل سنتی المذہب شام مرقوف

سید سجاد حیدر - بعد تسلیم صحت و وثوق روایت ر قمر بن مدعا ہوں کہ کلام صحیح مسلم و ہم میں ڈالنے والا نسبت ثابت ہونے صفات مذمومہ کا سبب شیخین حضرت علیؑ کی طرف سے ہے اور بوجہ اس ہم کے منزل عدالت شیخین یا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محض سکوت سامع صفات ذمیرہ یعنی علی مرتضیٰ بجانب تکلم یعنی داما و حضرت علیؑ صراحتہ یا کنایتہ اقرار یا انکاراً مثبت یعنی ثابت کرنا والا ان صفات ذمیرہ کا مثبت نہ یعنی شیخین ہو کر منزل عدالت نہیں ہو سکتا اور اگر اقرار دیا جائے تو امام سجاد رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن ثنی داما و امام حسین نے مجمع اصحاب

معتقدین میں اُن صفاتِ مذمومہ موزیہ سے متصف کیا کہ جبکو متاکشف الغمہ
 نے بلفظ ماترکاً من الاذی شیئاً نقل کیا اور بجانب حضرت سجاد کوئی عذر پیش
 نہیں ہوا۔ نسبت اُن عیبوں کے جو آپ کی طرف لگائے بلکہ رات کو مکان پر جا کر اُن صفات
 کی تصدیق کر کے فرمایا کہ اگر یہ سچ ہو تو خدا مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہو تو خدا مجھے
 بخشے پس سائل کے نزدیک بموجب اس روایت کے کہ اطہارِ صفاتِ ذمیمہ سے
 امام صاحب مزمل مغل معصومیتِ امام ہو سکتا ہے یا نہیں کا جواب اہم تھا جو ابنا
 راقم محمد قاسم

التماسِ مؤلف

اے حضراتِ ناظرین ذرا غور فرماؤ حضرت مجیب کس حد تک فرماتے تہذیب
 ہوتے ہیں۔ القاب میں فقط خیف کا نام کہ بلا اسکے چارہ نہ تھا تحریر فرمایا اور
 آداب میں رسمِ حجتِ اسلام کو کہ شیعہ اہل اسلام ہے قطعاً ترک فرمایا عبارت
 جواب میں وہ فصاحتِ بلاغت دکھائی کہ جبکو ہندوستان میں بآسانی غالباً
 کوئی عالمِ دین غیر عالم نہ سمجھ سکے حجتِ ثنی کے باب میں ایک بے میل تقریر لکھ چکی تھی
 کی تصویر دکھا دی ہر چند کہ خیف نے جواباً الجواب میں جبکو آپ غصہ کر کے کھنسنے والے
 ہیں مجیب صاحب کے خط کی حقیقت بہ صراحت بیان کی ہے۔ لیکن حکمِ قضیہ نہیں
 برسرِ زمین یہاں بھی کچھ حال ملاحظہ فرمائیں پوچھا تھا کہ جناب میر و حضرت عباس
 سے جناب عمر نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ کو اور نیز میر سے تخلف حضرت ابو بکر کو جھوٹا بے
 ایمان دغا باز گنہگار مانتے ہو مجیب صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر واقعہ میں ایسا ہے

تو کیا ہو سکتا ہے۔ جن شئی نے بھی تو حضرت سجاد کو سر طلبہ بُرا کہا ہے وہ بھی
 سُکر چپ ہو رہے نہ معلوم حضرت مجیب نے اس بے تکی بات اور امیر خسر و اعلیٰ
 کیا مطلب نکالا ہے مجیباً جب اگر کوئی ایسا ثبوت پیش فرماتے جس سے جناب
 عمر بہ شان خود کوئی کلمہ خلاف تہذیب سُکر خاموش ہو جاتے تو شاید کچھ
 سطا بقت ہو جاتی۔ مقلدانِ مولوی صاحب خود حضرت مجیب ہم انشی قلیل
 کے وارد کرنے پر آفرین و ہزار تحمیں کرتے ہیں حقیقت میں فضیلت ایسے ہی
 لوگوں کا حصہ ہے جنگو فہم کلام نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 جواب الجواب بخیرت مولوی محمد قاسم مناسبتی المذہب
 سکنہ قصبہ سہیلپورہ تعلقہ میرا پور ضلع مظفر نگر

فضیلت پناہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ۔ تسلیم۔ گرامی نا
 بجواب عریفہ مورخہ ۲۳۔ جولائی ۱۳۵۷ء وصول ہو کر کاشف حالات
 ہوا۔ ابتداً بنظر تصریح و توضیح مطلب کچھ عرض کرنا مناسب سمجھ کر نہایت
 استبازی سے متمسک ہوں عریفہ ابتدائی میں جس سلسلہ کلام مطالبہ حقیر نے
 دو مضمون دیے کر کے آپ خواہش جواب کی تھی۔ انجملہ ایک مضمون بطور تہنیت
 اُتار دیا تھا فی بنظر حصول جواب پیش خدمت کیا گیا تھا۔ آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ
 نیازا یہ کچھ پہلے حصہ میں ہی تھیں نہ سہیلپورہ کے مناظرہ کا تذکرہ کر کے یہ عرض کیا تھا کہ بعد
 ملاحظہ کتاب کشف الغم اپنے کوئی رد و اشاد جناب مولوی محمد حسن حبیب قبلہ لکھنؤی

کا نہیں فرمایا۔ پس آسانی سمجھ لیا گیا کہ آپ اُس جواب کے جو کہ مولوی صاحب نے
 سر جملہ دیا تھا طوعاً و کرہاً نوعیکہ ممکن ہوا مصدق ہوئے۔ دوسرے حصہ میں اُس
 حدیث مسلم کی بابت مستفسر ہوا تھا کہ جمیع کاذب و غادر وغیرہ کا ذکر ہے مگر اس
 نواز شامہ میں آپ نے اُس پہلے حصہ یعنی مباحثہ سملہ پٹہ کی بابت کچھ جواب نہیں
 دیا۔ آپ کے اس سکوت سے کہہ سوائے ازیں جناب کو چارہ نہ تھا مجھ کو بہات
 کے یقین کر نیکی پوری گنجائش ہو گئی کہ آپ نے مناظرہ اول میں قطعاً کا حتمی حاصل
 فرمائی ورنہ یہ امر یقینی ہے کہ آپ کشف الغمہ کی عبارت مخالفہ ارشاد جناب مولوی
 صاحب مدد روح ملاحظہ فرما کر بدالنت خود زمین آسمان کو ایک کر دیتے گو کہ آپ نے بعض
 مصالح دنیاوی امر حق کو پوشیدہ فرما کر اپنے بعض عقلمندین کو جو کہ در بدر میں متیر
 نہیں کر سکتے اور اکثر کیا بلکہ عموماً وہ حضرات ناخواندہ محض ہیں یقیناً لادلیل ہے
 کہ ہم نے علمائے شیعہ کو مغلوب کر دیا مگر حکو نوشت خواندین فی الجملہ بھی آگاہی ہے وہ
 معائنہ کتاب کشف الغمہ و فیض حقیر و جواب نامی کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ آپ نے مناظرہ
 ابتدائی میں بلاشبہ سخت زحمت اٹھائی غصیلت پناہا حب اب تحریر منجملہ چند
 قضایا مستفسرہ کے بعض کا جواب دینا امر گجاولیل عجز و در ماندگی ہے۔ اگر آپ نے
 حب اشتہار خود واقعی علمائے شیعہ پر غلبہ حاصل کیا تھا تو لازم تھا کہ حقیر کی بعض
 اول پر جواب غایت فرماتے کہ کشف الغمہ میں بحوالہ ابن جوزی یہ روایت مذکور
 نہیں یا یہ کہ بصورت موجودگی روایت ابن جوزی اسکی یہ تاویل ہے گو کہ وہ
 علیل ہی کیون نہوتی۔ مگر آپ نے ایسی خاموشی اختیار فرمائی کہ جوابے ندارد
 خیر اگر بوجہ فراموشکاری کہ لازمہ شان انسانیت ہے آپ ہنگام تحریر جواب

سہو واقع ہوا تو میں آپ کو مہلت دوں گا میں داخل کر کے توسیع وقت کرتا ہوں
 کہ اگر کتاب مصوف میں مضمون مستفسرہ عالی بر روایت ابن الجوزی ورج نہیں
 ہے تو معاذ اللہ تلمذ یہ مولوی صاحب کو کہ جواب جدا گانہ غایت فرمائے
 بصورت دیگر جس بزرگ کے منقول عنہ کو مستند سمجھ کر آپ نے سوال قائم کر کے
 جلسہ عام میں داد واقفیت حاصل فرمائی اور با بقائے تحریر نہ انظر عامۃ الناس
 آپ کے اعتبار و اقتدار میں ستم ماند ہوا اسکو برابر غلط گو سمجھتے کیونکہ آپ نے اسکی
 تحقیقات کو صحیح سمجھ کر جرات گفتگو فرمائی اور فضول طور پر ہدایت اٹھائی پس
 میں براہ خیر اندیشی و نیاز مندی عرض ساہوں کہ آپ کبھی ایسے شخص کے قوال
 کو مستند سمجھتے اور ہمیشہ اس سے کنارہ کش رہتے کیونکہ آپ کو اپنے ہی گھر میں
 یعنی خاص اسکنوت پر ایسی کمی شامت تحریر سے سخت خجالت ہوتی مگر مجھ کو کبھی
 سادگی پر نہایت عجب بہر حال آپ مولوی مشہور ہیں اور اتفاق کتب بینی
 بھی ہوتا ہو گا خصوصاً بخاری مسلم چونکہ کتب احادیث صحاح ششہ ہیں ضرور
 زیر ملاحظہ آتی ہونگی اور مضمون کا زب و غاد بھی گہر جگہ نظر کیا اثر سے
 گزرا ہو گا۔ پس جبکہ شہادت حضرت عمر حب تفریح و ایک مسلم و بخاری تھیں
 کی ذات مقدس ابوالاثرہ یعنی حضرت امیر کے نزدیک بڑے ارفع تھی کہ کذب و غلو
 کی حد غایت سے گزرنی ہوتی تھی تو جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی حضور پر ولایت
 معتبرہ شیعہ انکو متفقہ صداقت کیونکر مل سکتا ہے آپ اس بات پر غور نہ فرمایا کہ
 جناب ابو بکر و عمر کو در حالیکہ حضرت امیر نے حب روایات کتب موثقہ سنیدہ ذہیر
 شیعہ جھوٹا و خائن جانا تو بخلاف اسکے امام پیغم کیوں سچا جتے بھلا یہ کب ممکن ہو سکتا

۱۲۰ اس میں شیخ نے یہاں لکھا ہے کہ اگر کوئی کہہ دے کہ یہ کتاب مستند ہے تو میں اس کو مستند نہیں سمجھتا

کہ دادا جھوٹا جانے اور پوتا سچا۔ کاش یہ خیال پیش نہاد خاطر خاطر فرما کر اول
اصل کتاب یعنی کشف الغمۃ سے مطابق فرمالتے تو آپ کو یہ خفت نہ ہوتی چونکہ آپ
ہاں مطلق عوام باسم مولوی معروف ہیں لہذا عجیب کو اپنے ملکی فاضل کے سر جلسہ
الہانت اٹھایا گیا گو نہ ملال ہوا۔ میں خدشے پاک کو صفات مخصوصہ یاد کر کے بالکل
صحیح لکھتا ہوں کہ مجھ کو اور نیز تمام گروہ شیعہ کو حضرات اہلسنت سے کوئی تعصب
بالذات نہیں اور نہ جناب ابو بکر و عمر سے خواہ مخواہ کوئی عداوت اور نہ ہماری
خاص کو اُن بزرگواران سے کوئی نقصان ملی جانی پہنچا کہ بلا وجہ لابی طور پر
ان کو بد مذہب یا مسلمان خیال کریں۔ حقیقت واقعی یہ ہے کہ مجھ کو خاندانِ رسالت
سے پوری تاشی ہے پس جیسا کہ اُس خانوادہ معظم نے اُنکو اور انکی مثال کو سمجھا
دیا ہے ہم لوگ چونکہ تابعین خاندانِ رسول اکرم ہیں جانتے اور سمجھتے ہیں اور
باتفاق جملہ اہل اسلام جسکو ختمی آب ولایت امتساب مجھوٹا وغیرہ جانا وہ بلا
شبہ جہمی ہے اور شک نہیں کہ اگر بوجہ بات معقول دلائل ذہن نشین ہمارے دعویٰ
کو باطل کر دیا جائے تو بلا خیال نہایت اُسکو مان لیا جاوے گا اب نیاز مند اُس
حتمہ دومی کی بابت عرض کرتا ہے کہ جبکہ جواب آپ نے نہایت طمطراق سے
مرحمت فرمایا ہے۔ وہ ہوندا ۴

بعد وصولِ مکرمت نامہ آپ کی کسی قدر راستبازی نے جیسا کہ روایتِ مسلم کے
صحت و وثوق کی نسبت رقمطراز ہوئی ہے جو جس انصاف نے مجھ کو دادِ شکر
پر مجبور کیا۔ نتیجہ آپ کی تحریر سے یہ استفادہ ہوا کہ عبارت صحیح مسلم سے یہ توہم پیدا ہوتا ہے
کہ حضرت امیر بقول عمر بن خطاب ابو بکر و خود عمر کو جھوٹا وغیرہ جلتے تھے لہذا بوجہ وقوع

وہم عدالت شیخین زائل نہیں ہو سکتی بعدہ آپ نے ایک تقریر الزامی سے اپنے دعویٰ کو تقویت دی ہے پہلے اسکا مقدمہ لکھا ہے بعد میں گفتگوئے الزامی کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ عمر کی زبانی کذبِ عذر وغیرہ منکر حضرت امیر کا سکوت کرنا واقعا اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ حضرت علیؑ فی الحقیقت حضور البکر و عمر کو جھوٹا وغیرہ الفاظ مندرجہ حدیث تیسرے قزواتے تھے مگر بایں ہمہ انھما عروا قتار و منزلت و وقار زائل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بروایت کشف الغمہ جن ثقی کے بُرا کہنے پر سکوت و صمت جناب سجاد علیہ السلام حسب عقائد شیعہ منزل و محل عصمت نہوا جو باگذاش کیا جاتا ہے کہ آپ دو امر مذکورہ بالا یعنی حصول ہم از عبارت مسلم و تقریر الزامی کو دلیل محکم سمجھ کر حفظ عدالت شیخین کیلئے لہذا اس معاملہ میں بھی دو امر تنقیح طلب قرار دئے گئے۔

فرد تنقیح

اول یہ کہ عبارت صحیح مسلم میں صرف ایسا وہم و کھٹکہ ہی پیدا ہوتا ہے کہ جس جناب البکر و عمر کا حضرت امیر علیہ السلام کے نزدیک جھوٹا وغیرہ ہونا محتمل و مفہوم ہو سکے یا یہ کہ الفاظ مندرجہ صحیح مسلم بلا کسی یا پیام و خدشہ و احتمال وغیرہ کے بصرہٴ تمام تر شیخین کے کذبِ عذر وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں اور حالیکہ جمہور علمائے ستیہ نے کتاب مسلم کو باعتبار صدق کلامی لفظ صحیح کے ساتھ تفسیر فرمایا ہے لیکن علوے شان کتاب صحیح میں ایسی عبارت کا درج ہونا کہ جس سے ناظرین کو تو ہم پیدا ہو کہ جادۂ ایوان سے منحرف کرے پہل کتاب اعتبار میں کیا اثر کہتا ہے۔

دویم یہ کہ تقریر الزامی نفس مطلب جیسا کہ چاہتے موافق ہے یا مخالف اور

در صورت مخالفت اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ خوب سمجھ لیجئے کہ اگر دلائل مذکورہ پیش کر دوں گی
 ابطال بوجہ کاملہ نہایت آسانی سے کر دیا گیا تو شیخین عظام کی عدالت بالکل ضائع
 و برباد ہو کر ان دو نوکوبدترین مدارج فسق پر فائز کریگی سبذہ اول تقریر الزم
 کے اعلان میں قلم فرمائی کرتا ہے اور اسکو تین طریقوں سے باطل کرنا چاہتا ہے
 اول یہ کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہیشہ معارضہ بالمثل سے ہوا کرتا ہے اور یہ معارضہ
 کسی طرح اور کسی نوع سے بالمثل قرار نہیں پاسکتا کیونکہ مخیف نے کتاب مسلم کہ حکیم
 شام صاحب تحفہ میں بایں الفاظ لکھتے ہیں کہ صحیح ترین کتب نزد المہنت صحیح مسلم
 مضمون کا ذب غا و وغیرہ بہ نسبت شیخین پیش کیا تھا اور مسلم و بخاری چونکہ بصفت
 صحیحین موصوف ہیں لہذا انکی مجموعہ اندراجات مابین دشمن پر اگر کوئی مسلمان قسم
 لکھائے تو حسب مقتادات سینہ و نشان حانت و گنہگار نہیں ہو سکتا اور کشف الغمہ
 جس سے جناب نے روایت پیش فرمائی اسکا صحیح اصطلاحی ہونا نزد شیعہ مسلم نہیں کیونکہ
 اہمین از قسم مراسیل منقطع و ضعیف و محض و موقوف و صحیح سب طرح کی روایتیں
 موجود ہیں اور ہماری کتب احادیث اکثر اسی نوع کی ہیں قواعد علم ولایت رجال ائمانہ
 صحت غیر صحت ہوا کرتا ہے یہ ضرور نہیں کہ محض کبھی ایسی روایت کا درجہ کتب ہونا ہو
 پانہ کر سکتا و تحقیق کہ جب معتقد و محل و رائے شیعہ ثابت نہ ہو مقدم تر لازمہ شان ایراد
 تھا کہ بموجب قواعد مقررہ کما شیعہ تنقیح و تنقید کر کے روایت تحریر فرماتے تب
 محض آنا کہا جاسکتا تھا کہ معارضہ بالمثل ہے۔ دویم یہ کہ مسلم و بخاری میں شایعہ و
 عن صحت مابین شیخین حضرت امیر و جناب عباس بن ثور و منقول ہے اور جب مقتدا
 المہنت ہر چہ اہل بزرگوار ان موصوف بالا کا آن واحد کے لئے بھی متصف

بکذب خیانت ہونا ممکن نہیں بروقت اس نزع کے چہرہ حدیث دلالت کرتی رہے
 اور نہ اس کے مابعد و ماقبل اور بغرض محال بعد صحت روایت کشف الغمہ اگر نسبت
 حسن ثنی بدگوئی ثابت بھی ہو جاوے تو بلاشبہ عقیقہ شیعہ ہر وقت فاسق
 بلکہ بدتر قرار پائیں گے اور بطریق مذہب سنیہ بھی وہ ثقہ و عادل نہ جائیں گے
 حضرات سنت جماعت ائمہ انا عشر کو معصوم نہیں تو لا اقل محفوظ جلتے ہیں پرچہ
 دو شخص کا مخصوصہ کہ جو باہم کوئی مساوات نہیں کہتے معارضہ بالمثل نہیں کہا
 جاسکتا حسن ثنی کا انجام بخیر ہو کر ایمان صحیح پر مرزا ہمارے نزدیک ثابت ہے مکن
 ہے کہ بعد اس گستاخی و یحجابی کے ثابت ہونے جیسا کہ بعد جبروت بنیہ سورہ
 تحریم عائشہ صدیقہ و حفصہ کا ثابت ہونا آپ بیان کرتے ہیں مگر اس میں شک نہیں
 کہ ہر گام نزول سورہ موصوف سخت معتبوب تھیں ایسے ہی حسن ثنی ہنگام توسع
 بدکلامی بشرطیکہ ثابت ہو و یقین کے نزدیک فاسق اور بدتوبہ و عفو معصوم ہونا محال
 مگر آپ یہ بات کہان سے کہہ سکتے ہیں اور کوئی قرینہ عقلی و نقلی اسکا مقصد ہے کہ
 کسی بدگو و گستاخ مہار کے ناجائز طور پر بدکلام ہونے سے اسکا سنے والا یعنی
 ناجائز طریقہ سے برا کہا جائے محض سکوت بالصلحت سے گنہگار و بے اقتدار و
 بدکردار قرار دیا جائے۔ خاصانِ بارگاہِ خدا و برگزیدگان رب العالی کا یہ خاصہ
 جاری رہا ہے کہ شاید و نواب پر صبر و تحمل فرماتے رہے ہیں۔ مگر آج تک کسی نے
 یہ اقراض نہیں کیا کہ انبیاء و اولیاء کا بمقابلہ مخالفین سکوت فرمانا ان کے غل
 کا سبب ہو یہ مضمون بھی آپ کے ہی حصہ کا تھا۔ مارے گھٹنا چھوٹے آنکھ حسن ثنی
 بغرض صحت روایت گستاخی کریں اور سیالہ جادین علیہ السلام محض تحمل فرماتے

کہ لازمہ شانِ اوصیاء و اتقیا ہے و اگر حضرت طہارت سے کلمہ باتیں پس حسب مذاقِ سامی لازم ہوا کہ جناب عمر ابن خطابؓ نے جو وقت کہ باجلالت و شانِ رسولؐ کو خیر الانام ہنگام طلب داشت خامہ و قرطاس ان هذا الرجل لیجھن یعنی یہ شخص شدت مرض میں کلماتِ یمینی جبکو حسب تصریح اہل لغت ہریان کہتے ہیں ارشاد فرمایا اولا ختمی مرتبت نے اس عالم در ماندگی و یکسبی میں کہ گریہ عباس کما فی البخاری سے ہویدا ہے بمقتضائے خلقِ عظیم کوئی کلمہ سخت و درشت سوائے ازین کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ نہ فرمایا تو کیا منصبِ جلیلہ نبوتِ عامہ سے نکل گئے اب فرما کہ معارضہ بالمثل رہا یا کیا۔ دو وجوہ مذکورہ بالا ختم کر کے وجہ ثالث اس نفع کی عرض کرتا ہوں کہ دلیل الزامی سو گنا نقص عدم معارضہ بالمثل نفس معاملہ و مطلب بھی حقیقتاً مخالف قبائین ہے کیونکہ دلیل مذکورہ کا انطباق جب ہو سکتا تھا کہ حضرت امیرِ مہمل جن شنیٰ بالمشافہ حضرت ابو بکر و عمر علیہ السلام میں فرماتے کہ اے پادشاهِ عادت و خاتن ہیں اور وہ بزرگوار مثل سکوتِ جناب سجاد و حلم و وقار سے ہضم نفس فرما کر کھ چون و چرا نہ فرماتے تھے آپ بروقت صدور کلمہ ناجائز بعد ثبوت عدالت و ثبوت جن شنیٰ عند الشیخہ مثل جناب سجاد علیہ السلام یہ کہنے کی فی الجملہ گنجائش کھتی تھی بیانِ قفینہ منعکس ہے عمر صاحبِ بنی نصفت شاعر و شانِ فاروقی خود معترف ہیں کہ آپ مجھ کو اور ابو بکر کو چنانچہ نہیں سمجھتے ہو پس سکوتِ جناب امیرِ مہمل تحملِ جناب سجاد میں فرما کہ یہاں سمجھا جا سکتا ہے اور حقیقہ نے لفظ سکوت کب لکھا میں عریضہ ابتدائی مرحلہ ۲۳ جولائی ۱۹۰۷ء کے ملاحظہ پر آپ کو توجہ دلا کر مترصد ہوں کہ چشمِ حقیقت میں اگر کس معائنہ فرماتے حقیقہ نے یہ عبارت لکھی ہے۔ خلیفہ صاحب کے اس بیان پر جناب حضرت

امیر کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ معروضہ حقیر شل کلام صاحب سلم و ہم میں ڈالنے والا نہیں بلکہ ان الفاظ کا صاف صریح یہ مطلب ہے کہ بسا اوقات ہر آدمی نکایت کنندہ و الزام دہندہ کے ایسے بیان پر ادا و تہذیباً بشرطیکہ موقوف خاص نہیں کہندہ قول خود کر کے اس تقریر نکایتی کے غیر واقع ہونے پر عذرات کیا کرتا اور بعضاً مروت و اہلیت مصلحتاً بطور دفع الوقتی کہا کرتا ہے کہ واللہ ثم باللہ تنغیر اللہ آپ کو نہایت اچھا اور سچا پتھا ایاذا جاننا ہوں یا یہ کہ میا موقوف ہو گفتگو کی جاتی ہے مگر چونکہ حضرت امیر جیسے مہذب متورع شخص کا اس رواج عام و معمول الہل زمانہ سے خلاف کرنا سوا دجبت شیعہ کو ترقی دینا تھا بنا بران آپ نے حضرت عمر اس حصہ بیان کو کہ جس کا خیال کرنا آپ کی طرف نسبت دیا گیا تھا یعنی کاؤبغا و غیرہ سچا اور مطابق واقع سمجھ کر سمیع رضا و طیب خاطر سنا اور کوئی عذر نہ بنا رہا و تضعیف قول مذکور نہ فرمایا۔ اگر حضرت امیر باتبع رواج زمانہ کا فرما مروت و اخلاق ہو کر کہ خاصہ مزاج اقدس تھا اس موقع پر عذر و لجاجت فرماتے تو ہمارے لئے بمقابلہ حاندین دائرہ کلام تنگ ہو جاتا لیکن فعل معصوم حجۃ اللہ کسی حالت میں خالی از مصلحت نہیں ہوتا حضرت نے بایں خیال کہ ہر وقت بیامندی رواج زمانہ عذرات کرنا برائے آئندہ دستاویز مخالفین ہو گا کوئی عذر نہ فرمایا اور محو تماشائے قدرت باری ہو کہ خود بخود کیا حتی بزبان جاری فرمایا جناب میں آپ کی تقریر کی مطابقت اس سامع صفات ذمیرہ کے سکوت ہو گئی کہ جبکی ذات پر اثر دایم ہو گیا کہ حب ایت پیش کردہ عالی حسن ثنائی کے برکھنے سے جناب سجاد علیہ السلام کی ذات بزرگ متاوی ہوئی آپ نے زبردستی ایک

غیر مطابق تقریر سے خلفائے کی گلو غلامی بند کذب وغیرہ سے کہ بدترین صفات
 مذمومہ ہے کرنی چاہی تھی اسکو میں کہتا ہوں جناب! لاؤ ہوش کیجئے اور
 کچھ سوچ سمجھ کر لکھتے ہو جگہ نہ کوئی مثل حسن ثنی مستحکم کلمات جیشہ و واسیہ ہے
 اور نہ مثل جناب سجاد اسکا سامع۔ بلکہ خلیفہ عمر باہن معنی کہ حضرت امیر انکو اور نیز
 حضرت ابو بکر صدیق کو جھوٹا وغیرہ جانتے تھے اپنا سون ظن یا نض سول کا مظنہ
 واقعی بیان فرماتے ہیں دو حال سے خالی نہیں :

اول یہ کہ حضرت امیر و حقیقت انکو جھوٹا ہی جانتے تھے یا یہ کہ صدیق اکبر کے نائب
 بخلاف ظن و بالوں میں خیرا۔ ظان بنظن واہی ہو کر ختم المرسلین کے وہی برحق کو
 جھوٹا الزام دیا۔ افسوس کہ ذات بابرکات خلافت آپ الزام کذب پھر بھی رفع
 نہوا جو کہ اصل منشا جمیع زائل جانتے ہے اگر دلیل الزامی حسب عموم عالی دست
 ہو جاتی تو شاید یہ اثر ہو تا کہ صیانت عدالت شخص ایک نزدیک کچھ ہو جاتی چونکہ
 وہ دلیل کافی وغیر مطابق رہی لہذا لازم آیا کہ اگر کوئی حرج خاص نہ ہو تو حکم الخ
 مع علی و علی مع الحق لازمت حق بذات حضرت امیر یعنی خیال فرما کر ہر مسلک کو
 ہو کر حضرت عمر ابو بکر کو دیا ہی خیال فرماتیں جیسا کہ حسب شہادت عمر خیاب پیر
 انکو جانتے اور سمجھتے تھے جہاں اللہ تقریر الزامی الی منصفانہ وغیر متعصبانہ جو
 سے باطل و مضحک کیلگی کہ جکا بطلان بشرط انصاف امکان انسانی سے باہر
 اب رد توہمات کی جانب متوجہ ہوتا ہوں سبحان اللہ گرامی ناہر کے خطبہ میں یہ
 الفاظ رقم فرما کر کہ بعد تسلیم صحت وثوق روایت رقمز مدعا ہوں اور پھر بغا صلا
 قلیل لکھنا کہ کلام مسلم دہم میں دلنے والا ہے عجیب پر لطف قصہ ہے کہ حضرت فیض

میں تینا قضا تھا فت جس روایت کو آپ صحت کے ساتھ تسلیم فرماتے ہیں اسی کو
 خالق و ہم قرار دیتے ہیں کیا ایک روایت دو اثر رکھتی ہے بقولے یکہ بام و وہو
 صاحب من عبادت مسلم کو بعد تسلیم صحت و وثوق موہم بیان کرنا یہ سچا رہ خواہ نام نہ
 و صوکر اور مخالف میں ڈالنا اور اس حیلہ سے اپنی ذات کو مذہب حق پر چھپانا
 آپکی شان عدالت و فضیلت سے نہایت چھپان ہے معاملہ کی بات ہے غصہ
 نہ فرماتے اور بقول جعفر زطلی بلوی النبی ثابت کفندہ مذہب باطل بزور
 داب مجاہدانہ سے مثبت ناجائز نہ ہو جائے کیونکہ آپ کی اور ہماری جہتہ قریب
 قال ہے کسی دنیاوی جائیداد پر نہیں بلکہ حقیقت دین ہے اگر تباہی اقتدا حضرت
 امیر کہ بوجہ لزوم حق اطاعت و مواسات آنجناب عند السنیہ بھی منصوص من اللہ
 و الرسول ہو کر عین ایمان ہے ہم لوگ ظاہر بلکہ نص عبارت مسلم پر عامل ہو کر کہ
 جسکا باطن سوائے بطن مولف و فہم سامی معدوم ہے خلیفین کو ان جملہ صفات
 اور یعنی کذب عند وغیرہ کا مصدر گردان کر باعتبار احکام کا ذہن مندرجہ قرآن
 میں و کافیون کو ایک جگہ جمع کر کے حسب قواعد عربی جملہ کا ذہن بنائیں
 اور وہ حکم قرآنی جو کہ متعلق بکا ذہن ہے یا ہ بخدا شہین عظام اور انکی تاباں پر
 وارد کریں تو کیا اس عمدہ ہم معتبور ہو سکتے ہیں یا یہ سب ہم اندازی نام مسلم
 یا عبارت صاف صریح کے موہم معنی بیان کرنے سے یحرم و صوکر وہی خالق خدا
 والاخر ان طبقات ثلاثہ میں سے کونسا طبقہ مورد لعن و طعن ہو گا متعام عجب
 کہ نام الیاس شستہ یعنی صحیح مسلم اور مضمون خالق و ہم کتاب صحیح میں ایسی عبارت
 کہ جس سے وہم و خدشہ ہو کہ داخل ہو سکتی ہے برعمر و اعتقاد حضرات سنیہ

منجملہ کتب سستہ ہر کتاب بجا خود ہا سا مکان بادنیہ غوات کو صراط مستقیم پر پہنچانے والی ہے یا کہ حسب تحقیقات سامی بحدیگی عبارت و فو توہیات کردا فضالت میں ڈالنے والی ایسی کتب کی عبارت ظاہر کچھ اور مطالب پیدا کرتے ہوں اور باطن کچھ اور کسی عاقل کی عقل سلیم کیا ملکہ جاہل کا خیال ضعیف بھی رہیں کر سکتا اگر بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں تو حقیر کے ایک ہی سوال نے جو کہ ایک کتاب مستند سے پیش ہو رہے آپ کے تمام اصول اور جملہ دعاوی باطل منجھل کر دئے بقول عمر جناب امیر فاروق عظم و صدیق اکبر کو صفات چہارگانہ سے متصف سمجھتے تھے حقیر ان صفات مذکورہ کی تشریح کرتا ہے کہ ہر ایک کا کیا مطلب ہے اور سے وہ کیا معاملات ان کے زمانہ حکومت میں قوع پذیر ہوئے کہ حضرت امیر کو انہی نسبت ایسا یقین کرنے یعنی کا ذب غیرہ سمجھنے کی گنجائش ملی۔ پس صاحبان ایمان کو یہی ایک امر کافی ہے عقل سلیم کو حکم کر کے حق و باطل میں تمیز کرنی چاہئے کہ آیا جن لوگوں کو حسب تسلیم و تصدیق انہیں کے حضرت امیر جیسے زائد و بے گناہ شخص نے جھوٹا سمجھا وہ کسی طرح بھی مسلمان با ایمان کہے جاسکتے ہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ ضرور ہے کہ ایسے آدمی جنکو نفس رسول و روح رسول نے جھوٹا اور بد عہد و خائن و گنہگار بناوا وہ سوائے خواہج و نواصب کے اور جمیع طرق اسلام کے نزدیک بدتر از سگ و خوک و زندہ مچھوس ہیں و بفضلہ آپ بھی اس باب میں ہمدستان نحیف ہیں کیونکہ آپ نے عدم زوال عدالت شیخین کے لئے تصدیق حسن ثقی و توہم عبارت مسلم کو سپر فولادی گردانا ہے پس ہر دو امور پیش کردہ جناب کے ابطال پر نظر کرنے سے آپ کو بوجہ ایمان داری و حمیت اسلامی

حسب وعدہ خود ناگوار مانا پڑ گیا۔ کہ فی الواقع خلفاً نامہ ایسی ہی جیسا کہ درج
فاروق حضرت علیؓ انکو ملتے تھے۔ تقریر الزامی اول باطل کر چکا ہوں اور دوسرا
ابطال ہم بطور تہدیک ایک تقریر محفل حکو مفصل پر فوق ہے عرض کی گئی مگر
چونکہ بقول مشہور وہم کے علاج سے لقمان عاجز ہے اور آپ اس مرض مرض میں
مجھ سے قبل ہیں کہ بالکل وہی ہو گئے ہیں بنا بران واجب ہوا کہ تنقیہ دماغ
اول تدبیر اخراج مادہ وہم کر کے کہ غلط پنہی ہے بعدہ حاجین ہوش افزا
پیش خدمت کروں تب آپ کو تصفیہ باطنی ہو کر واضح ہو جائیگا کہ ہوس
ہوش تو تہات مانع اور اک حقیقت و اقصیت ہا ورنہ محض سمجھ کی غلطی تھی ذرا
اتنا بھی خیال ہے کہ آپکی استدلال کا ڈیڑھ نمبر سا قط ہو گیا کیونکہ تقریر الزامی
جس پر اپنے نہایت ناز کر کے قلم اٹھایا تھا اور عالم جوش و خروش میں کمال خیال
اطراف جوانب ہیجان مواد تولاتی بکری وعداوت مرتضوی سے مدہوش
بلکہ خود فراموش ہو کر ایک تقریر بے سرو پا کی تھی اسکو بوجہ بات عدیدہ ایسی صراحت
و لطافت سے توڑ دیا گیا کہ اگر مثل ستارگان آسمان خلائق جمع ہو کر ایک دستری
پشتیان ہو تب بھی جواب ممکن نہیں۔ اور ترکیب ہم بھی اہل ہو چکی مگر اسکو
اجالایان کیا ہے لیکن ایسے وجوہ عالیہ جیسا کہ بطلان ہم میں مجمل بیان کی گئی
روشن دماغ لوگوں کی سمجھنے کی ہیں اور اپکا طلب دماغ و فوخیلات فاسد و توہمات
باردہ ایسا تیرہ ہو گیا ہے کہ جس کے لئے انتہا درجہ کی صفائی کلام مطلوب ہے
لہذا وہی طریقہ اختیار کرتا ہوں کہ آپکا فہم پر ہم قبول کرے کہ صاحب من جھک و برابر
ہے کہ نقطہ ہم اپنے کس معنی میں متعل کر کے لکھا ہے کیونکہ نظائر آپکا اثر وہم فریبہ

جہاں ہے خوب لوگوں کو تذبذب تردد میں ڈالا اس موقع متاثرہ حدیث فراموش
کے چند منٹ کے جنکو تعمیر یوہم کیا جاتا ہو سکتے تھے مگر اس حالت میں کہ اس حدیث
کا ذب غادر وغیرہ کی بابت گفتگو ہو کر اہلسنت کو پہلے ساکت کیا گیا ہو اور
بیچاروں کو کیا خبر ہے کہ اعتراض کذب غدر وغیرہ نے معرض بحث میں آکر شیخین
کرام کے گڑھے ہوتے کو سیلے کہا تا تک کھاڑے ہیں اور فضلاء کا بلین اہلسنت
کو کیا کیا تھکایا ہے کیا آگے بائیں عویٰ فضیلت بسیار دانی معلوم نہیں کہ
اسی بحث میں رشید الدین تلمیذ شاہ صاحب کجے بذریعہ رسالہ نفاق التیخین بحکم
صحیحین بالکل پایہ گل کر دیا ہے ذرا رسالہ مذکور ملاحظہ فرما کر انصا کیجئے کہ
خاصان دین رہ فرش راندہ اندہ بلا اُحطی از تک فروماندہ اندہ ہم سے ہم کی
تاویں منسے متحققین سابقین سے جس کی کو اس حدیث میں ہم وغیرہ پیدا ہوا ہے
وہ یہ نہ تھا کہ ہر بنا اندراج مسلم الزام کذب غیرہ شیخین پر قائم نہیں ہو سکتا بلکہ
باعتبار سیاق کلام انکو پورے طور پر متیقن ہو گیا تھا کہ بادی النظر میں انی
عویٰ دان سمجھ جائیگا کہ حضرت امیر نے مقدمہ وراثت خباب طہیین ابو بکر و عمر کو
سمجھایا پس انکو یہ وہم ہوا کہ ایسے الفاظ صاف روشن کتب ثقہ میں لکھا جانا
مبطل دین مستحکم ہو گا لہذا بنظر حفظ دین تجویزی یہ بند و بست کیا گیا کہ اول
ان الفاظ و فقرات ہی کو اڑا دیا جائے مظہران دین مستحکم میں سب پہلے
بخاری کو بیداری ہوتی کہ بجائے غادر و خاتن کذب لکھا یا جسکو دیکھ
تفصیل عرض کروں گا اور یہ اتہام دو سبب کیا اول یہ کہ کتب میں ایسا لکھا جانا
یقینی طور پر دلالت و ہمنونی کر گیا کہ بے شبہ حضرت علی کے نزدیک ہر دو خلفاء

جھوٹے اور خیانت شعار تھے اور تمام منصفین امت کے نزدیک باعتبار فضل
 ذاتی و کمالات نفسانی جمیع صحابہ سے حضرت علیؓ مابین علیا پر شمار کئے گئے ہیں
 پس جلیل الشان عظیم القدر کا خلفا کو جھوٹا اور دغا باز سمجھنا صلیحا امت کو
 مجبور کر گیا کہ تقلید حضرت امیر وہ بھی خلفا نامدار کو جھوٹا سمجھنے لگیں۔ دوم کہ
 جو لوگ کاذب غادر و خائن ہوں عام اس سے کہ بظاہر کیسے ہی افعال حسنة
 مثل صوم و صلوة وغیرہ کے پابند ہو کر دعویٰ مسلمانان کرتے ہوں بخارجی تنزیہ
 حسب الارشاد حق تعالیٰ منافق ہیں نہ ابراہیمؑ کہ کھلے ہوا کہ اگر حافی طور پر غادر
 و خائن لکھا گیا تو برنبا اسکے منافق مانا پڑ گیا پس اس مضمون کی مساقطہ لکھ کر
 امام مسلمؒ کے سیدھے سادے معلوم ہوتے ہیں انکی نظر عواقب امور پر نہ تھی اور نہ
 دانستگی سے کاذب غادر بھی لکھا اور یہ تمام دیگر انہیں صفات کو علامات منافقین
 میں بیان کر کے گروہ مؤمنین کو اپنا شکر گزار کیا ہماری دانست میں حضرت بخاری
 سے بڑی چوک ہوئی اگر وہ تمام تر مضامین ظلم و جور شنیں جو کہ مخالفت اہلبیت
 و برج کئے ہیں کیا ظلم طاوتیے تو مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مصنف
 غیبی الکلام کو ازالۃ الغین و امارۃ العین میں غضب جناب سیدہؑ اور حکمرانی
 رضا مندی کی روایتوں کے جھوٹا ظاہر کر گیا اتہام نہ کرنا پڑتا مولوی صاحب
 موصوفہ مسلم و بخاری کی دوسو حدیثیں کہ جن سے انہام بنیاد ملت نبیہ متعلق
 تھا موضوع قرار دیکر کل کتب عشق سابقین متضمن روایات مذکورہ کو غلط کر دیا
 میرزا کا خاص اور منشأ بالاختصاص اس موقع پر اتنی طول کلامی سے یہ ہے
 کہ جمیع اعتراضات شیعہ کے غیر صحیح ہونے کا حضرات اہلبیت کو تو تم نہیں ہوا

بلکہ اُن کی صحت پر ارکانِ مذہب کے متزلزل ہونیکا واسطہ ہوا اور نقدِ مکان
 جہلاً فریبی کے لئے اسکا انتظام بھی کیا ہے مگر حضراتِ شیعہ نے سب سے پہلے فتور
 بنادیا اور یہی حال شاہ صاحبِ ہلوی کا ہے کہ با تباعِ خواجہ نصر اللہ کالمی کتاب
 مجالِ السالکین سے کہ جبکہ وجود از معصناتِ شیعہ آج اس نیا تے موجود میں
 نہیں ہے جنابِ سیدہ کی رضامندی کے ثبوتِ مصنوعی کے ہم ہینچا نہیں کو ششِین بلغ
 نہ فرماتے یہ تمام وبالِ نکال بر گردنِ بخاری و مسلم ہے کہ انہوں نے مضامینِ غصب
 فکرِ غصبِ جنابِ سیدہ میں صحاح کر کے ملاتے مذکور کو سخت ضیق و پچیدگی میں
 ڈال دیا مولوی حیدر علی صاحبِ انکار بخیدگی و رضامندی جنابِ سیدہ سے
 صحیحین کو کہ چکی صحتِ روایت پر اہانتِ فریفتہ و دلدادہ ہیں درجہ صدق و
 ثاقب سے خاکِ مذلت میں ملا کر شاہ صاحب کو بھی کہ غضبنا کی کے مصدق و مکر
 ورنے اثباتِ رضامندی ہوتے ہیں صحیحین کے ساتھ کا فرب محض قرار دیا اگر
 جنابِ امیر کا عبد حضرت ابو بکر و عمر و عثمان میں معویدار ہونا یا یہ ثبوت کو نہ پہنچتا
 جیسا کہ کتبِ مقدمہ میں مندرج ہے اور بفضلہ بغرض آگاہی مہ اناسِ مفصل لگے بیان
 ہو گا تو شاید کسی طبعِ غبی لہ ہن کو تو ہم ہو جا تا مگر ہر سہ خلافت میں متواتر ایک ضح سے
 مستغیت ہونا اور پھر وہم باقی رہا یہ کیا معنی میں ان موالات کو حوالات کی تشریح
 میں بہت توضیح سے بیان کیا ہے منظر رہے آپکی نظر تو ہم اثر سے عنقریب گداز لیا
 ہے جناب من یہ قصہ ایسا صحیح اور متواتر ہے کہ وہم کی بو بھی نہیں سکتی البتہ جو لوگ
 کہ دیدہ و دانستہ حق پوشی کر کے جملہ خبریہ کو انشائیہ بناتیں یعنی جملہ فرامتاہ گفتہ
 عمر کو حمل با ستفہام کر کے یہ معنی نکالیں کہ اے علی و عباس کیا تم نے ابو بکر کو جھوٹا جانا

انکا بطلان وہم اگر حضرت علی و عباس کے بکرات و مرآت دعویٰ کرنے سے نہیں ہوا
 تو واجب ہے کہ فصد کر اتیں یا بریلی جائیں گے وہ بیان عقل و ہوش با حقہ صفا تم
 بچھا کر گریہ و بکا کرو اہل حدیث کی قلم سے الفاظ دافع وہم چھوٹ گئے اب کیا ہو سکتا ہے
 اگر الفاظ مختلف ہوتے تو شاید گنجائش وہم نکل آتی جیسا کہ قصہ قرطاس میں دیکھا
 اختلافات لفظی کر کے ان ہذا لعل لہجہ میں تو ہم استفہام پیدا کر دیا ہر حال آپ کو
 لازم تھا کہ کوئی قرینہ وہم بھی تو بیان فرمادیتے کہ عبارت مسلم میں لمان موقع پر این
 سبب ہم پیدا ہوتا ہے محض ایک سر و دم بریدہ لفظ وہم لکھ کر آپ نے بعض اہل سنت کو
 بھی جوئی الجملہ متانت رکھتے ہیں تنزل میں ڈال دیا کلام بادلیل غشیہ مطبوعہ طابع
 اہل عقل ہوا کرتا ہے اور دعویٰ بدلیل خوار و ذلیل آپکا اقرار وہم میرے استفہام
 متین کے مقابلہ میں بالکل ایسا ہے کہ جیسا فرغ کے سامنے ابالی دال بندہ نواز حضرت
 امیر کارابرستغیث ہوا باجمیع الوجوہ مثبت کذب عند شیخین ہو گیا اسمین کوئی دہم
 نہیں ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو ہم نہ رکھتے مفصل بیان فرماتے یہ بھی واضح رہے
 کہ اس مقام تک مجھ کو نصف سے زیادہ ڈگری مل گئی ہے اور خاتمہ کلام پر انشاء
 میل کل دعویٰ سرسبز ہو گا مگر بالفعل جو نتیجہ پیدا ہو چکا اسکو بھی ہن نشین فرما
 کہ بوجہ عدم مطابقت تقریر الزامی ایک حصہ سے زیادہ عدالت شیخین زائل ہو گئی
 اور جبکہ عدالت مفروضہ برباد ہوئے عام اس سے کہ کی تعداد ہو ہر دو خلفاء
 نامدار عامۃ الناس میں داخل ہو کر تحت حکم العوام گئے اور جبکہ زمرۃ العام میں
 جو کہ عبارت سے وحشیان و چوپایہ وغیرہ سے شمار کئے گئے تو کوئی وقعت
 باقی نہ رہی ابعین اس متہید کی تکمیل کرتا ہوں کہ جبکا پہلے وعدہ کر چکا ہوں یعنی

لفظ کلام غریب و شمالی کے دعویٰ ردی کے اگر خانہ میں بیان کرتے ہیں ۱۲

الفاظ کذب غدر وغیرہ کی تفسیر وہ سطور ہے کہ جناب عمر نے نجاطیہ حضرت علیؓ عباسؓ
سرحلہ ارشاد فرمایا کہ ابوبکر سے معاملہ فہم میں بدلیل لا نورث حکم اخیر شکر تم
دونوں نے اسکو اور چونکہ میری حکومت بھی انہیں کی غنائت سے متفرع ہے لہذا
مجھکو بھی کاذب غادر وغیرہ سمجھا۔ واضح رہے کہ حدیث مسلم میں چار الفاظ بیان
کئے گئے ہیں۔ کاذب۔ غادر۔ خائن۔ آثم۔ ہر لفظ کے معانی لغوی اس قرینہ و عبارات
واضح سے بیان کرنا ہوں کہ انشاء اللہ مقبول طبائع منصفین ہو +

کاذب اسکو کہتے ہیں جو کہ اخلاف واقع بیان کرے۔ نظریان بدانت حضرت
امیر حلبیہ انات شیعین خصوصاً جہانک کہ اخذ خلافت و مقصاب حقوق خاندان
نبوت سے متعلق تھے جھوٹا اور بے بنیاد سمجھتے تھے۔ غادر غدر کر نیوالے کو کہتے ہیں
اور حسب تفسیر روایت محمد بن اسماعیل بخاری یہ گروہ وہ ہے کہ عہد و پیمان کر کے
وفاء کرے چونکہ شیعین نے باوصف عہد و موثقہ عہد غدیر پر کہ کلمہ با جاہ و جلال و
مینت اشمال پنج طرح سے ثابت ہے ایفانہ فرمایا نظریان جناب امیر نے چونکہ اپنی
ذات بابرکات کو بعد غمی مرتبہ خلیفہ بلا فصل و سلطان لازم الاطاعت جانتے تھے
خلافت کو غادر یعنی بد عہد سمجھا۔ خائن خلفا ثلاثہ نے چونکہ ممکن ناجائز کر کے سلب
حقوق البیت بعض مواقع پر خود سری و مطلق العنانی سے تغیر احکام شریعت
کیا اور اسکا نام تابعین دیتے تابعین نے سیرت صحابہ سنت شیعین کما جیسا کہ
منع متعہ و ایجاد و ترویج کجاعت و زیادتی اذان نماز جمعہ و ازدیادتی ارکان اذان
بجملہ الصلوٰۃ غیر من النوم و اسقاط حتی علیٰ غیر العمل اذان تجویز حق غصبہ و تزع
فدک منع حقوق فی التقریب مثل غسل مال نے وغیرہ بنا بران ایسا افعال تھیجہ کہ کتاب

حقیقۃ نبوت غدیر کا حال سارا قضاہ خلافت میں بری توضیح و تفصیل سے درج کیا ہے ۱۲

سے ہاومِ نبیاء و ملت احمدی کہے گئے یہ بزرگوار ان حبِ عقیدہ و فرعونِ عامۃ الناس
 باسبابِ ظاہر و بوجہ تعلقاتِ سیاست مدنی اُننا دینِ خدا گنو جاتے تھے گوکہ کسی طریقہ
 سے ہوں کاش اہلیتِ عظام کے ہی حقوق تلف کر کے امانتِ خدا و رسول میں جو کہ
 عبارت ہے شریعتِ پاک سے ایجا و عقلِ رانی نہ فرماتے اور نبی کریم کے قدمِ بقدم
 چلتے اور امورِ دینی میں متابعتِ تعلیم کرتے تو خائن نہ کہلاتے بلکہ غاصبِ محض
 قرار پاتے۔ آخر جبکہ حضراتِ ثلاثہ یہ مراحلِ مشکایین منازل پہ گانہ مندرکہ بالا پائے
 بلا خوف و غدرۃ باز پرس طے فرما چکے تھے تب پورے گہنکار اور اسکے سزاوار ہو گئے
 کہ جبکہ صاف طور پر لکھنے سے ظلمِ ادبِ شیم سوختہ ہوا جاتا ہے یہاں تک جوابِ الجواب
 تھا مگر چونکہ امورِ دینیہ میں دائرہ کلام تنگ کرنا اور تحقیقات و تدقیقاتِ اثیقہ
 و شیعہ سے ہر قسم کی طرف بایانِ انصاف غور فرما ہونا بعید از شانِ دآئین
 ایمان داری ہے بنا برانِ حقیر اول حدیثِ مسلم کی حقیقت اور علما اہلسنت نے جو اسکی
 اصلاح میں کوشش کی ہے اُسکی صہیت بیان کرنے کے بعد حقوڑے حقوڑے حالات
 متعلقہ بحث کا ذبِ غیرہ کتب کلامیہ سے تنہا طرک کے پیشِ خدمت کرتا ہے۔ اگر
 بہتر کہ تعصبِ اعتدافِ نظر فرما ہو گئے تو آپ کو واضح ہو جائیگا کہ حق و ناحق کیا چیز
 خدا کرے کہ برادرانِ اسلامی فی الجملہ توجہ فرما کر تحریرِ ہذا کے نشاِ صلی اعلیٰ و علیٰ
 غور کے ہتھوڑہ دینی اٹھائیں اور یہ صحیح میز و سیہ کا ریلِ حایبانِ ملتِ احمدی
 و طریقہ جعفری محسوبِ معدود ہو کر باجور و مشاب ہو آمین ثم آمین ❖

جاننا چاہئے کہ حدیثِ مسلم جیسے سلسلہ کلام جاری ہوا ہے بخارجی مسلم ہر دو کتاب
 میں تغیر الفاظ و اتحادِ مطلب درج ہے روایت بہت طولانی ہے کل عبارتِ عربی

کا نقل کرنا باعث طول سمجھا کر اسکے دو حصہ کرتا ہوں ایک حصہ کا مضمون مجنبہ و
 میں بیان کر کے باقی اصل عبارت نقل کروں گا حدیث کے پہلے حصہ کا ترجمہ یہ ہے
 زہری سے بھوالہ مالک بن اوس مروی ہے کہ ایک روز خلیفہ عمر اپنے دولت سرا میں
 تشریف رکھتے تھے کہ یرقع غلام عمر نے اطلاع دی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
 اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طلب کرتے ہیں خلیفہ صاحب حکم دیا کہ آئے و اسکے متناقب غلام عمر
 خبر دی کہ علی و عباس بھی موجود ہیں حکم ہوا کہ وہ بھی آئیں پس دونو صاحب داخل
 ہوئے عباس نے دربار میں پہنچ کر عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین مجھ میں و معا و انس علی
 کا قبضہ غادر و خائن و دشمن میں فیصلہ کرو تب عثمان وغیرہ نے بھی سفارش کی او کو کہا
 واقعی نہیں فیصلہ ہی کر دینا مناسب ہے عمر نے عثمان اور ان کے ساتھیوں سے
 یہ فرمایا کہ آپ صاحب خالق ارض و سما کی قسم کھا کر کہیں کہ تم نے رسول پاک سے
 حدیث انا معاشر الانبیاء لانزل ولا نوتر و ماتر کناہ صدقہ سنی ہے تب سب نے
 بیان کیا کہ بیشک سنا ہے پھر علی و عباس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ بھی حلف
 بیان کیجئے کہ اس حدیث کو رسول صلعم سے سنا ہے تب انہوں نے بھی حدیث کے
 سننے سے اقبال کیا اس وقت عمر نے آیہ فتلوات کر کے اموال بنی النفیر و ما
 انا بشد کا طرز تفسیر بعد رسول شہر بیان فرما کر جملہ حاضرین و دربار سے حلف ضابطہ
 لیا من بعد ارشاد فرمایا فلما توفی رسول اللہ قال ابو بکر انا ولی رسول اللہ فجعلنا
 نطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب ہذا میراث امرأۃ من ایہا قتال ابو بکر
 قال رسول اللہ لا نوتر و ماتر کناہ صدقہ فرمایا اٹھا کا ذبا غادر انا و اللہ یعلم انہ صدق
 ہاذا ارشدنا تبعہ للحق ثم توفی ابو بکر و انا ولی رسول اللہ و ولی ابو بکر فرمایا

لہ آیتہ کی تفسیر کا ذکر سورۃ فضیر میں ہے +

کا ذبا غادرًا خائنًا ثامًا واللہ یعلم انی لصادق بارًا ارشدًا تابع الحق قولیتما حقے
 جنتے انت و هذا و انتما جمیع امرکما واحد فقلتما و قعما الینا فقلت ان شئتہم وقعتہما
 الیکم علی ان علیکم عہد اللہ ان تعمل فیہا بالذی کان یعمل رسول اللہ فخذتما ہذا بذلک قال
 کذلک قالنہم قال ثم جئتہ انی لا قضیہ بینکما واللہ لا اقضیہ بینکما بغیر ذلک حتی تقوما
 السَّتان عجزتا عنہما فردد لہا الی انت ہی خلیفہ عمر و اوجہ جناب علی و عباس ارشاد فرمایا
 میں کہ جنت رسول پاک نے وفات پائی تو کہا ابو بکر نے کہ میں ہوں خلیفہ رسول
 صلعم کا پیرائے تم دونوں لے علی و عباس کہ طلب کرتا تھا تو اے عباس میراث اپنے
 بھتیجے سے اور طلب کرتا تھا یہ علی المرتضیٰ میراث اپنی زوجہ کی اسکے باپ کی جانب سے
 بجواب ابو بکر نے کہا کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں ہمارا وارث ہوتا ہے کوئی جو کچھ
 کہہ ہم یعنی انبیاء چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس اس بات کے کہنے سے تم نے اسکو چھوڑا
 و غایب خانہ گنہگار جانا خدا اجانتا ہے کہ وہ سچا نیک نہا تابع وسطے حق کے تھا پس
 مر گیا ابو بکر اور میں خلیفہ ہوا رسول خدا اور ابو بکر کا پس جانتے مجھکو چھوڑا اور بد عہد
 خیانت کرنے والا اور گنہگار خدا جانتا ہے کہ میں سچا نیک نہا تابع وسطے حق کے ہوں
 پس چلے گئے تم اور پھر تم دونوں میرے پاس آئے در حالیکہ تم دونوں ایک تھے اور
 تمہارے کلام میں اتفاق تھا سو تم نے کہا کہ پیر کہ ہمارے حوالہ کر دو تب میں نے کہا
 اس شرط سے دیتا ہوں کہ تم خدا سے عہد کرو میں ہی کچھ جو رسول صلعم کیا کرتے
 تھے چنانچہ آپ ہر دو صاحبان نے قبول کر کے ترکہ مذکور اسی شرط پر لیا سچ کہو
 جیسے کہ میں کہتا ہوں اسی طرح ہے یا کچھ اور اسوقت آپ نے کہا کہ ہاں اسی طرح
 ہے اب آپ میرے پاس پھر آئے قضیہ لیکر اسواسطے کہ میں آپ کا فیصلہ کر دوں

پس جو کچھ کہ میں پہلے کر چکا ہوں اس کے خلاف مجھ سے تاقیامت نہ ہوگا اگر تم
 سے انجام تولیت نہیں ہو سکتا تو مجھ کو واپس دید و اس حدیث کے مضمون کا
 نظر کرنے سے چند موقع مشتبہ و مخدوش معلوم ہوتے۔ لہذا جملہ مقامات مخدوش
 کی تصریح کرتا ہوں تین جملہ حدیث مسلم کے قابل توجہ اباب انصاف ہیں پہلا جملہ
 یہ ہے کہ جناب عباس نے مجمع عام صحاب میں حضرت علی کو معاذ اللہ کا ذبیغہ
 کہہ کر حضرت عمر سے انصاف چاہا دوسرا جملہ یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عبد الرحمن
 زبیر و علی و عباس کا زبان فیض ترجمان بنی صلعم سے سخن معاشرۃ انبیاء الہیہ منکر
 گواہی دینا اور جناب امیر و عباس کا برعکس اپنی شہادت کے عہد صدیق و فاروق
 میں برپا وراثت نبوی بات دلال استحقاق خود ہا و عویدار ہونا اور جناب عمر
 اموال بنی النضیر و ما افا اللہ کا رسول مقبول کے زمانہ میں طرز تقیم منکر بخل
 نقدیق کرنا اور خود عمل فرما ہونا بلکہ تحت ہائے بالغہ و دلائل کاملہ سے بہہ دیتی
 و فاروق اس بات کے درپے ہونا کہ ما افا اللہ و مال بنی النضیر ترکہ نبوی سے
 بحکم قرآن جریان وراثت ہونا چاہئے۔ تیسرا جملہ یہ ہے کہ عمر کا ابوبکر و ذات خود
 کو انا ولی رسول اللہ کہنا حالانکہ باعقاد سنہ بنی معصوم نے زمانہ حیات میں ابوبکر
 و عمر یا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بنایا ہر سہ فقرہ ہائے تذکرہ پر جو شبہا و محال
 کہ بادی النظر میں پیدا ہوتے ہیں انکو تفصیل و ارجح کرنا ہوں احوال جملہ اول
 نہایت حیرت خیز واقع ہے کہ جناب عباس نے بایں شائستگی و اہلیت حضرت امیر کو
 الفاظ بد و نالایت سے کیوں نسبت دی ایسے یہودہ کلمات ارازل بھی ایک حکم
 کو سر جملہ کہنا سخت معیوب سمجھے ہیں شائستہ و تہذیب یافتہ لوگوں کا یہ شعار

و کروارہیں یہ باہم ایسے غیر مذہبانہ و پا جیانہ گفتگو کریں کہاں تعجب انگیز قصہ
 ہے کہ جناب عباس نے اپنے برادر زادہ کو درحالیکہ حب ایت پیر شان ایہ مبارک
 میں نفس سول سورہ تحجیم میں صالح المؤمنین سے کہ جکا فوق ممکن ہین ہی مقصود
 میں جھوٹا اور بے ایمان کیوں کہا اور وہ کو لٹا حق موروٹ و مکتوب جناب
 عباس کا حضرت علیؑ نے باین زہد و توسع ضبط کر کے خیانت مجرمانہ کی تھی کہ جسکے
 پاداش میں ایسے کلمات ناگفتنی و ناشیندنی کے مستحق ہوئے اگر نہ بظرف الوقتی
 کہا جاوے جیسا کہ بعض اہلسنت نے کہا ہے کہ جناب عباس نے چونکہ آپسکے چچا
 تھے و اب بزرگانہ سے یہ خشونت کی تو کسی طرح عقل باور نہیں کر سکتی کیونکہ
 اسباب کیاست و یاقوت کے یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ یکے با دیگرے بیہودہ کلامی
 کریں یا آنکہ کوئی مرد بزرگ اپنے ایسے خود کو جو بزرگی میں جمیع الوجوہ اس بزرگی
 سے اعلیٰ و افضل ہو بالزام مجاہدانہ و اصواب کہے اور نہ ایسا کوئی قاعدہ ہے
 کہ محض لمبی ڈاڑھی ہونیکے اعتبار سے کوئی شخص اپنے چھوٹوں کو بنظر جبر بزرگانہ
 پیش سلطان عادل حضور اختیار عین دار الشریعت میں ایسے الفاظ کہے جسکو مقابلہ
 مرفا بھی کہنے میں تامل ہو۔ چونکہ یہ جملہ حالات حضرات اہل سنت کی سند کی کتاب
 میں مندرج ہیں لہذا آپ ہی اُسکے ہر فقرہ کے جرح کے جواب دہ ہیں اور ہمارے
 ذمہ کوئی الزام نہیں کیونکہ مجموعہ انذراجات اور فقرات صحاح کے شیعہ قائل نہیں
 ہیں جو حدیث کہ اسوقت معرض بحث میں ہے ہمارے نزدیک اسکا اتنا ہی فہم
 و درستی ہے کہ جتھہ جناب عباس نے حضرت علیؑ سے درباب کاؤب خانہ وغیرہ
 بیان کیا اور باقی مضامین مصلحتاً اضافہ کئے گئے ہیں چنانچہ عبارات زائدہ

وہی فائدہ کے وجوہات اندراج انتشار اللہ بیان کئے جاویں گے اب میں جناب سے
 خصوصاً دیگر حضرات اہل علم و ایمان سے عموماً عرض کرتا ہوں کہ جناب میرے
 بایں کرم و صلہ رحم کہ جس کے تصدیق میں بطون کتب حدیث و سیر علو و مشحون
 ثقات اُمت رطب اللسان میں جناب عباس کے ساتھ کوئی زیادتی کی تھی
 اور انکے کسی حق واجب جائز کو بقول صاحب تحفہ و ہدیۃ الشیعہ غائب پاکر و بالباب
 اگر حسب اعتقاد ہر دو علمائے موصوف کہ جنکو مولویان حضرات سنیہ براہِ تحقیق استنباط
 خیال فرماتے ہیں حضرت علیؑ نے حقیقتاً جناب عباس کو سیدت یا سمجھ کر بالاطلاق
 رکھا اور اس نام جاہلاد میں جو کہ ٹیگیاہ حضرت عمرؓ سے بیعت تولیت اُن کے
 سپردگی میں تھی اپنا قبضہ و تصرف بخلاف شرائط مندرجہ حدیث مسلم کر لیا چونکہ
 ہنگام حصول سند تولیت عمرؓ سے حلف کیا تھا کہ ہم ان اراضیات میں مہی عملدرآمد
 پیش نہاد خاطر رکھیں گے جیسا کہ عہد رشول مقبول میں تھا اور بعد میں جس نقصان
 سے تولیہ قسم پر کچھ اعتناء نہ کیا تا بویا کہ سب دبا بیٹھے اندرین حالت حضرت علیؑ کو
 کیوں دل با ایمان کہیں و معاذ اللہ حسب مقولہ جناب عباس مندرجہ بخاری مسلم
 و اتباع مولوی محمد قاسم نانوتوی شاہ عبدالعزیز دہلوی فاسق نہ سمجھیں اور
 بصورت عدم وقوع خیانت وغیرہ بالزام تہیبا و سخنانا صواب جناب عباس کو
 کس دلیل سے جھوٹا اور منفردی نہ خیال کریں اگر دونوں بزرگواران کی نسبت بظاہر
 حکم تغبیق دینا خلاف شان مسلمان ہو تو پھر کیا کریں اسوقت چار و ناچار لازم
 آئیگا کہ بخاری مسلم کو صحیح ترین کتب بعد کتاب باری کیا بلکہ کتاب خالق باریؑ
 بھی بہت تر سمجھیں اور حسب اجماع علمائے اہلسنت ائمہ نامی احادیث کو چھٹا چھوڑا ہو

یعنی صاف شدہ نہ خیال کریں بلکہ بخلاف اسکے ان کے جمیع ایسے مطالب کہ جن کی تصدیق سے نفع صاحبان ایمان پر حرف آئے بالکل جھوٹا اور موضوع تصور کریں اور شاہ صاحب مولف ہدیۃ الشیعہ کو چونکہ معتقد بغلبۃ علی علیہ السلام ہیں اسلئے سر پر کیش سجیدین اٹھ رہے کہ اس موقع پر کوئی تاویل ہی نہیں ہو سکتی تاکہ بزور عقلیات اصلاح کر کے حضرت امیر و جناب عباس صحیحین صاحب تحفہ و ہدیۃ الشیعہ کو الزام سخت سے بچایا جاوے بہر حال منجملہ مین باعتبار چیزوں کے ایک سے ضرورتاً غافل نہ ہوا۔ یا علی و عباس کو معاذ اللہ جھوٹا اور خائن کہو یا مسلم و بخاری کے صحت اور حضرت شافعیؒ و انانوتوی کے وثوق اعتبار و غور و قرار و اقتدار کا کبھی بھولے سے غفلت نہ لو امام نووی شارح مسلم اس موقع پر سخت پیچیدگی لاحق ہوئی آخر کار نہایت سوجھ بوجھ سے باتیاویل کیا اور راویان حدیث کو جھوٹا کہہ دیا ہم لوگ امام نووی کا تہ ذل شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے تلخیص تکذیب روایت ہی پر اکتفا کیا شافعیؒ وغیرہ علما متاخرین کی طرح میدھڑک ہو کر جناب امیر پر الزام غلبہ نہیں لگایا چونکہ حضرت علیؓ کی شائیں باعتبار مولت شجاعت فتوحات قلعہ کشائی غالب کل غالب آیا ہے عجب نہیں کہ شاہ صاحب بہادر نے غالب کی ہی معنی سمجھ ہو کہ اپنے عزیزان و بزرگان کو لکھ حقوق واجبہ میں خل کر کے غلبہ حاصل کیا جاوے۔ وائے برین ایمان علوی شان بہ ثبوت اس امر کے کہ امام نووی شارح مسلم نے راویان حدیث کی طرف نسبت کذب فی ذیل میں عبارت نقل کی جاتی ہے مطابق فرمایا جاوے عبارت عربی مندرجہ شرح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفی امام نووی شارح مسلم نے اس کے نقل کیا ہے ان هذا اللفظ الذي قد لا يليق ظاهرة بالعباس و حاشا لعل ان يكون فيه بصر

هذه الاوصاف الى ان قال واذا انسدت طرق تاويلها نسبنا الكذب الى سرائرها
 وقد حمل هذا المعنى بعض الناس على ان ازال هذا اللفظ من نسخة تواريخنا
 عين اثبات مثل هذا انتهى حاصل كلام نووی یہ ہے کہ یہ لفظ یعنی کاؤب
 غادر وغیرہ جو روایت میں وارد ہے ظاہر حال جناب عباس کے مناسب نہیں اور
 معاذ اللہ کہ علی بن ابیطالب ہیں یہ بعض اوصاف ہوں یہاں تک آگے چل کر نووی نے
 کہا جب اہل بیت کی سب بند ہو گئیں ہم راویان حدیث کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ
 بعض اور آدمیوں کو اسی خیال نے اسپر لنگھتہ کر دیا ہے کہ اس لفظ قبیح کو صل کرنا
 خلل ڈالنا ہے بنظر اسی احتیاط کے جو ایسے کلمہ کی نسبت دینے میں عائد ہوتے
 ہیں حقیقہ اس قصہ پر غصہ کا شان نزول بیان کرتا ہے کہ کیوں ایسا سخت
 فقرہ جناب عباس کی ذات سے منسوب کیا گیا اصل مطلب یہ ہے کہ کوئی اس قسم کا
 معاملہ نہ تھا کہ حضرت امیر کی ذات سے جناب عباس کو بیخ بنچا ہو یا آنکھ ولایت مانگے
 اپنے چچا کو انکے کسی حق شرعی سے غلبہ پا کر بے دخل کیا ہو اور نہ انہیں درباب انقسام
 جائد و تنازعہ و تکرار تھا جیسا کہ صاحب ہدیۃ التبعہ باتباع شامضا لکھتے ہیں کہ
 حضرت عمر نے جناب علی و عباس کو فدک وغیرہ کا متوکی کر دیا تھا ہر دو متوکیان کی
 رائے میں اختلاف ہو کر نمبر نزاع و تکرار ہوا اور نہ کبھی جناب عباس نے اپنے اپنے حق
 و کامل الامیان برادر زادہ کو جسکے بجز علم کے قطرہ اور انے ملا مذہ ہو بیٹھا انکے
 بیٹے بعد فقر و مباحات دعویٰ کرتے تھے صفات مندرجہ حدیث مذکورہ سے تعبیر کیا
 بلکہ روایت جناب بن عباس حضرت علیؑ ان جملہ آیات قرآنیہ کے جو کہ مفسرین ثواب
 دار القرار میں اس رہیں سمجھے گئے ہیں اور آیات مذمت عتاب جو کہ مجملات ہی صحیح

وار دیں اُن سے بری ہیں خدا را غور کیجئے اور اپنے کتب مستندہ سے استخراج و تنبیہ
 فرمائیے کہ حضرت عبداللہ جناب عباس کے خلیفہ سعید و شید حضرت امیر کی ایسی تعریف
 فرماتیں کہ آیات رحمت کے نزول کا مقصد صلی قرار دین اور آیات مذمت و
 عقاب غم آمیز سے بالکل جدا بیان کرین اور حسب تسلیم سبط ابن جوزی مندرجہ
 کتاب مذکورہ خواص الامۃ جناب امیر کو سید الصادقین بیان کرین چنانچہ آیت افی
 اتقوا اللہ کو نوامع الصادقین کی تشریح میں علامہ موصوٹ نے لکھا ہے قال علماء
 سیر معنا کہ کو نوامع الصادقین علی علیہ السلام و اہلبیت قال ابن عباس علیہ
 السلام سید الصائغین اور ایک موقع پر لکھے پر بزرگوار اس درجہ مذمت کرین کہ ہم
 کفار بد کردار کر دیویں۔ اگر حضرت امیر نے جناب عباس کو کوئی اذیت
 پہنچائی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اُنکے صاحبزادے جو کہ باپ کے سامنے عاقل و بالغ
 ہو چکے تھے اسکو فراموش کر کے حضرت علی کے ملاح و متوقف ہوتے۔ مگر قدرت
 خدا قابل ویدنی ہے کہ رجاء بالغیب ہی حدیث کے فقرات آخری میں بقول حافظ
 نباشد امام مسلم کی ظلم سے نکل گیا ہے ثمر حثنتے انت و هذا و انتا جہیم ام کہ واحد
 یعنی عمر نے کہا کہ اے عباس تم اور یہ یعنی علی المرئضی دونوں میرے پاس آئے درحالیکہ
 باہم متفق تھے اور بات تمہاری ایک تھی سو اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا انکو
 چاہتا ہے کہ کوئی ملال و خروش نہ تھا نہایت افسوس کی بات ہے کہ خلفا کی سجدہ
 باتوں کی صلاح کے لئے ان اپنا پشاپ جو کچھ زبان قلم پر آیا بلا خیال اطراف و جوانب
 آنکھ بند کر کے لکھ دیا یہ نہ سمجھا کہ آخر کسی یا نذر با انصاف کی نظر سے گزرے گا تو پرچھے
 اڑ جائیں گے صلیت یہ ہے کہ یہ فقرہ سازعہ علی و عباس کا اس مصلحت بڑھایا گیا

ہے کہ حضرت امیر کو متعجب لوگوں کی نگاہوں میں بے وقار کیا جاوے اور چونکہ جنابِ لایتِ آبِ
 شہین کو بقول انہیں کے کاؤبِ غیرہ جانتے تھے بنا برآں اگر کوئی شخص بمقتضائے
 درودین اعتراض کرے کہ حضرت علیؑ کو جناب عباس نے سردار ایسا کیوں کہا تو
 اسکو یہ جواب یکراں شک شوی کیا دے کہ اگر علیؑ المرقفی اعلیٰ فیتن کو کاؤبِ غیرہ جانتے
 تھے تو کونسا رکنِ کعبہ بیڑا ہو گیا انہیں حضرت علیؑ کو عباس عم رسول نیک کردار بر
 حلبہ عام میں برا کہتے تھے پس حضرت علیؑ باہن عیونِ باقی اگر کسی مرد صادقِ بار و
 راشد کو جھوٹا خیال کریں تو کب لائقِ اعتنا ہے اگر کسی نے اس جواب کو دور از منہ
 سمجھ کر زیادہ تشریح و توضیح چاہی تو اسکو یہ کہہ ڈال دیا کہ میانِ بزرگانِ دین کے
 معاملہ میں ہمارے عقول کو دخل نہیں اور نہ ہم اسپر امور میں کہ انہی دہول جوتی لپا
 ڈتی یا اختلافاتِ مشاجرات پر نظر کریں سبکو ہر پنج ہی زیبا ہے کہ اسنے سازعات کو
 محمول بقضایا متحذانہ کریں اور اپنی زبان سے کسی بُرے کو بھی بُرا نہ کہیں ظہار الہی
 مولفہ مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جو کہ برائے نام جواب انوار الہیہ مقتضی
 مولانا شیخ احمد صاحب دیوبندی ہے اس کے صفحہ ۱۴ میں سطرء ملاحظہ طلب جمیہ
 نہایت نرم زبان سے ہر قلم نچا کر کے بدوکے برا کہنے سے ہر فراموش
 معلوم مولوی صاحب اس عقیدہ کی پابندی آیتِ وافی ہدایہ یلعنہم اللہ و
 یلعنہم اللہ یعنون کس گروہ سے متعلق فرمائیں گے ہر چند کہ خلافِ مبحثِ عتبہ ہر گز
 مکتبہ یلین اس طرح پر قابلِ اندراج معلوم ہوتا ہے کہ سوائے شیعہ مرتضوی اور جمیع طرق
 اسلام کو مسلمان پر کیا بلکہ کفارِ یام پر بھی لعن کر نہیں کف اللسانی ہے اور شیعہ
 حیدر کرا صفت تبرہ سے ایسے مخصوص کئے گئے ہیں کہ محتاجِ بیان نہیں ہیں قل خیر کو یہ

دیکھنا لازم ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا کاذب ظالم پر خدا نے پاک نے لعن وارد فرمایا ہے اور اسیں کوئی شک نہیں کہ یہ لعن کاذبین ظالمین اہل اسلام سے متعلق ہے اگر تعبیر کفار کیا جاوے تو مسلمان کو جھوٹ بولنے اور ظلم کرینیں پوری آزاد سی پھر تو اعلیٰ شیعہ یعنی جو چاہو سو کرو اہل بدکرت کے حب مقولہ اہلسنت مندرجہ آیات بنیات نہایت ہی صحیح ہو جائیگا حق یہ ہے کہ خطاب لعن سوائے کفار بد انجام پاداش کذب ظلم و کتمان آیات جناب احادیث اہل اسلام سے بھی ایسا ہی تعلق رکھتا ہے کہ ہمیشہ دیگر کاتمان آیات الہی سے حضرات اہل سنت کے امام عظم ابو حنیفہ سے جو درباب لعن مزید پلید استغنا کیا گیا تو انہوں نے غایت فروریان سے سکوت فرمایا شاید امام صاحب نزویک جناب خاں سرا ل عبا آیات خدا میں داخل نہوں اور مزید کو بھی ظالم نہ تجویز فرماتے ہوں ایسے ذمی اقتدار بننے نہ ہر کس سکوت کی یہ انتہا کیا کہ اہلسنت کو ارتکاب لعن میں جبارت و مبادرت نہ رہی شیعہ لو میں مقام ڈیرہ اسماعیل خان نواب سرفراز خاں خٹک کے مکان پر درباب جواز و عین جواز لعن مزید علیٰ سنیہ کا بہت بڑا جلسہ ہوا اور اطراف و جوانب کے علمائے و حفاظ منتخب کر کے بلائے گئے بڑے بڑے ریش دراز عالم قرآن کو حائل کئے ہوئے بعد غیظ و غضب یہ اصرار کرتے تھے کہ بوجہ سکوت ابو حنیفہ مزید کسی طرح سے مستحق لعن نہیں ہو سکتا انجام کار انہیں کئی ڈگری ہوئی اگر شک ہو تو نواب الہ و اوصاف صاحب خلف الصدق نواب سرفراز علی صاحبہا ربیع غلام ڈیرہ اسماعیل خان سے دریافت کر لیا جاوے پس سمجھ لینا چاہئے کہ تمامی فرقہ اسلامیہ میں سو اگر وہ شیعہ کے اور کسی کو ایسی جرأت نہیں کہ کاذب ظالم وغیرہ پر جیسا کہ خدائے اکرم لعنت کرتا ہے کریں اور صفت لاعنوں سے بھی ہی گروہ

مقصود جو کہ لعنت کرنیوالا ہے نہ کہ وہ لوگ جو کہ صامتوں و مساکتوں میں داخل ہیں اور بلاشبہ وہ اہانت ہیں کہ اعدائے دین پر لعن و نفرین کرنے سے بغیر نسخ بجا گتے ہیں پس حضرات اہانت چونکہ برو کو برا کہنے سے اعراض فرماتے ہیں تو لازم آیا کہ کتاب اللہ کے ایک جزو پر عامل بنیں اور جس گروہ کو کسی فعل یا ترک فعل سے ایک جزو قرآن پاک کو متروک العمل جاننا اُسکو میں مرکب لفاظ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا مگر مفردات میں عرض کیا ہوں کہ سیکے کی (ف ص ۱۰) ہونے میں کسی کافر کو بھی شک نہیں چونکہ یہ موقع اس بیان کا نہیں ہے کہ حضرات اہانت نے کس قدر قرآن کو متروک العمل کر دیا انشاء اللہ اس سالہ کے حصہ دوم میں جملہ آیات کہ خلیجہ عمل سے اہانت کو حرمانی ہے بیان کروں گا لیکن اتنا اور بھی ذہن نشین فرمایا جائے گا کہ حضرات اہانت کیلئے اتنا کیوں کیا کہ بالکل سبب باب لعن فرمایا اور تارک حکم قرآنی ہوئے سبیل یک بھاری مطلب کی تخمیر نری منظور تھی یعنی اگر کبھی کسی شخص نے مجھ سے بھی یاد دہانی کا مکافات ستو ادبی بقا بلکہ خاندان رسالت صحابہ معیوب کی نسبت فتح باب جرح کیا تو بھینٹ لانا چونکہ ابائی ظلم و جور میں کسی طرح نہیں پہنچ سکتے یہ سارا انتظام انکی عیب پوشی و بچاؤ کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ خاندان نبوت پر جو شدید تشدد حق تلفی و ہتھکڑ خانہ سوچا وغیرہ واقع ہوئیں دشمنین کی دوران خلافت میں ہوئیں آئندہ جو سلاطین جو مسند اراستہ حکومت ہوتے رہے وہ کچھلی یاد دہشتوں کو ملاحظہ فرما کر عمل کرتے رہے ہیں اس ثبوت میں کہ صحابہ حقیقت قابل اس ہی کے تھے کہ انکے افعال پر اعتراض کیا جاوے مگر مصلحت خاص سبب اب تشیع کیا گیا ہے شاہ ولی اللہ پیر صاحب تحفہ کا ایک قول پیش کرتا ہوں جسکو انکے خلف الصدق نے آیتے میں آیات اللہ و معجزہ من معجزات رسول اللہ

بیان فرمایا ہے ولی اللہ موصوف رسالہ مسمی بمقالہ فیہ فی النصوص والوجہ بین
 اپنے ہم مذہبوں کو باین عنوان ہدایت فرماتے ہیں کہ وقت و دیگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 آنحضرت اعتقاد نیک باید داشت و زبان را بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت
 و دریں مسئلہ دو صنف خطا کردہ اند قومی گمان میکنند کہ ایشان با ہم سنینہ صابو نہ
 و ہرگز مشاجرات میان ایشان نگذشتہ و این ہم صرف است زیرا کہ نقل مستفیض
 شایعست بر مشاجرات ایشان و اخبار اس نقل مستفیض معتوا نہ کرد و قوی
 این چیز با بدیشان منسوب دیدند زبان بہ طعن و لعن کشاوند و در وادیہ ملاک
 افتادند برین فقرہ ریختہ اند کہ اگرچہ صحابہ معصوم نبودند و از بعض عوام ایشان
 یکین کہ چیز با وجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگران مثل آن بوجود آید مورد طعن و جرح گردد
 اما ما موریم کف اللسان از مساوی ایشان و ممنوعیم از سب طعن تعبداً برائے مصلحت
 و آن مصلحت این است کہ اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پنجا مبرر منقطع
 گردد و در انقطاع روایت بر ہم خوردن قلت است انتہی ان چند سطور میں فرماتے ہیں
 پیدا ہوتے۔ آول یہ کہ صحابہ با ہم سنینہ صاف تھے بلکہ بغض و عداوت و کینہ و حسد
 و مشاجرات کہ بدترین عیوب با ہمداگر کہتے تھے چونکہ طائفہ صحابہ کو مجموعاً عادل قرار
 دیکر بفرض کفر شیعہ بغض صحابہ کفر قرار دیدیا گیا ہے پس و حالیکہ صحابہ عظام ایک دوسرے
 سے بغض رکھ کر تشار و تحاصم رکھتے تھے لہذا حسب مذاق سنیہ کل کافر سمجھے جاسکتے
 ہیں کیونکہ اس باب میں یہ آزادی نہیں گئی کہ صحابہ کرام آپس میں نگد و فساد کریں تو باہر
 میں اور معتزض معتبوب۔ و ہم جو لوگ کہ صحابہ کرام کے سینہ صافی اولیٰ نسخہ ارتباط و تہا
 کے مدعی ہیں وہ منکر نقل مستفیض یعنی اخبار عداوت صحابہ ہو کر راہ خطا اختیار

کہتے ہوتے ہیں۔ اس مرض متعدی میں عام جہلاً اہلسنت گرفتار ہیں انا بخلہ عتوقی
 والد ماجد سے بے پردا ہو کر حضور شاہ صاحب بھی بنظر و صحو کہ دہی حق پوشی
 انکی مشاجرات صحابہ فرماتے ہیں سو ہم جو معاملات کہ صحابہؓ سیما ثلثہ سے بمقابلہ
 خاندان رسالت و دیگر صحابہ مکرمات آب مثل اخراج انہ بلد و جبر و قسر و سب و شتم و
 اتلاف مال و مینین و زد و کوٹ و غیرہ وقوع پذیر ہونے اور انکو نقل و تسفیض سے تعبیر کیا
 کیون پیش نظر نہ کیا جاوے صحابہ کے بد عملی پر طعن نہ کرنے کو شاہؒ مآبین تو ہم منع
 فرماتے ہیں کہ اگر بحرم مخاصمت باہمی انکو نشانہ تیر ملامت کیا گیا تو انقطاع خبرین
 استحا سلسلہ حدیث آنحضرت سے ہو جائیگا۔ پس ایسے حضرات کی اجازت معتبر ہو سکتی
 ہیں ممکن کیا بلکہ ضروری ہے کہ نقل روایات و احادیث میں ایسے لوگ اغراض نفسانہ
 کو دخل دیکر خلافت کو بدراہ کریں جیسا کہ انہیں اوراق میں حدیث ثلثہؒ پر کہ جبکہ
 سلسلہ حضرت صدیق سے ہے سخت گیر و دار ہو رہی ہے ایسی گروہ کے اقوال
 کبھی قابل استدلال نہیں ہو سکتے۔ ہمنے ثلثہؒ یا انکی امثال کے ہاتھ سے سونے
 برنج و تعب کوئی ایسا فائدہ نہیں اٹھایا کہ باوجود ایسے ثبوت نقل و تسفیض کے جبکہ
 تصریح میں فائز طوال موجود ہیں تعدنا نہ کریں اور انکو گنہگار خیر امتہ کا مصداق سمجھ
 جاویں حق یہ ہے کہ حضرات اہلسنت ان تمام زیادتیوں کو جو کہ خاندان رسول مقبول
 دست اشقیاء امت سے صادر ہوئیں بخوبی جانتے ہیں اور کتب میں بصراحت
 موجود ہیں مگر بالکل خیال نہیں ہوتا اور نہایت ایماذاری سے سمجھ بوجھ کر چپ
 ہو جاتے ہیں اور اگر کسی نے جتہاتے تو یہ سے مساکت کرنا چاہا تو بالآخر نہایت نا
 انصافی پہنچا جاتی ہے کہ کدوا من کش ہو جاتے ہیں کہ خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں مگر چونکہ

مصدقین نے انہی ریاست و امامت کو تسلیم کر لیا لہذا ہم کو گناہ گشت کلام باقی نہیں رہی
 قتال جملہ دوم صاحبان ایمان و ارباب یقین کی خدمت میں نہایت اوجے دست
 بستہ ملتس ہوں کہ قتال جملہ ذرا پر سرسری طور سے نظر نہ کریں براہ شانِ اسلامی
 بلا غور و خوض امور بدیہی سمجھ کر انصاف فرما ہوں کہ اصحاب صداقت مآب و ہمتی
 رسول مقبول کی حضرات المہنت نے کس خوبی شائستگی سے حالت کذا فی
 بیان فرماتی ہے اور کیسے کیسے الفاظ صاف و روشن سے اُن کے ایمانین
 داع نکایا ہے سوائے المہنت کے اور نہ کب آدمی کہ جس کو حق تعالیٰ اسلام
 آگاہی نہو ایسے واقعات و قضایا نہ ناساتہ کو دیکھ کر ضرور ہے کہ مسلمان
 کو سر اسرے ایمانی سمجھے صحابہ رسول مقبول کو باعتبار زہد و انقاس شخص انصاف
 کہہ سکتا ہے کہ نوع بشر میں ایسے انفاس مبرکہ بے شبہ نادر الوجود ہیں و خصوصاً
 جناب امیر ایمہ اسلام کے طرزِ عمل و رفتار نیک کردار پر باوصفِ عداوتِ اسلام کفار
 ایمان نے بھی آجک کو قی ایراد نہیں کیا مگر حضرات المہنت انکو ایسے افعالِ نذیل
 و کوار قبیح سے غروب فرماتے ہیں کہ جس سے انکا سخت دنیا طلبے ایمان ہونا
 بلا کسی تاثر کے ثابت ہوتا ہے ذرا غور سے دیکھو اور ایمان دار سے انصاف فرم
 کہ جناب عباس حضرت علیؑ نے بشمولِ زبیر و جناب عثمانؓ وغیرہ خدائے پاک کو
 صفاتِ مخصوصہ یاد کر کے حدیثِ لا نورث کا زبانِ فیض تر جان سید المرسلین
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سماعت فرما مارو بہرہ حضرت عمرؓ کلف بیان فرمایا ہے
 اور اموالِ نبیؐ فیض و افاضہ اللہ کے مقاماتِ معارف کو بعد رسول اللہ تسلیم و
 تصدیق کیا اور بایں علم و آگاہی حبِ شہادتِ خلیفہ خلافت حضرت ابو بکرؓ بخلاف

اپنی شہادت کے یقین استحقاق خود باجیہ کہ حدیث باب النزع میں تصریح موجود ہے دعوے وراثت کیا اور جبکہ خلیفہ اول نے بموجب حدیث کہ جسکی صداقت و صحت کے وعویداران شاہد تھے مقدمہ وراثت میں فیصلہ صادر کیا تو انکو جھوٹا اور بی ایمان و دغا باز جانا اور بعد وفات ابوبکر بعد خلافت عمر مجہد اب طریق صو کہ دیا حکام اسی نوع اور مصیبت سے مقدمہ ارث دائر کیا اور جبکہ خلیفہ عمر نے اپنے متخلف یعنی ابوبکر کی سنت عدم سماعت مقدمہ کو زیر عمل قرار دے کر دعویٰ کو بحیثیت اول جوع ہونی سے نمبر پر نہ چڑھایا اور باستدلال تجویز اول خارج کیا تو حضرت امیر و جناب عباس نے ایسے فاروق حق و باطل کو بھی مثل ابوبکر کا ذب خائن و غیرہ جانا حضرت امیر و جناب عباس عمر نے وقوع کذب و غیرہ بطور اخبار بیان فرمایا ہے صورت حال یا کسی مثال سے دریافت کیا ہو گا کہ عباس علی ابوبکر و ذات خود ش کو جھوٹا یقین کئے ہوئے ہیں بہر حال حضرت عمر کا انصاف قابلِ داد ہے کہ انہوں نے حضرت امیر کے مافی الضمیر و عند خلیفہ کو سر حلبہ بیان فرما کر شیعیان مرتضوی کے لئے گنجائش کلام وسیع تر پیدا کر دی ہم نہایت شکر گزاری کے ساتھ انکو اسی ہدیکہ لائق سمجھتے ہیں جسکی قابلیت انہوں نے خلافت چند روزہ میں بمقتضا ادب کینشی خاندان نبوت کے عذر و احترام اور انکے حفظ حقوق میں حاصل فرمائی غالباً بعض حضرات جبکو محض دین آبادی پسند ہے اور غوامض ملت احمدی پر نظر نہیں وہ حضرت عمر کو نہایت زہراؤد نگاہ ہوں دیکھ کر ضرور یہ کہتے ہوں گے کہ خلیفہ کی طول قامت راست بیانی نے ہمارے تمام انتظام کو درجہ بریم کر دیا حضرت امیر جہت اسکا خصم و انام محبت شرعی پر خلیفہ کے وقت میں اپنے حقوق کا اعلان فرماتے رہے ہیں چنانچہ منہاجد بن حنبل

میں بھی کہ اعتبار و وثوق میں ہمایہ کتب شہ ہے خلیفہ عثمان کے وقت میں حضرت
 علیؑ کا دعویٰ رہنا لگتا ہے اور جناب عثمان کا اتباع سنتِ شیعین کہ جسکے عامل ہو
 گئے تھے حبیب یائے عبدالرحمن مجلس شوریٰ میں ماوگی ظاہر فرمائی تھی مقدمہ امت
 کا سماعت نہ فرمانا مبع ہے حقدار کو واجب ہے کہ سلطانِ وقت پر اپنے حقوقِ جاہلہ
 کا اعلان کر کے خواستگار ہے دنیا نہ دنیا باختیار حاکم ہے جناب امیر کے وقت میں
 ثنائیہ مادہ رسد آئے حکومت تھے انہیں سے حضرت علیؑ نے حق طلبی فرما کر حجت
 شرعی تمام کی مگر ہر محکمہ میں ایسے صادق الدیان مدعی کا دعویٰ برابر دوسرے ہی ہوتا
 رہا جناب عثمان چونکہ حسب عقیدہ متنبہ و نشان کاں حیا اور ایمان میں لہذا
 مناسب موقع معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات بھی اس حدیث الانور میں ظاہر کرتے
 جاتیں کہ کیسی صفائی کے ساتھ ہیں انکا نمبر سب سے بڑا ہوا کیونکہ جناب عثمان بھی
 روئے حضرت عمرؓ بشمول چند صحابہ حدیث الانور کا بمعہ یہاں جناب سواں مقبول
 کی زبان مبارک سے سماعت فرمانا بحلف ظاہر کیا ہے اور بروایت بخاری جناب ابن
 عفان نے ازواجِ طاہرہ کی جانب سے بخلاف رائے عائشہ صدیقہ خلیفہ اول کے
 زمانہ میں حصہ شتمی کا دعویٰ و کاتنا دائر کیا۔ کتاب المغازی میں ہے کہ ایک حصہ بخاری
 ہے حدیث بنی النطیر کے آخر میں یہ عبارت بحوالہ زہری مندرج ہے۔ فحدث هذا
 الحديث عروة بن زبير فقال صدق مالك بن اوس اناسمعت عائشة زوج
 النبي تقول ارسل اواهم النبي عثمان الى ابا بكر لساله قمنهن مما فاء الله على رسول
 فكنت انا اردهن فقلت لهن الا تيقن الله الم تعلمن ان النبي صلى الله عليه
 وسلم كان يقول لا نورث ما تركناه صدقته يريد هذا الك

نفسہ انما یا کل ال محمد فی ہذا المال الی اخرہ حاصل اس روایت کا یہ ہے کہ سوائے بی بی عائشہ صدیقہ کے اور کوئی ازواج نبی سے ہنٹ پر طلاق نہ رکھتی تھی کہ نبی صلعم کے ترکہ میں جرائے احکام وراثت ممنوع ہے۔ کیونکہ باوصف مالقت عائشہ دیگر ازواج محترمہ نے خلیفہ عثمان صاحب کے وکیل کر کے دربار میں بھیج دی یا یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ رسول اکرم نے اقہات المؤمنین سے اس نبی وضع کے حکم کو کیوں پوشیدہ کیا چونکہ آپ کے ذمہ تبلیغ احکام الہی نہایت ضروری تھے اور حکم واذر عشیرہ تک الا قربین انداز و تنبیہ قابلِ عشا تر پر واجب یعنی پس لازم تھا کہ دیگر ازواج طاہرہ کو تنبیہ فرمادیتے کہ ہمارے متروکات میں عام حکم خدا کی پابندی نہوگی یہ کیا سے کہ بی بی عائشہ سے کہہ دیا اور دیگر ازواج کھٹان کیا شاید حضرت یہ سمجھے ہوں کہ انجام کار عائشہ صدیقہ مجتہدہ ہو کر سپہ لاری کریں گی لہذا انہیں سے کہہ دینا چاہئے کہ انہی داب مجتہدانہ و کامردانہ سے ضرور کہہ دیں کہ دیگر ازواج کو جو رات رجوع و دعوتی وراثت نہوگی مولوی محمد قاسم حنا مانو تو پانی مدرسہ دیوبند کی قلم سے کتاب ہدیۃ الشیعہ میں جبکہ اکثر مضامین تحفہ شاہ صاحب ماخوذ کئے گئے ہیں۔ ایک سچا فقرہ بیاختہ نکلیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جو جناب سیدہ محبت عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء مذکورہ سے روک دی گئیں۔ تب گھر گھر غل بڑ گیا وہ جناب مولوی حنا کتنی سچی بات لکھی ہے چونکہ آپ نبیا کو مجال خود چھوڑ کر رہ گئے عالم تھا ہو گئے۔ لہذا ہم آپ کی صاف بیانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کے لئے حاکم حقیقی سے مستدعی ہیں کہ جناب اس صلہ میں بروز قیامت اپنے خلیفہ برحق و امام الصدق امیر معاویہ کے ساتھ محشور ہوں ورمع خذک اگر فی الواقع محبت

مستقیم حق ہے تو الین اول کو جبکہ فیصلہ کی مائید و تشیہ میں آپ نے وہ کار نمایاں کیا کہ
 حسب قداوائے علمائے سنیہ ثبوت ظہر حقہ الاشعر یہ جواب ہدیتہ الشیعہ کا فر محض قرار
 ملے گئے جو ثواب و جزا ملی نہیں آپکا جو کہ موید و مشید انفعال خلفائیں و فاحصہ قرار
 دیا جاوے انشاء اللہ جل جلالہ و صلح فہال خلفاء و تخلیہ جناب سیدہ جس کے ثبوت
 میں تمام بحث فکر مندرجہ ہدیتہ الشیعہ موجود ہے آپکو وہ ثواب عظیم ملے گا کہ روح
 مقدس ابدالاً بآ و محفوظ و متلد و رہے گی متوقع رہے روز جزا غنیمت آئیو اللہ
 جناب مدد روح کا یہ فقر کہ بغور انقطاع تقدیرہ فکر گھر گھر غل پڑ گیا صاف دلالت کرتا
 کہ قبل از فیصلہ فکر اہل دینہ اس امر سے مطلع نہ تھے کہ انبیکہ وراثت انکی متروکات
 بحکم قرآن محروم کئے گئے ہیں در نہ ہر گھر میں دفعتاً شور و غل برپا ہو جانا کیا معنی کتا
 ہے جنی وغیرہ عادی بات ہدیتہ قابل چہا ہو ا کرتی ہے شاید اس غوغائے عام کا اثر
 بنی صاحب گھر تک پہنچا ہو ورنہ ممکن نہ تھا کہ ازواج طاہرہ کو نزع ممنوع السما
 پر گنجائش رجوع دعوی ملتی در حالیکہ منع عائشہ محبوبہ و صحیحہ رسول خدا بھی سنگدہ
 ہو چکا تھا یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اقہات المؤمنین نے بیان عائشہ کو محمول باغراض
 نفسانہ کے صحیح طور پر باور نہ فرمایا اور محض بغرض تمام محبت شرعی دعوی پیش کر دیا
 اچانکہ مجھ کو ایک نہایت باریک مضمون لکھ کر ارباب نکتہ رس و دقیقہ سنچ سے داؤ لپی
 منظور ہے اور وہ یہ ہے کہ بہ تفریح صاحب ہدیتہ الشیعہ فکر پر فیصلہ صادر
 ہونے کے وقت تک سوائے ابو بکر کے اور جملہ صحابی آیہ یوسیکم اللہ کے اسرار
 و غوامض بلکہ معنی ظاہری سے بالکل بیخبر اور جاہل محض تھے۔ کیونکہ مولوی
 صاحب مدد روح بتایا ہے فاضل دہلوی رقمطراز ہیں کہ نفس پاک نبی معلوم آیت

یو صیکم اللہ سے مستثنیٰ ہے باین معنی کہ اس موقع پر خدا مثل کلکٹر اور ریسولنڈ
 بمنزل سرشتہ دار و نیکیا میں پس بروقت حکم سنائیے جب سرشتہ دار یہ کہتا ہے کہ
 صاحب ملکویہ حکم دیتے ہیں تو اسوقت یہی مفہوم ہوتا ہے کہ سرشتہ دار محض
 حاکم کے حکم کا سنائیوا ہے اس حکم کا نفع و ضرر سرشتہ دار کے ذات سے متعلق
 نہیں ہوتا ایسے ہی یو صیکم اللہ میں بنی صاحب خدا کی جانب سے امت کے سناتے ہیں
 کہ خدا تمکو ایسی ہدایت کرتا ہے جناب محمد صلعم بالکل اسکے اثر سے بچے ہوئے ہیں پس
 نتیجہ یہ ہوگا کہ جو وقت تک صدور فیصلہ مذکور سے گھر گھر غل نہ پڑتا تب تک صحابہ
 محمد صلعم آیہ موصوفہ کو یہی سمجھ کر ملاوت کرتے رہے کہ ہمیں کوئی استثنا نہیں ہے کاش
 اسکے حکم کی خصوصیت سے واقف ہوتے تو امر معلوم پیگھر گھر کیوں غل پڑ جاتا جبکہ
 سیدہ ایشہ پدیری سے ممنوع کی گئیں تب مدینہ کے ہر گھر اور علی الخصوص حاذقان
 قرآن میں ایک اسخت تھلکہ پڑ گیا پس یہ بات نہایت آسانی کے ساتھ ثابت ہو گئی
 کہ جب تصریح الہدیت صحابہ رسالت اب نہایت بے تمیز تھے کہ آیات قرآن کے عموم
 و خصوص میں امتیاز نہ کر سکتے تھے اور یہ عقدہ مالا نیحل تیرہویں صدی عیسائی
 کے تیجیات باللہ سے حل ہوا افسوس کہ شاہ صاحب اور اسنے ایدہ و ولت کے ذلہ
 محمد قاسم نے ایسے لوگوں کی سمجھ بوجھ نہ ہرمانہ رسول مقبول بلکہ آنحضرت سے
 مطالب قرآن سیکھے ہوئے تھے تخطیہ کیا اور ہم گروہ ماجیہ شیعہ امامیہ اثنا عشریہ
 معنی یو صیکم اللہ مثل شخاص قریب العہد عام سمجھ کر ان بزرگواران کے فہم کے تصویب
 کرتے ہیں شکر خدا کہ ہم تابع آل اطہار و صحابہ خیار میں پس بخوبی ثابت ہو گیا کہ سچا
 جملہ صحابہ آیہ یو صیکم اللہ کو یہی سمجھتے رہے کہ بنی و غیر بنی سب کے لئے شامل ہے اور

آنحضرت نے سوائے ابو بکر کے اور کسی کو اس کے حقیقی معنی نہ سمجھائے تو عجیب کہ ایک
 حبشی شخص کو جبکہ وراثت بنوی سے کوئی تعلق نہ تھا آنحضرت نے آیت کے معنی
 سمجھائے اور جن بزرگواران کے کہ وراثت سے بیش از بیش تعلقات انکو نہ سمجھایا
 اور نہ وراثت پر مدعی ہونے سے روکا اور اگر منع فرما دیا تھا تو یہ اور غضب کہ
 وراثت نے اپنی موثر کی واجب التعمیل حکم سے بخلاف کر کے مال مسلمین کا غنا صوبنا تجویز کیا
 اب پھر عثمان شہب کلام مبیدان وار و گیر عثمان نطق کرتا ہوں در حالیکہ وراثت
 منع وراثت رسول صلعم سے عثمان بن عفان حب مفا و حدیث مندرجہ سلم سن
 تھے تو ازواج لاعلم و متغافلہ نامشروع سے کس لئے نہ روکا اور اپنی ذات ستودہ
 صفات کو آلائش رسالت ناجائز سے کیوں نہ بچایا مجھ کو انتہا درجہ کی پیدگی و
 سرگزشت لاحق ہو رہی اور سخت متوحش و حیران ہوں کہ صحابہ رسول مقبول خصوصاً گو
 حدیث لا نورث کس طبیعت کے آدمی تھے اور در باب کتاب حکام دنیا انکا کیا خیال تھا
 حسب اندراج صحیحین بلا کسی توجیہ یا دلیل تعلیل کے ثابت ہوتا ہے کہ اگر در باب فدا فیصلہ
 جناب ابوبکر جائز طور پر صادر ہوا تو بیشک حسب تصریح مشدین ملت سنہ عنی نجاری سلم
 و دیگر علما متاخرین مثل شاہ صاحب محمد قاسم نانوتوی وغیرہ یہ لوگ سخت بے ایمان دنیا
 طلب تھے کیونکہ معائنہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کبھی ان حضرات نے رسول پاک سے
 حدیث لا نورث کا سننا بیان کیا اور جب موقع دیکھا خلاف برعکس اپنی گواہی کے
 دعویٰ کر دیا اور جبکہ بموجب اسی حدیث رشیدہ و مسلمہ گواہان کے حکام نے فیصلہ
 چھوڑا تب بجائے اسکے کہ اپنے عمل مخالف سے نادوم و پشیمان ہو کر سرور گریبان ہو
 انکو جھوٹا اور غبار مجناخ حضرت امیر و جناب عباس علی تو ذاتی فائدہ بھی تھا بقدر

نفسانیت جلب منفعت جو کرتے تھوڑا تھا مگر قشمان صاحب نے تو پرانے لشکروں
 کے لئے وہ کام کیا کہ جسکو بڑی ناک والے خوب جانتے ہیں حضرت تو از حبلہ و اقطان
 حدیث تھے انکو واجب تھا کہ اُتھان المؤمنین سے کہہ دیتے کہ آپ کیسا دعویٰ جمع
 کرنا چاہتے ہیں میرے مواجم میں رسول پاک نے موجودگی چند صحابہ جلیل الشان اپنے
 متر و کات پر نغی وراثت فرماتی ہے نہ اُن یہ چاہے پردہ نشینوں کو ناجائز و دعویٰ
 روکا اور نہ آپ کے وکالت پر خواتم سے دامن کش ہو انگریزی عملداری میں
 ایسی شیخ شیخ کی کارروائی و دھوکہ بازی بے ایمانی سے فوراً مقدمہ قائم ہو کر مجرم
 جہنم و اہل جہنم جاتا ہے مگر آفرین ہے حضرت صدیق کی چشم پوشی فرو گذاشت پر کہ
 ایسے شخص کو بالزام دھوکہ دہی دورہ سپرد فرمایا مگر چونکہ جناب ابو بکر کی یہ فرو گذاشت
 ایک بڑی مفسدہ کا سبب بنی۔ لہذا بجائے آفرین کے مترادف کچھ اور کہنا چاہئے
 کیونکہ بقول سعدی ۛ نکوئی بابدان کردن چنان است ۛ کہ بدکردن سجا نیک
 مردان ۛ اگر خلافت مآب انکو اس جرم نمایان سے رہائی نہ دیتے تو انکو ہرگز نہ
 جرات نہوتی کہ اپنے عہد و ولت میں بحروقی جملہ مسلمین تنہا مردان بے ایمان کی
 جاگیر میں بچوش صلہ رحمی کُتبہ پروری فکد غیرہ کو دیدیتے کیونکہ حسب اعتقادات
 اس قسم کی رعایت و دہشت افشانی سے رُحاً بینیم کی صفت سے مخصوص سمجھے گئے
 ہیں پس یہ کیا شان سلطانی ہے کہ جس چیز کے نہ ملنے سے سیدہ نے ربغیدہ و غرضب
 ہو کر ابو بکر سے مہاجرت کی اور تادمات العمر کہ زاید از شش ماہ نہیں ہے کبھی گفتگو
 نہیں کی ۛ کہو ایسے شخص کی جاگیر میں عنایت فرمایا جائے کہ جسکا بے ایمان و مطرود
 ہونا کسی کے نزدیک بھی مشتبہ نہیں ہے سبحان اللہ کیا معقول شخص تھے

حدیث لا نورث کے گواہ ہو کر عام مسلمین کے حقوق کو ایک ماندہ دنگاہ کے حوالہ
 کرو یا چنانچہ مدت تہادی تک مروان اور اُسکی اولاد یا کیا بن سلسلہ خدک پر قابض
 و خیل ہے بعد الغریز عباسی کے وقت میں رتو خدک بدست ساداتِ عمل میں آیا ہے و آیا
 کتبِ یل میں اقہ کی تصدیق میں ملاحظہ طلب ہیں۔ فتح الباری شرح بخاری مطبوعہ
 علی تارخی منیل شرح مصابیح و مرقاۃ و غیرہ بخوفِ تلویل ہا برکت تندرہ صدر
 بالتمام نقل نہیں کیگین محض مضمون فتح الباری پر اکتفا کیا گیا بشرطِ مطابقت و
 جملہ حوالہ درست سمجھیں اگر خلاف پائیں حقیر سے دست پیچہ ہوں اُسکے جوابدہی
 بندہ نحیف ہے فتح الباری کے باب فرض الخنس میں در باب خدک بہت طولانی
 عبارت ہے محض ایک فقرہ مثبتِ عطائی خدک مروان از جانب عثمان ہدیہ مدت
 ہے قال الخطابی انما قطع عثمان فلان مروان عبارات کتبِ محولہ و مضمون فتح الباری کتب
 ایامنداری ملاحظہ ہو شیعین کرام اپنی زمانِ حکومت میں اولاد رسول کو بدلیل لا
 نورث خدک سے محروم فرمائیں اور خباب عثمان اپنی عہدِ دولت میں حالانکہ بگوشِ خود
 خدک کا صدقہ ہونا رسول اکرم سے سُن چکے تھے تنہا مروان نے ایمان لکھ چکے
 قضائے مستغنی عن البیان ہیں سفید فرمائیں ناظرین تحریر نہ اگو یہ بھی خیال فرمنا
 ضرور ہے کہ جو وقت خباب سیدہ نے بعد رد و دعویٰ سہ جکا استردادِ خلافت مانجے جو
 عدم مقابلتِ غیر تکمیل نصابِ شہادت کیا تھا بغرض افحام و سہکات ابو بکر و اتمام
 حجت شرعی خدک کے متبعہ غیہ و مملو کہ رسول خدا قرار دیکر وراثت دعویٰ پیش کیا اور دنیا
 وراثتِ نبیانتِ محاجہ ہوا واقفانِ مقصد نسرزلِ رموز و ان قرآن و اسخون فی العلم
 عنی بلایتِ ظاہرین جو کہ بہ تعلیم نبوی ہر ایک یہ قرآنی کے معنی و مطالبے کما ہی آگاہی

رکھتے تھے اور صحابہ عظام عند الوقوع تنازعات کئے ارشاد کو بلا ترین اتوال جانکر واجب التیلم سمجھتے تھے ایک سمت اور جناب ابو بکر جنکو زبر وستی پکڑ کر لوگوں میں منہ خلافت پر بٹھایا تھا اور وہ اکثر اور بعثتہ اپنی قابلیت کی معترف رہتے تھے جیسا کہ اقا لہ بیعت سے ظاہر ہے اور علمیت کی یہ حالت تھی کہ کلامہ تک کہ منہ بجانتے تھے مع رفقا سفیفہ کہ جن میں اول درجہ پر حضرت عمرؓ تھے ایک طرف معدن علم و حکمت و محل نزول وحی ملائکہ جو کہ علم الناس تھے اور آنحضرتؐ نے اخذ احکام دینیہ اُن سے متعلق فرمایا تھا یہ محبت کرتے تھے کہ انبیاء کا ورثہ حکم قرآن ضرور ہے اور ورثائے انبیاء سابقین برابر ورثہ پاتے رہے ہیں یہ تو صمیم الشد عام ہے مگر بڑا پُر آشوب تھا کسی نے نہ سنا اور سیدہ کو قطعاً کئے باپ کے ترکہ سے محروم قرار دیدیا تفصیل اس قصہ کی دوسرے حصہ میں بوجہ اتم کی گئی ہے ابتدائی زمانہ آدم علیہ السلام سے آج تک کسی کی اولاد پر ایسا جبر و ظلم نہیں ہوا کہ متر و کات پدری سے روکی گئی ہو اس نہی بات کی نظیر میں سوائے جناب سیدہ محترمہ کے اور کسی کو نہیں پیش کیا جاسکتا۔ چونکہ اس موقع پر سیر انشا گوایاں حدیث کی حالت ظاہر کرنے کا ہے بنا برآل و نیزہ گوش مبارک کرتا ہوں کہ جب فکر کا مقدمہ پیش ہوا اسوقت جملہ صاحبان مندرجہ حدیث مدینہ طیبہ میں تشریف رکھتے تھے اور وہ عمدہ موقع بار شہادت سے سبکدوش ہو نیچا تھا مگر کسی سویر و محدث نے اپنی ایفہ و تصانیف میں بغرض تکمیل مثل ایک گواہ کا بیان بھی لیا جانا اتنا تک ظاہر نہیں کیا بلکہ خلافت اسکے حضرت علیؓ کا بطرفداری جناب سیدہ قرآن پاک سے جہت اثبات وراثت مستدل ہونا ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ پانچ خط سیدہ کیسے حضرت امیرؓ کا احتجاج فرمانا

انکی منفعت ذاتی پر محمول تھا لہذا انکی استدلال پر کب عمل فرما ہو سکتے تھے جان جب
کوئی مسئلہ لاصل مسیحیہ پیش ہوتا تھا کہ جسکے نہ سلجھنے پر نفس خلافت میں لگے تو حضرت
علیؑ کو وارث علم نبی اور قضیٰ ترین امت احمدی سمجھ کر حل مسائل محکمہ میں تہد کیا جاتا
تھا سبکچہ بھلا کون موقع تھا کہ انکے جہاں کو تسلیم کیا جاتا مال کا خلیفہ صاحب نے
بلا تینہ و شہود محض استلوع ذاتی پر کار فرما کر مقدمہ کو زیر تجویز سے خارج فرمایا اور
حضرت امیر نے جو در باب جریان وراثت تبرک انبیا علیہ السلام استدلال کیا اسکو محمول
باغراض نفسانیہ و ذاتیہ کر کے نمانا قبل اس بیان کے کہ ابوبکر کا حدیث منع وراثت
کو زبان رسول اکرم سے بذات خود منکر عمل فرما ہونا کیا اقتدار و اعتبار کرتا
ہے مجھ کو اس بات کا عرض کرنا ضروری معلوم ہوا کہ یہ ثبوت وراثت انبیا خالیہ امیر
کا احتجاج ابوبکر کو کہاں تک پابند کر سکتا تھا اس بات کے ثابت کرنے میں کہ حضرت
علیؑ کے استدلال پر ابوبکر کو عمل کرنا از حبلہ واجبات تھا مدایج النبوة سے کہ مقتضی
کتب تنقیہ ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے جبکہ رسول مقبول نے
زمانہ ابتدائی میں جہت تعلیم قلمقین احکام شریعت حضرت امیر کو ملک مین کی طرف
روانہ فرمایا تو یہ اتہام کیا کہ عامہ مبارک انکے سر پر باندھا اور اپنے ناقہ خاص کو
سوار کیا اور برسم تو دیر چند گام مشایعت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ تیرا
فرستادم و بر مفارقت تو دیرغ میخورم بعد ازاں آنحضرت صلعم دست مبارک بر سینہ
علیؑ کر ماسدہ و نہاد و گفت اللہم ثبت لسانہ و اید قلبہ لا جرم و علم قضا تیر
رسید کہ زبان معجز بیان رسول اللہ باین منقبت ناطق گشت کہ اقصا کہ علیؑ و امین
غیلم ست صاحب مدایج کی یہ عبارت کہ اے علیؑ بر مفارقت تو دیرغ میخورم صا

طور پر دلالت کرتی ہے کہ ختمی باب کو حضرت امیر کی جدائی سے سخت افسوس تھا
 یقین ہے کہ اگر اہل اسلام سے کوئی دوسرا شخص قابلیت تعلیم و تلقین احکام شریعت
 رکھتا تو ضرور ہے کہ آنحضرت مغارت امیر المؤمنین کو روانہ فرماتا اور کیونکر ایسا ہوتا
 تبلیغ احکام شریعت امور عظام سے ہے سو آگنی یا نصیبی کے کون تکفل ایسے
 امر سرگرا ہو سکتا تھا سورۃ برات کہ جبکی تبلیغ سے حکم آسمانی غل ابو بکر مولا
 زبان زرد اطفال اہل اسلام ہے۔ رسالہ ہذا کے حصہ دوم میں مضمون سورۃ برات
 کو عجیبان سے عرض کیا گیا ہے انشاء اللہ ناظرین اسکو دیکھ کر اس پر تعجبی ہوئے۔ خلاصہ
 کلام جیوت کہ حب مفاد و مباحث بنوت رسول کریم نے جناب امیر کو قضا ترین مت کہا
 ہو گا ضرور ہے کہ حضرت ابو بکر نے بھی چونکہ مصاحب خاص تھے سنا ہو گا مگر افسوس کہ ایسے
 صحابی جلیل القدر نے تکذیب ارشاد نبوی کر کے اجتہاد و تفسوی مضمون عن الشواہد
 خطا و غلطی سمجھا بلکہ بحث وراثت میں جناب امیر کو حضرت صدیق نے پیچ بامر باطل
 سمجھ کر اپنی تنہا راستے پر عمل کر کے مقدمہ ارث کو غارت کر دیا ہر حال اس معاملہ میں ابو بکر
 کا حدیث لا نورث منکر حکم دینا صحیح ہو گا یا حضرت امیر کا استدلال اس واقعہ کو ہم ارباب
 ایمان کے روبرو پیش کر کے طالب حکم میں منجملہ دو صحابہ کے جس کے تصویب و تائید کر دیوں
 مگر اتنا اور ملحوظ خاطر ہے کہ اگر جناب ابو بکر کے افعال کی اصلاح میں کوشش کی جائے
 گی تو فوراً دو معصوم کی تکذیب لازم آجائے گی کیونکہ حضرت امیر کے ساتھ علت
 غائی ممکنات بھی ہیں اس لئے کہ رسالت آپ نے بحق حضرت امیر لفظ افضا کم
 ارشاد فرمایا پس تعجب کی بات کہ قاضی ترین امت احمدی ایسے مسلم پر بحث کرے
 جو کہ اسر مغلاف قرآن ہو چونکہ جب تفسیر صحیح کتاب مسلم حدیث لا نورث کے وقوع پر چند

صحابیوں نے بعد عمر ابن خطاب گواہی دی اور ابو بکر کی روایت ذرا بکثافتی تھی
 اور خلیفہ صاحب نے اپنے علم ذاتی پر عمل کر کے انفصال مقدمہ فرمایا اور علمائے
 اعلام ستینہ نے جملے نام نامی ذیل میں لکھے جلتے ہیں تجویز مقدمہ رث میں ابو بکر
 تفسر و کو مستند سمجھا کہ انفصال مقدمات میں استناد بجز احاد و کیا ہے لہذا بادی النظر
 جو کہ اس کی روایتی پر حرج وارد ہوتی ہے اسکو میان کیا جاتا ہے پہلے مجھے نام میں لکھے
 جنہوں نے ابو بکر کے فیصلہ کی تصویب بوجہ تفسیر کی ہے سیوطی ص ۱۸۱ تاریخ الخلفاء
 علامہ عضد الدین صاحب مواقف در شرح مختصر الاصول کشف الابراہیم شرح
 اصل بزودی تصنیف عبدالعزیز بن احمد محمد البخاری ابن حجر و صواعق محرقہ فخر رازی
 ذکر کتاب المصنوع بنغام اثبات عمل بجز واحد غالی در مخول مولوی نظام الدین پدر
 عبدالعلی در صبح صادق ابن ابی الحدید و محضری در شرح پنج البلاغہ جلد کتب متذکرہ
 صد کے عبارات کا نتیجہ یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جواز جانب عمر و ابو بکر و بابا سکات
 انصاری حدیث الامۃ من قریش پیش ہوئے وہ از جملہ احاد اور سیدہ کے محروم کرنیکی ضرورت
 سے جو سخن معاشر الانبیاء حالت آب کی جانب منسوب کیا گیا وہ بھی ایسا ہی کہ سوا کے
 ابو بکر کو بی دو سر راوی نہیں ان دونوں باتوں کے راوی صدق الصاقین جناب ابو بکر
 صاحب ہیں اور کل علماء موصوف نے انکی روایت کو با وصف احد ہر دو واجب التسلیم
 ہے مگر ابن ابی الحدید نے تعجب ہر کیا ہے کہ روایت وراثت کاتنے گواہ اور موقع ضرورت
 پر پذیر ہن یہ کیا معنی مگر قدرت خدا قابل دیدنی ہے اس جماعت کیشروع غیر نظر
 کرنا چاہئے کہ کیسے کیسے معتاد آدمی خبر واحد کو جائز جانکر انفصال مقدمات میں کیا
 آئندہ فتوے جوازی تھے ہیں اور محمد اسماعیل بخاری جو کہ سائین بن یمنہ سے ہے وہ اس

قطعی مخالف ہیں۔ لکھتے ہیں کہ حسب مقولہ اہل حجاز حاکم پر حرام اپنی ذاتی علم پر کسی
 مقدمہ میں حکم کرنا تا وقتیکہ علی رؤس الاشہار گواہان سے باضابطہ اظہار حلفی نہ لیا جائے
 عبارت بخاری یہ ہے قال القاسم لا ینبغی للحاکم ان یقضے بعلمہ دون علم غیرہ
 ما ان علم اکثر من شہادۃ غیرہ ولا کن فیہ تعرض لتہمتہ نفسہ غیر
 المسلمین واعیفاء لهم فی الظنون وقد کبرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظن الاخر
 قاسم بیان کرتا ہے کہ حاکم کو اس جہت سے اپنی ذاتی علم پر مقدمات میں انفصال کرنا
 ممتنع کیا گیا ہے کہ اہل اسلام بدگمان ہو کر حاکم کے متہم کرنے کے سبب پیدا کر سکتے ہیں
 پس لازم ہے کہ کسی مقدمہ میں حکام ذوی الاحترام اپنے علم کو جو اس مقدمہ کی نسبت
 انکو حاصل ہو چکا ہو دخل دیوین بلکہ شہادت صحیحہ پر ڈالیں اگرچہ انکا علم یہ نسبت
 لوگوں کے شہادت کے زیادہ ہو اور امام بخاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ فقہائے اہل عراق
 مثل ابو حنیفہ وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ حاکم کو اپنی ذاتی علم پر بھی تصفیہ نزاعات
 میں عمل کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ علم بوقت پیشی مقدمہ پیدا ہوا ہو و قتائع
 پیشین اولین پر عمل فرما ہونا جائز محض ہے سو محمد اسلہ معاملہ فکر میں خلیفہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو کوئی حد یہ خیال بوقت رد بکارتی مقدمہ نہ ہوا تھا کہ جس سے انکے ذاتی علم کی حلت
 ثابت ہو جاوے بلکہ عدم وراثت انبیاء کا علم انکو بزائد حیات ختمی مآب بقول
 خود شان حاصل ہو چکا تھا عبارت بخاری مع شرح فتح الباری یہ ہے قال بعض
 اہل العراق ما سمعوا و رد فی المجلس لقضاء قضایہ وما کان فی غیرہ لہ نقیض
 الا بشاہدن اور شرح بخاری نے یہ قول ابو حنیفہ کا ظاہر کیا ہے واضح ہو کہ دو
 باتیں اس باب میں بیان کی گئی ہیں اول یہ کہ روایت حدیث لا نورث کہ مجرود

بیان کرنے سے علمائے ستینہ نے ابوبکر کے تفرود کی توثیق کر کے جائز و واجب التعمیل سمجھا ہے دوسرے یہ کہ بروایت بخاری فقہائے حجاز و عراق نے اپنی ذاتی علم پر کارروائی کرنے سے حاکم کو مجرم بلکہ مرتکب حرام قرار دیا، تیسری بات اور سنئے کہ مولوی عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب ۹ میں بذیل مطاعن ابوبکر طعن دو از وہم ایک موقع پر بیان عبات رقمطراز ہیں چون ابوبکر ابن خبر را خوشنیده بود حاجت نفیس بدیگرے نداشت سو وقت خلیفہ صاحب کی مع محب کشا کشی میں ہے ایک گروہ برخلا دوسرا بر صواب پاتا ہے نہ معلوم کسکو ڈگری ملتی ہے مگر ہم بفرست یہ کہہ سکتے ہیں امام بخاری ابو حنیفہ کی تکذیب میں برہمی لت ستینہ متصور ہے اسکو گوارا نہ کریں گے اور شاہ صاحب ہندوستان کا ایک لا آدمی سمجھ کر بے شبہ جھوٹا قرار دیرہ گے بخاری کے مطالبے سکھو یہ نتیجہ بخاک خلیفہ صاحب کا مرتکب بفعل حرام ہونا نہایت آسانی کے ساتھ بلا تکلف ثابت ہو گیا شاہ صفحہ ۱۱۰ جو تحفہ میں حضرت صدیقی کے لئے در باب انفصال مقدمہ فداک شکل عدیدہ بیان کئے ہیں منجملہ کئے یہ بھی عذر کیا ہے کہ اگر ابوبکر فاطمہ علیہا السلام کو فدا کر دیتے تو انکو سخت مشکل پیش آتی اور برائے آئندہ نظام انفصال مقدمات بگڑ جاتا اور قاضیوں کو نہایت آزادی ہوجاتی کیونکہ اگر یہ کہہ گئے کہ خلیفہ نے اپنے بنی کی بیٹی کی عایت کی اور عام سلین کے حق کو باس خاطر جناب سیدہ رعایتاً ان سے مخصوص کر دیا پس یہ فیصلہ قضات کے لئے ازمنہ آئندہ میں دستاویز ہو کر باعث عایت احد المتخاصین ہو جاتا اسلئے انہوں نے اسوقت کی بخیدگی کو روا رکھ کر محض بخیاں انتظام نہی گردن کر لی بدینہ الشیہ میں بہت شافع و برگ نکا کر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے میری دانست میں حدیث کہ حسب تصریح بخاری روا قاسم بن

بخاری و بخاریاں بول کر اپنے ذاتی علم پر جس کی صحت نہ ہو محل کلام میں فیصلہ دینے سے
 بدنامی ہوتی اس حالت میں ممکن نہ تھی نہ معلوم خلیفہ صاحب کیا ضرورت شدید لایا حق
 ہوتی کہ بغور رجوع و دعویٰ بلا قرار داد و امتزاج اپنی ذاتی واقفیت پر کہ جسکا ثبوت
 عند اللہ بھی ممنوع ہے تصفیہ کر ہی دیا چونکہ خاندانہ نبوت کے مقابلہ میں ایک شخص
 جب تک حکم تھا لہذا خلیفہ صاحب پر فرض تھا کہ اپنی برأت و تقویت کے لئے بخیال با
 بندگی خلافت دو چار گواہ کا بیان ضرور قلم بند فرمالتے یہ کیا معنی کہ مفقودہ بعد از
 عدم تکمیل نصاب بنیہ خارج کیا جاوے اور سمجھا باوصفیکہ شاید ان حدیث متفقہ
 تھے ایک بیان قید قلم میں لایا جاوے میں کجماں تنزل تمام حقوق سے دست بردار
 ہو کر عرض کرتا ہوں کہ اگر خلیفہ صاحب کو درباب عدم وراثت انبیاء کوئی حدیث غمی
 مرتب سے بغرض محال پہنچی بھی تھی تو چونکہ تیدہ کو فدک کے لینے میں الیاء صراحتاً
 تھا کہ یہ کے وٹسی پر نہ روکیں اور وراثت دعویٰ پیش کیا تو لازم تھا کہ خلیفہ ایسی
 چال چلتے کہ وہ بھی رضامند رہتین اور عند اللہ اور عند الناس اپنے بھی کوئی مواخذہ
 عائد نہ ہو تا کیونکہ انکو اپنے زمانہ اقتدار و دوران حکومت میں اختیار حاصل تھا کہ
 جس حق عام کو چاہتے خاص کر دیتے چنانچہ شاہ صاحب معترف ہیں کہ خلیفہ وقت ہر کرا
 خواہد بخیرے تخصیص نماید پس بحکم حدیث مشہور کہ ہر شخص کی اولاد کے ساتھ بریت
 و مروت پیش آوے بخیال حقوق انکی والدین کے خلیفہ صاحب پر واجب تھا کہ با غلط
 رسول مقبول بخیال حقوق مریدانہ و شفاق آنحضرت جناب سیدہ اسکو مخصوص
 فرمادیتے اور بنظر احتیاط اہل اسلام سے کہہ دیتے کہ اے بھائیو تمکو جو کچھ اراثت یا ست
 حاصل ہوئی وہ اس صاحبزادے کی پدر بزرگوار ہی کی بدولت و نہ ابتداء اسلام میں

اپنی بے زرمی کم وقاری سے ہیشیا بن ریو کی جوتیان کھاتے رہے چونکہ ایسے وقت
 میں کہ اسکو اپنے باپ کی مفاقت کا نہایت ملال ہے اور نظر ہر کوئی شکل اوقات گزاری
 کی بھی نہیں ہے اس کا خیال سب مسلمانوں کو کرنا چاہئے چونکہ یہ سیدہ محترمہ فکر کے لہجے
 پر ادوی ہوتی ہے پس مناسب ہے کہ سب اپنے اپنے حقوق محل کروین میں نہیں ال
 کر سکتا کہ اور کوئی صاحب محلے عمر کے اسوقت کے مسلمانوں میں انکار کرتے البتہ
 جناب عمر کو سخت اصرار تھا کہ فکر داخل خالصہ کر لیا جاوے چنانچہ مہر نامہ کا چاک
 ہونا ناظرین بالکلین حصہ دوم میں ملاحظہ کو کہ اس بات کو ضرور مان لیں کہ عمر
 صاحب کے فی الواقع بوجہ حفاظت و غلاطت طبعی ایک نفع کی سٹ و صرمی محض مجھ کو
 اس موقع پر بتا سید کلام خود رسول پاک کے زمانہ کا ایک قصہ یاد آگیا وہ یہ کہ جب
 شوہر زینب خیر عفو خدا بذلیل کفار گرفتار ہو کر آیا اور سر شخص کی ہائی کے لئے فدیہ
 تجویز ہوا تو زینب نے اپنے شوہر کی فحلمی کے واسطے اپنا فلاح یعنی گردن بند خیر
 کی خدمت میں بھیج دیا رسول پاک اسکو دیکھ کر رنج لگا اور فرمایا میں کہ وہ سمجھتا ہوں
 زینب کا زیور لیا تب سب مسلمانوں نے بخاطر دشت ساتا با اپنے اپنے حقوق سے
 جس جہد کسی کو پہنچتا تھا دست برداری کی اور وہ فلاحہ والہں دیا گیا۔ یہ تمام
 ذرا خوب طلب ہے کہ ساتا کجے اپنی ایسی مٹی کے زیور لینے کا کہ جکے صلیبی ریمہ ہونے
 میں گفتگو تے عظیم ہے یہ صدمہ ہوا کہ آنسو نکل پڑے تو نہ معلوم جبکہ سیدہ محترمہ
 ساتھ ایسی سختی کی گئی ہوگی کہ چاک شدہ و تھکے لیکر دار شریعت سے برآمد ہوئی
 ہونگی تو روح رسول کرم پر کیا تعب گذرا ہوگا اصل حقیقت یہ کہ خلیفہ صاحب
 جناب معصومہ کے مقابلہ میں از قسم دشمنی و حق تلفی و بخل و قیقاہ و قاتق و فرو گذار

نہیں کیا اور حضرات اہلسنت آجک نہیں مورو کے جسطرح کہ بن پڑتا ہے تائید کرتے
 جاتے ہیں چنانچہ میں نے شیخ محبوب عالم مولوی پنجابی سے جو کہ آپکی اطفال کی تعلیم دینے
 میں مامور ہیں ایک روز برسپیل تذکرہ تعجباً پوچھا کہ حبِ ایتِ مسلم حضرت امیر و
 جناب عباس کا وقوع حدیث لائورث پر گواہی دینا اور افاغہ مال بنی النظیر
 کے طرز تعلیم بعید رسول اللہ حضرت عمر سے منکر بلطف نعم اسکو تصدیق کرنا اور بخلاف
 اس علم و آگہی کے یحنین کے اوقات حکومت میں عوی کرنا یہ کیا معاملہ ہے جواب
 فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جہاد میں غلطی کھائی اربابِ نصفت سے
 نہایت اذیت ساتھ ملتی ہوں کہ برائے خدا زمام انصاف ہاتھ سے نہ دین خطا
 اجتہادی اگر حسبِ توانا مقررہ اہلسنت کوئی اثر رکھتی ہے تو اس معاملہ میں اسکو
 کیا مناسبت ہے خطائے اجتہادی یہ کہ مجتہد کسی مسئلہ شرعی میں غرضِ تعلقات
 بنیک منتی اپنی رائے سے حکم دے اور وہ خلاف ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اجتہاد میں خطا
 کھائی اور یہ تو صاف طور کی بے ایمانی ہے اور سلاطین کو ملنا لطیف میں ڈالنا ہے
 اگر غلطی فی الاجتہاد ہوتی تو شاید ایک مرتبہ تین مرتبہ ہر خلیفہ کے وقتیں عوی
 کیا اور ایک ہی حجت لائورث پر باطل ہوتا رہا صغیرہ پر اصرار کرنا داخل کبیرہ ہے
 اور کبیرہ کو بائز جانکر مصر ہونا منجر کھڑے اندر بیعت قاتل بخطا اجتہادی کے
 شریک حضرت امیر علیہ السلام کے مع علم و نشان ارتکاب کفر فرمایا سبحان اللہ
 کیا ایمان گروہ ہے جو زبان پر آتا ہے کہ کھٹکے کہہ دیتے ہیں ایمان رہے یا نہ رہے
 مگر ابوبکر کسی طرح ہمیں سو یہ بخیر بعض محققین اہلسنت جیسا کہ مولوی عبدالغفر نے
 جنکو اکابر سنیہ امام المجتہدین ہندوستان جانتے ہیں ورنہ خانام مبارک نہایت

تعظیم و تکریم سے بلفظ مولانا و اولاد لیتے ہیں وہ تحفہ کے باب ہم میں میل جواب
مطاعین عمر طعن تحریم متعہ کے ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہرگز وہ خیر رہا تاریخ
تحریم متعہ گوید گویا دعوی غلطی ارتد لال حضرت مرتضیٰ علیؑ میسکن و امین عوی شاہ جہاں
حق دار بس ہے۔ یہ فقرہ صاف لالت کرتا ہے کہ حضرت امیر سے وقوع خطا از حلقہ
محالات ہے اور جب تسلیم شاہ صاحب جناب میر کے ارتد لال پر ایراد کرنا افراد سخاوت
حمقا میں اخل مولیٰ اندرین حالت شاہ صاحب بہادر کے نزدیک خلیفہ اول بھی علی
درجہ سفینہ و احمق قرار پاتے ہیں کیونکہ عند المجاہد سیدہ خلیفہ صاحب نے بنا منظوری
احتجاج حضرت امیر خلاف فیصلہ صادر فرمایا چونکہ جناب علی المرتضیٰ کا ختمی مرتبت کی
زبان گوہر نشان سے بگوش حق نبوش حدیث لا نور سماعت فرمانا اور بخلاف کے دعویٰ
ہونا نہایت پیچیدہ و مشکل قصہ ہے اور جواب اسکا موہنہ کا نوالہ نہیں لہذا علی گنتہ
نے بہت چلکھیریاں کھاتی ہیں اور قوت عقلیہ و زور طبیعت سے طرح طرح کے جواب
تحریر فرمائے ہیں مگر بجا ارتد آج تک قی جواب ایسا نہ بن پڑا کہ جسکو دین سے کلا
بچ بھی تسلیم کر لیں مولوی محمد قاسم نانوتوی نے جو کہ علمائے متاخرین میں بنظر اہلسنت علی
درجہ کے شخص گذرے ہیں و حضرت اہلسنت کو انکی طلاق لی اقامت پر بہت ناز ہے اس
باب میں کہ نہایت اہم اور مشکل ترین قضایا ہے ایسی بدیہ البطلان توجیہ کی ہے کہ
جسکے دیکھنے سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کا تاثر اہتمام سوا
حق پوشی و خلاف گوئی کے اور کچھ نہیں ہے صاحب موصوف او اخر ہدیتہ الشیعہ
میں نہایت ناز و متبحر سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت نے جواب وصف سماعت حدیث
لا نور دعویٰ ارتد منجانب سیدہ و اسر کیا اسکی وجہ یہ ہوتی کہ آخر انسان کتنے

انسان سہو نسیان ہے پس بوقت رجوع دعویٰ ارشاد نبویؐ کو فراموش فرما کر غلافِ شہادت کے دعویٰ پیش کر دیا جب لو بکرنے یا دولا یا تب یاد آگیا اور عالمِ بخود میں بہ ثبوتِ نسیان تو حبیباتِ بے پایان کے ہیں مولوی جتنا تو اس وقت موجود نہیں مگر میں آپسے جو کہ ان کے مقلدین خاص سے ہو مختلف دریافت کرتا ہوں کیا یہ جواب ایسا معقول ہو گیا کہ جبکی تسلیم پر ہم سب کو قواعد عقلیہ تعلیہ بالکل مجبور کرتے جاویں اب سنئے کہ جناب امیر نے بروایت معتدہ شنیہ ہر سہ خلفائے نامدار کے زمانہ میں دعویٰ کیا اور برابر خارج ہوتا رہا تو کیا ہر محکمہ میں دعویٰ کے رجوع کرنے پر پہلا حکم بھولتے رہے لطف ہے مادہ نسیان ایسا جوشِ زن ہو کہ عباس بھی بھول گئے اور حبیب روایت احمد بن حنبل حضرت عثمان سے جو خواستگار ہوئے اس وقت بھی بھول گئے اور طرہ براں سے کہ خلیفہ عثمان نے جبکہ ازواجِ طاہرہ کی جانب سے دعویٰ کیا اور بعد نامسموعی اپنے بعد دولت میں نہایت آزادی کا زمانہ تھا مروان کی جاگیر میں فکر کو داخل کیا وہ بھی بھول گئے۔ یہ عجیب بھول مہلبیان ہے کہ اپنے مطلب کے خلاف کبھی کچھ یا وہ نہیں آتا مگر خلیفہ اول کی یادداشت قابلِ داد کہ مجبور رجوع دعویٰ وہ حدیث کا مترادف تھی کہ کبرنی بھی باعثِ نقصِ حافظہ نہوتی اور نوحوان آدمی یعنی حضرت امیر کو قوتِ حافظہ نے ایسا جواب دیا کہ باوصف تنبیہات متواترہ بھولتے رہے عجب بھولن چیتا تھا اب مجھ کو بغرض غافلین یہ ثابت کرنا ضرور ہوا کہ آیا حضرت علیؑ احکامِ الہی وارشادِ کرامتِ نبویؐ کے حفظ کی قابلیت کس درجہ رکھتے تھے اور معاملاتِ مواریث میں مقدم ترین قضا کا سہو و نسیان انہی ذاتِ اقدس سے واقع ہو سکتا تھا یا نہیں تفاسیرِ باب نزولِ تفسیر فی وکشاف علیہ الاولیاء تاریخ طبریؒ میں لکھا ہے کہ جس وقت آیہ کریمہ و تَعْبَهُوا

اذن اعمیہ کہ جسکے یہ معنی ہیں کہ یاد رکھو نصیحت احکام صمدیت کو کان یاد رکھنے والی کا نام ل
 ہوئی اسوقت حضرت صلعم نے جناب امیر کو سینہ فیض گنجینہ سے چسپاں فرمایا اور اشارہ کیا کہ اُنے
 علی تجھ کو حکم خدا ہوا ہے کہ تم کو اپنے نزدیک کہوں اور روزہ کروں اور جو احکام کہ تم کو تعلیم کروں
 انکو سنو اور یاد رکھو پس حدیث لا نورث کا زبان مفتی مرتبت سے سنا ایسے احکام میں ضرور
 داخل سمجھا جاوے گا حضرت امیر فرماتے ہیں کہ بعد از دعائے بنوی میں نے کوئی حکم فراموش نہیں کیا
 یہی وجہ ہے کہ شاہ ولایت سرسبز نگار پکا گزنیہ کیا کہتے تھے کہ پوچھو تم مجھ سے قبل اسکے کہ گم کرو
 مجھ کو کا پڑستیہ مقرر ہیں کہ امت محمدی میں کسی نے یہ دعویٰ حلیل سوائے امیر المومنین کے
 نہیں کیا اور نہ کوئی ایسے لفظ کے کہنے کا منصب رکھتا تھا یہ بات پوشیدہ نہیں خواہ لوگ
 جانتے ہیں کہ جب صحابہ کی رو برو کوئی مقدمہ مشکل و مالاخیل پیش ہوتا تھا تو حضرت امیر
 کی طرف عاجزانہ طور پر رجوع کرتے تھے اور اتفاقاً کل امت ہر مسئلہ اختلافی میں اشارہ و
 مرتضوی کو مطابق مرضی ختمی مرتبت تجھ کو واجب التسلیم جانتے تھے افسوس ہے کہ معاملہ عدل
 میں خلافت آئیے استدلال مرتضوی کو نہایت بے اعتبار نظر سے دیکھا مولوی محمد قاسم نے
 تو بجائے خود عند ریان سے اپنے تلمذین و اہل ملت کو مطمئن کر دیا مگر تقدیر میں مستندین
 کی بھی سنتے کہ وہ کیا کہتے ہیں ابن حجر شراح بخاری نے جناب عباس حضرت امیر کا حدیث لا نورث
 سنا اسکے برخلاف دعویٰ کرنا ان حضرات کی شان سے متنافی و بعید العقل سمجھ کر بدانت ہر دو
 بزرگوار ان عمر و ابوبکر کا ظالم و فاجر ہونا تسلیم کیا ہے اور ایسا ہی ابوبکر جو سچی جو کھات
 علمائے سینہ سے ہیں کتاب مستفیضہ میں ظاہر کیا ہے کہ حضرت امیر بدلیل لا نورث ابوبکر و عمر کو
 ظالم و فاجر جانتے تھے عبارت ہر دو کتب ہے ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں
 لکھتے ہیں فی ذالک اشکال شدید ہوان اصل المقصود صریح فی الزلزلہ

وعلیاً قد علمایان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث فان کان اسماء
 من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکیف یطلبانہ بعد ذالک من عمر الذی یظهر^{واللہ}
 اعلیٰ من الامر فی ذالک علی تقدّم فی الحدیث الذی قبلہ فی حق فاطمہ وان کلوا
 من علی فاطمہ والعباس اعتقد ان عموم قولہ لا نورث مخصوص بہ بعض ما
 یختلفہ دون بعض ولذلك نسب عمر الی علی والعباس انما کان یعتقد ان
 ظلم من خالفہما فی ذالک پس جب تصریح شائع بخارجی ابو بکر جو ہری بفرمایا
 الانبیاء علیہم السلام ہر دو بزرگواران و اسرہ امامت سے خارج ہو کر مرفوق و خارج
 داخل ہو کر امامت عظمیٰ و نیابت کبریٰ سے نکل گئے چنانچہ شاہ ولی اللہ پیر صاحب تحفہ
 بھی کتاب خرائن الحکمت میں اس قصہ کو از جملہ فضایاۓ مشکوٰۃ سمجھ کر تسلیم کر لیا ہے کہ جناب
 امیر و حضرت عباس و انان حکمت صاحبان عصمت اور قطب امامت سیر نور نبوت ہیں لہذا
 بزرگواران کے ذوات قدسیہ سے بعید کیا بلکہ محال ہے کہ بلا وجہ موجب ابو بکر و عمر کو
 جھوٹا اور گنہگار و غادر و خائن سمجھتے تھے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مخالف قرآن حدیث وضع
 کرنے اور دیگر اقسام کے افتراء پر داز ہونے سے جناب امیر انکو جھوٹا اور خائن جانتے تھے
 ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ نائبید المرسلین و عم ختم النبیین کسی مرد صادق و راستہ کو جھوٹا
 خیال کریں بالآخر جملہ حالات مذکورہ پر نظر کرنے سے تین باتیں پیدا ہونگی اولیٰ کہ حضرت
 امیر و جناب عباس نے حدیث لا نورث سنکر بطور اجازت غاصبانہ طریقہ سے مالِ مسلمین لینا
 چاہا اور ہیشیہ کام کو دھوکہ دیتے رہے اور بوقت نزاع سیدہ کہ عین موقع اطہار امر حق
 تھا کتمان شہادت کر کے حکم لا کتم الشہادۃ کہ حرام محض ہے لب بستگی فرمائی اور سبکیا
 حضرت امیر ملزم قرار پائی ہیں کیونکہ انہوں نے سیدہ کو دعویٰ سے نہ روکا بلکہ مزید ہر ان

تائید کلام کی اگر رکولوں کے سہ سے سن چکے تھے کہ آنحضرت کا کوئی وارث نہیں ہے تو
کہہ دیتے کہ آپ فضولِ برج اٹھائیں گے آپ کے والد بزرگوار اپنے متروکات وراثت کو خود
فرما گئے ہیں اور بوجہ صالتِ ازواج و عطا مذکور ان ہی کیفیت جناب عثمان کی
ہے دویم یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی جانب سے ایک سو پانچ مضمون وضع کر کے
مستحقین کو ان کے حقوق و اجبہ سے بیدخل کر کے مصلحتِ سلطنت قطعاً محروم کر دیا
اور کچھ پاسِ احترام خاندانِ نبوت نہ کیا مسموم یہ کہ اگر ان جملہ واقعات قضایا محض
بالا کو بیاضِ نظر غلطاً و علی و عباس غلط محض قرار دیا جائے تو صحیحین چونکہ منقذِ تاریخی
حالاتِ مندرج ہیں بالکل جھوٹی اور موضوع قرار پائیں اور بنیائے مسلم و بخاری اس قسم
خاص میں جس جس عالم و مورخ نے جو کچھ لکھا سب کا ذبِ مغفرتی قرار پائیں اور ان
دو کتب کے ابطال پر مذہبِ اہلسنت کے برہمنی تصور و تخیل ہے نہ معلوم مشقوقِ ثلاثہ
سے کون سی شقِ مطبوع طبع حضرت اہلسنت ہو احتمالِ جملہ سوم جناب ابوبکر نے اپنی ات
بابرکات کو بقول عمر صاحبِ آئینِ رسولِ شہیدان کیا اگنا یہ ارشاد و اعتبار اخبار متواترہ
و متفیضہ مندرجہ کتب مؤلفہ و معتبرہ غلط محض ہے کیونکہ رسولِ پاک نے انکو اپنا خلیفہ قائم
نہیں فرمایا بلکہ سفیفہ بنی ساعدہ میں ول عمر و ابو عبیدہ جراح نے بیعت کی بعد چھیا
کتب سیر میں منقول ہے اور لوگ سلسلہِ مباہت میں داخل ہوتے پس باین شان اگنا یہ فرمایا
کہنا ولی رسول اللہ سرخلاف پھر اذیکھو صحیح مسلم کی جلد دوم میں بحوالہ ابن عمر مرقوم ہے کہ
عمر نے قریب فات کہا ان اللہ یحفظ دینہ فی لا استخلف فان رسول اللہ ﷺ
لم یستخلف بعدئذیکہ استخلف حفاظت کر لیا اپنے دین کی اور تحقیق کہ میں خلیفہ نہ ہوں اگنا یہ
کیونکہ بنی نے کوئی خلیفہ نہیں مقرر فرمایا اور اسی کتاب میں مقام دیگر سطور سے کہ جب ابو لؤلؤ کی شہادت

جناب دوم مجروح ہوئے تو سب لوگ اللہ کہتے تھے کہ یہ خلیفہ مقرر کیجئے پس برحایت اولیٰ
اول یعنی ابن عمر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں کیسے خلیفہ مقرر کروں تو مجھ میں نہیں کیونکہ ابو بکر نے
جو مجھ سے افضل تھے مجھے بجا سے خود خلیفہ قائم کیا ہے اور اگر نہ کروں تب بھی مجھ پر اعتراض وارد
نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی صلعم نے مجھ سے اور ابو بکر سے برتر و افضل تھے اپنا ولی قائم نہیں
فرمایا عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں جو وقت ہونے لگا حضرت کے خلیفہ نہ کر نیکو ارشاد فرمایا
اس وقت میں سمجھ گیا کہ یہ اپنا جانشین مقرر نہ کریں گے جناب عبداللہ کا نصرت اتنی سیجھی
جاگا کہ یہ اب کیسے خلیفہ نہ کریں گے دلالت کرتا ہے اس باب پر کہ یہ جناب بھی عدم اختلاف
نبی پر مطلع تھے اور شک نہیں کہ ابن عمر بذیل حجاب شمار کئے گئے ہیں پس خود عمر و ابن عمر و
وصحابی حلیل انسان کی شہادت عدم نص خلافت پر بہر حال قابل قبول ہے اور یہ قول عمر
بیاری کا بیان کیا گیا ہے پھر لوگ کہ خلیفہ کے قائم کر نیکی سے دیتے تھے انہوں نے بیان عمر پر عرض
نہیں کیا معلوم ہوا وہ بھی اس بات کو جانتے تھے کہ نبی بلا وصی انتقال فرما ہو گئے ہیں و یہی
قول عمر بخاری میں مندرج ہے پس گجواہی معتدین موصوفین اندراج صحیحین بنسبت ابو بکر
رسول اللہ کا غیر متخلف ہونا اگرچہ بہ طور نفی عام متخلاف ہی بخوبی ثابت ہو گیا نظر بحجرات مذکورہ
بالاصدق اکبر کا بشہادت عمر انبی ذات کو زامولی رسول اللہ کہنا خطاب صدیقیت کو کہ عطا
جمہور سنیہ ہے باطل کر کے نبی معصوم پر افتراء و اہتمام کی حد غایت پر پہنچا پنیوالا ہے اور عمر رضی
چونکہ خلافت ابو بکر کے فرع میں لہذا بنا فاسد علی الفاسد پھر سے مکر وہ بھی حسب مضمون
حدیث مسلم اپنے تئیں استین چڑھا کر انا ولی رسول اللہ کہتے ہیں نہ معلوم انکا یہ دعویٰ کیسے
صحیح ہو گا کیونکہ باتفاق عام روایت سنہ ابو بکر نے انکی خلافت کی وصیت کی تھی حالانکہ اس اسلام
بعد فقط و غلط اس وصیت پر ابو بکر کو تنبیہ کر کے خلافت عمری سے نارضا مندی ظاہر کرتے

تھے شاید رسول پاک نے تخلیق میں عمر صاحب کی خلافت پر کوئی نص خفی بروایت ام المؤمنین
 خضہ فرمائی ہو جیسا کہ خیالائے شیعہ سے امارت ابو بکر کیلئے انشاء ہوا تھا بعد ختم توجہات ہر سہ
 احتمالات کو اور حالات قابل توجہ باب انصاف عرض کرتا ہوں چونکہ خیال پیش کا عمر و ابو بکر کو کاویں
 وغیرہ حسب روایت مسلم و بخاری جانا المہنت کیلئے نہایت پسند وہ اور پیرسونز و اسان کے بنابر
 ائمہ علانہ جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اس بخاری یا کناریں بہت کچھ مانعہ پیرا کہ میں مگر ساحل مقصود
 حکم نہیں پہنچے مولوی نانوتوی صاحب ہدیۃ الشیعہ جلد فریبی کر کہ بہت کچھ سیر فرمائی فوق و تحت
 زمین و شمال بہتے ہیں مگر ایسے فاضل جلیل القدر کی تحریر طول و طویل کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا وہ فرمایا
 ہیں کہ کاویں غادر کا قصہ درگون ہے عمر صاحب عن الوقوع نار معہ تولیت الفاظ کذب غلیظہ
 مباہلۃ بطور شکایت احباب فرماتے تھے مقدمہ وراثت میں کئی ذکر اس قسم کا نہیں ہوا یہ توجہ پڑی
 حیرت بخش ہے ہم نے آج تک دیکھا نہ سنا کہ کسی رعیت نے ایسے سلطان دینان کو جسکے رب و بدست
 صحابہ کا پیشاب خطا ہوتا تھا بعد مباہلہ شکایت جھوٹا اور غایتین کہا یا سچا ہوا اور ہر وقت
 ہر قرض سن و شاہ کی عدم بجا آوری شرارت عذرات سے اعراض کر کے سکوت اختیار کیا ہوا ہمارے
 سمجھدین و صغیر و قائل بسیار اس وقت تک بات جاگزین نہیں تھے کہ مباہلہ شکایت منہ ہو کر
 احباب کو بے ایمان اور جھوٹا کس طرح کہا کرتے ہیں اگر حسب بیان صاحب ہدیۃ الشیعہ متولی ہو پر بخش
 سے ایسی سخت کلامی کی تھی تو عمر صاحب کی انتہا درجہ کی دانائی ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ خود
 فرمایا ہیں ابو بکر کی روبرو عباس علی باستحقاق جدا کا نہ بنی صلح کے ترکہ سے طالب ارث ہوتے تھے
 اس وقت خیال ابو بکر نے مقدمہ کی دوسری وجہ میں حدیث لانورث فرمائی تعجب ہے کہ حسب تصریح مولوی
 محرقا سمعنا عمر نے وراثت کو بہ معنی تولیت قبیر کیا اور اس سے زیادہ خلیفہ اول کے عقل انش پر حرف آنا
 کہ دعویٰ دعویٰ حصول تولیت کے لئے و حکم وجہ نامنطوری ہوئے میں ایسی لیل لائے کہ جس سے سقوط وراثت لازم

اور متولی ہونیں مستحق کو کب نفل ہے عباس کہتے تھے کہ مجھ کو چاہی ہو نیکی جب رسول پاک
ترکہ ملنا چاہئے اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ میری بی بی اپنے باپ کے وارثہ ہے بھلا تولیت کو اس
تفصیل کیا مناسب مال کا منتیا ہے جبکہ وہ ہے متولی کہنے کے متولی نہ کہ پڑ بڑہ مالک نمی جہا
کذب خیانت وغیرہ لازم و عائد نہیں ہو سکتا بلکہ اگر خوشگوار تولیت کو کسی چیز کا کوئی متولی نہ کہے
اور وہ اپنی کامی سے برخیدہ ہو کر مالک کو برا بھلا کہے تو طالبِ لیت کی سبکدستی عقل سمجھ جاوے گی اور
عمر نے تو انکو زعم حضراتِ اہلسنت متولی بھی کر دیا تھا اور بغاوتِ حدیثِ مسلم انفصالِ تائیدِ تولیت
ہے کہ نے عباس علیؓ دونوں نے تھے پھر اس کو گناہ کو کیوں ذبِ غیرہ بقول اہلینک سمجھا
مولوینا مدوح یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امیرِ ادب کے دل سے خلفا کو کا ذب جلتے تھے میر
عوض کرنا ہوں کہ دل ایک قطرہ خون ہے اسکا تحت فوق کیا ہوگا اور بفرض اور پھر حصہ
میں جو موادِ عناد و بوجہِ ناسمعی تعدبہ حادث جمیع ہوا تھا اسکا اثر نیچے پیچھا کیا بعد تھا
اگر خدا کا الہن یہ یاد آتا تو ہم مان لیتے کہ سقندر کدورت دل کے حصہ اولین میں آئی تھی
دو فدک سے بطرف ہو گئی اور جبکہ اسکو ایسے طریقہ مضبوط سے ضبط کیا گیا کہ آلِ مردان ایک
مقتضی ہوں مگر بنی فاطمہ اسکی آمدنی سے ایک جہہ پائیں تو ضرور ہے کہ اس حدتہ جاخواہ سے
اذیت سخت پکڑ لیا حصہ آخرین بھی کبیدہ ہو گیا ہوا اور پھر تہ دل سے انکو کاؤن غیرہ کہنے
لگے ہوں فرماتے اسیں کیا استبعاد لازم آتا ہے بعض منایہ بھی معنی نکالتے ہیں کہ عمر نے حضرت
علیؓ کو بطریقِ ستہام کہا تھا کہ کیا اپنے مجھ کو اور ابو بکر کو منع فدک میں جھبہ یا اور بے ایمان سمجھا
حقیر عرض پر دار کہ بلا ضرورتِ جائزہ معنی حقیقی سے عدول کرنا کیا سبب کہتا ہے حدیث میں پہلے
خلفہ دوم نے ابو بکر کے عہد میں جو دعویٰ ہوا تھا اسکا تذکرہ کیا بعدہ اپنے عہدِ کرامت میں کا
اور صدیقِ اکبر و ذاتِ خود ش کو کذبِ غدر و غیرہ کی اضا و حقیقی یعنی بارور اشد وغیرہ سے تفسیر فرماتا

تو ایسی صورت میں استفہام انکار کے کب مسلم متوہ ہے الفاظ بار و راشد اپنی زبان کہنا خود
 اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تم مقابل اسکے خلاف سچہ رہا ہے عجب نہیں کہ آپ نے یہی معنی سمجھ کر
 حل ہوئے فرمایا ہے دیکھو یہ فقہ ایسا سچہ و شکل ہے کہ محمد اسمعیل بخاری نے کمال ترین
 و نڈاری سے الفاظ کذب و درک بالکل ذکر نہیں کیا اور سچا کھنڈا کذا لکھ دیا اور الفاظ و
 و بار و راشد کو بہت خوشگلی کے ساتھ لکھا ہے امام بخاری نے چونکہ دیانت داری میں علیٰ دین
 حاصل کیا ہے لفظ کذب غدر و غیرہ کو محض اس دورانیشی سے حذف فرمادیا کہ میری تحریر کے
 اعتبار عجب نہیں کہ لوگ انکو جھوٹا خیال کرنے لگیں مگر یہ سچ ہے کہ ان الفاظ کے مقابل میں در و
 حائین خود پیدا ہو گئے کیونکہ عام قاعدہ حدیث کے ہی کسی کو بیایمان نہ سمجھے گات تک ایمان نہ پای
 اقامت و دلائل کے بخلاف ضرورت نہیں ہو اگر قی عمر صاحب اپنی ذات اور ابو بکر کو صادق کہنا
 خود ہں بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیر خلافت اسکے جانتے تھے نہ معلوم استفہام انکاری
 سے حضرت اہلسنت کو کیا فائدہ پہنچا اس موقع پر بغرض حال مثل شریک اباری مطلب لفظ
 قرآنیہ کا بطریق استفہام یہ ہو گا کہ اے علی و عباس جبکہ بدلیل لائوزت ابو بکر نے تمہارا دعویٰ
 نامسموع کیا تو کیا تم نے اسکو جھوٹا و خائن و غیرہ جانا خیف ہوتا ہے کہ ہاں صاف ضرور جھوٹا
 اعد و عا باز سمجھا خلیفہ جی تھا حضرت امیر کے معاملہ پر کیوں استعجا کرتے ہو آپ کی حضور میں
 مجتہد و مجتہد خراسانی و دلیل ہے کہ جناب علی علیہ السلام حدیث لائوزت پر تمسک ہونے سے ابو بکر
 جھوٹا و خائن جانا چونکہ آپ بھی اسی حدیث غیر مسلمہ کو دستاویز گردانکر مقدمہ کو خارج فرماتے
 ہیں پیر لاوالہ کے بھی بیسای سمجھا گیا اور اس محکمہ سے ناکامی حاصل کر کے خلیفہ عثمان کے پھان
 دعویٰ جمع ہو گا اور جب ہائے بھی جواب لگایا تو تو کالت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم و بر و خداوند علام مقدمہ اسکی کیا جاوگا حضور والا آپ یہی بات میں استفہام کیا

جاری فرماتے ہیں یہ تو صاف بات اگر ابو بکر کو جھوٹا سمجھتے تو ایسی عدالتیں کیوں جمع کرتے اور کیا
 آپ بھی ہی فیصلہ دیتے ہیں جو کہ ابو بکر دیکھتے تھے تو چونکہ خفا بنا روق عظیم میں پائیے کہ پھر کیا تھا
 جاوےں بوجہ بات بالاثبات ہو گیا کہ حضرت امیر شکیا ابو بکر و عمر کو کا ذبنا و غلین و آثم
 سمجھتے تھے اور حکم خواب لائیت مابنے کا ذبنا عالم و فاجرو خائن سمجھا وہ بلا شک شبہ منافق
 عینہ ہے چنانچہ جاری میں بھی تین چار علامتیں منافق کی بیان کی گئی ہیں کتاب موصوفہ کا
 باب علامات المنافق ملاحظہ طلب اور خیال ثبوت کلام عبارت سلم و نجاری بھی نقل کیا جاتی
 ہے عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله اربع من كن فيه كان منافقا خالصا
 من كانت فيه خصلته منهن كانت فيه خصلته من النفاق حتى يدعها اذا اذات من خاؤها اذا
 كذب اذا عاهد غل و اذا خلاصه فخر انتم ترجمہ - اور دوسری حدیث یہ ہے عن
 ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ایت المنافق ثلث وان صام و صلی و زعم انہ
 مسلم اذا حدث کذب اذا وعد حلف و اذا اذات من خاها پس جب تصریح نجاری بیان
 خود عمر کے اپنے آپ کو جب تصریح کتب معتدہ متقیہ وائندنا من المنافقین فرمایا کرتے تھے اور
 اکثر ضمیمہ سے جو علم المنافقین تھا پوچھا کرتے تھے کہ لیلتہ العقبہ علی حضرت نے مجھ کو بھی مل
 اہل نفاق شمار فرمایا یا نہیں بوجہ کما فیہی ثابت محقق ہو گیا کہ شخص عظام سبب کذب
 غدر و خیانت وغیرہ کے علی وجہ شفاق و نفاق میں کہتے تھے اور اپنے مومن کا دل ہو پراں کو جو
 بھی تھم و وثوق تھا کیونکہ عمر کا وائندنا من المنافقین کہنا کسی طرح سے معمول بغروتی و
 کفر نفی نہیں ہو سکتا جن علما الہدیت نے ارشاد فراتوقی کو ختم نفس سے تعبیر کیا، انھیں خصوصاً
 میں خوب خوب خبر لیگی ہے ناظرین غور فرمائیں کہ یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ بادشاہ جلیل القدر اپنی
 ذات کو رعایا کے سامنے ایسی صفات رزیلہ و خفیہ سے منسوب کر کہیں اسکا اخراج دائرہ ایمان

متیقن ہو جاوے قدرت خدا ہے کہ اُن لوگوں نے اپنے بطون اسرارِ خاتر کو لوگوں پر منکشف کر دیا
 تا بعد اس قول عمر یہ کہ اس استفسار سے بخوبی ہوتی ہے کہ جو خلیفہ اسرار سے کھنڈا کہا کرتے
 تھے اگر انکو اپنے نفاق پر یقین نہ ہوتا تو خلیفہ سے بار بار نہ پوچھتے کہ آیا آنحضرتؐ بکافات
 گستاخی ایلیۃ العقیہ مجھ کو بھی منافق شمار فرمایا ہے یا نہیں اگر یہ حضرت اُن لوگوں کی عت
 میں داخل نہ تھے کہ جنہوں نے شب مذکور میں آنحضرتؐ کی ہلاکت کے سامان و اسباب بہم پہنچائے تو
 خواہ مخواہ ختمی مرتبت سے کیوں بطنی کی کیا یہ ممکن ہے کہ رسالت آگبی مومن کو منافق کہہ دیں
 اور انکا خلیفہ بھی اس بات کو ظاہر کر لے کہ بیشک آنحضرتؐ نے جنابِ عمر کو منافق فرمایا کیونکہ
 خلیفہ نے عند الاستفسار عمر یہ بیان کیا ہے کہ مجھ کو اس راز پوشیدہ رکھنے پر آنحضرتؐ نے تاکید کی
 ہے پس اگر حضرت عمر اس جماعت منافقین میں تھے تو خلیفہ صاف کہہ دیتے کہ آپ کیوں
 گھبراتے ہیں وہ اور لوگ ہیں جنکو منافق کہا گیا ہے مگر چونکہ میں امین ہوں لہذا اختتام بیان
 نہیں کر سکتا اور عام قاعدہ کہ ہر پوچھنے والی نسبت ایسا اطمینان دلایا جاسکتا ہے اتنی
 بات کی بیان کرنا سے خلیفہ پر الزام افشائے راز عائد نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ افشائے راز کا جرم
 اسوقت وارد ہوتا کہ جب خلیفہ ایسے شخص کے استفسار پر بیان کر دیتے کہ جب کوئی واقعہ آنحضرتؐ
 منافق فرمایا تھا ایسے پاک و پاکیزہ آدمی کے پوچھنے پر کہ جیسے حضرت عمر تھے بنظر اطمینان مومن
 مشاور و روشن الفاظ سے بیان کر دیتے کہ کبھی ذات تک نفاق کی ہوا بھی نہیں خواہ مخواہ کیوں مضطر
 ہو ہو معلوم ہوتا کہ جناب خلیفہ نے ایک مومن کو ہدایت کیا اس شہیدِ میث الدیبا کہ اُسکو اپنی مومن و
 منافق پر نہیں گنجائش امتیاز نہ رہی پس بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ بزرگوار منافق کامل تھے اور جبکہ
 بوجہات مندرجہ بالا انکا نفاق ثابت ہو گیا تو حکم آید وافی ہدیہ واللہ یشہد ان المنان فقیر
 لکاذ بؤنک محض قرار پائے چونکہ قرآن پاک میں کاذبین کو بصفت لعنت اللہ علی الکاذبین یا

فرمایا ہے بنا بر ان ہم گروہ شیعہ نقیض کہ یہ موصوفہ پر مجبور ہیں تا وقتیکہ عبارت مسلم میں ہم قائم فرما کر
 مکمل و عامل ہویم نہ قرار دیا جاوے تب تک یہ موصوفہ کی نقیض پر محذور ہے و العذر عند کل
 انسان مقبول +

تمہ کلام

چونکہ حقیر نے کاؤب خاں غادر و آثم پر بحث شروع کی تھی بنا بر ان اس حصہ میں اسکی پوری طور
 تشریح کی گئی ہے اور حصہ دوم میں بعض مقامات بیان کئے گئے ہیں کہ جن خلفا کی نیادیتیاں بمقابلہ
 خاندان رسالت ظاہر ہوتے ہیں وروہ بالیقین ایسے ہیں کہ بدشعوت آہنا و رد قول علماء متقدمین
 و متاخرین علماء سنیہ طبعیت اہل اسلام کو خلفائے باطل تفسیر کر دیں ہر وقت اُن حالات کا کہنا
 غلط بحث کا شبہ پیدا کرتا ہے لہذا بالفعل ترک کیا گیا اور آپ کو بھی جواب دیں تمام معاملہ کی وضاحت
 مشکل چڑھاتی اگر ایسا کلام ہے تو اسی کا جواب غایت فرما کر گلو خلاصی فرمائے +

شرائط جواب

اگر آپ بخیاں حفظ آبرو و متکفل جواب ہی ہوں تو اس بات کا لحاظ رکھنا کہ جواب مجمل نہ ہو
 داب منظر ہر فقرہ کا جواب غایت ہو اور کل اعتراضات کا جواب کتب اہلسنت سے ہو کیونکہ بنائے
 کلام آپ ہی کتب پر ہے اور اگر الزام علی المحکم کتب شیعہ سے کچھ لکھ تو علم و ادب و رجال و حدیث و روایت
 کہ کہ عدم تعارض و تخالف کتاب سنت ملوث خاطر کر کے لکھنا و رد مقبول نہ ہو گا البتہ بجا آوری
 شرائط صحت جو چاہنا تحریر فرمانا اور اپنے جواب کی توثیق جناب مولوی محمد رشید صاحب
 انگلوچی جناب مولوی محمود حسن صاحب مدرس علی مدرسہ دیوبند و جناب مولوی محمد علی خان

انہی صلوٰی و جناب ملا مراد صاحب پنجابی مقیم مظفر نگر وغیرہ علمائے مہوثوقین سے ثبت و مستحکم کر اگر بھیجے اور جو کہ اس معاملہ میں رسالہ نفاق الشیخین بحکم صحیحین از جناب شیعہ بمقابلہ مولوی رشید الدین خان صاحب لکھا گیا ہے اسکو ملاحظہ فرما جواب لکھتے اور جو دلائل رسالہ مذکور میں مثبت نفاق الشیخین دبیع ہو چکے ہیں انکو باطل کر کے حضرت علیؑ کے نزدیک خلفا کا سچا ہونا ثابت کیجئے اگر اس رسالہ کی دستیابی آپکو ممکن ہو تو میں یکتا ہوں نوضکہ ہر نوع سے تنقیح ہو جانی چاہئے تاکہ آپکا وہم دفع ہو۔

کارروائی بعد حصول جواب الحجاب

واضح ہو کہ کوئی اجماع یا جملہ غیرہ بغرض صحت سوال جواب کیا جاوے گا بلکہ آٹھ علمائے منتخب کر کے ایک موقع پر خواہ اس ضلع میں یا بتمام دیگر انکو کاغذات فریقین دیکھا جائے گا اور دو عالم شیعہ دو عالم سنی حسب پسند خود ہا و دو عالم عربی و ان از قوم حضرات ہند و دو عالم از قوم و ملت نصاریٰ مقبول فریقین جمع ہو کر ملاحظہ اثبات و استرداد دلائل کذب و عذر وغیرہ پیش کردہ فریقین کرنیگی اور انکے وکلاء سے رو و قدح کر کے فیصلہ آخر دیویں گے اور وہ فیصلہ چھاپ کر اس ضلع کے اکثر دیہات میں کہ جہاں مسلمان کثرت سے رہتے ہوں آویزاں کیا جاوے گا و واضح ہو کہ جناب اور نیاز منداں مقتدیہ کے فریق ہیں جو جو علمائے اہل اور آپکی تحریر کی توثیق فرما دیں گے وہ وکیل بھیجے جاویں گے اور حکام ہشت گانہ متذکرہ بالا حاکم شمار ہونگے جب اس عنوان کے ساتھ آپ ثابت کر دیویں گے کہ حضرت امیر فی الواقع عمر و ابو بکر کو جھوٹا نہ جانتے تھے اور عبارت مسلم سے وہم پڑتا ہے اور تقریر الزامی مطابق واقع ہے اور جملہ فسق و فجور شیخین مسند بہ حصہ دوم جسکو کتاب اہلسنت سے ثابت کیا ہے اور

روبرو علمائے موقع موعود پر پیش کیا وین گے اور انکو آپ رو فرما دیون گئے تب سمجھا جاو گیا
کہ اپنے غلبہ حاصل کیا اسوقت مبلغ ایک ہزار روپیہ کہ جبکار قہر جدا گانہ باضا بطہ آپکو
دیا گیا ہے بطور شکرانہ ادا کر کے میں مذہبِ اہلسنت اختیار کرونگا ۴

العبد سید سجاد حسین ولد محمد حسین ساکن بٹہ سادات بقلم خود ۲۴۔ جون ۱۸۹۲ء

عبارت توثیق از مولوی غلام حسین صاحب کستوری

سید سجاد حسین ولد محمد حسین ساکن موضع بٹہ سادات نے یہ تحریر ہمارے سامنے پیش
کی اس شخص کے کہ اسکی صحت قسم پر نظر کیا و چنانچہ میں نے اسکے مطلب کی کچھ خوب جانچ لیا اور
بہ نسبت ان مطالب خواہ ہوا کہ کتب کے اگر کوئی اعتراض کرے تو ہم پر انکشافات لازم ہوگا
اسلئے کہ وہ اکثر عبارات ماحوذ و کتابت شدہ المطاعین ہیں جو کہ جواب باب ہم مخففہ شائع ہوئی
ہے اور ہمارے مدح و مہم اعلیٰ شد مقامہ کی تصنیف ہے جسکے جواب میں آج تک کسی عالم
اہلسنت والجماعت کو قلم اٹھانے کی مجال نہیں ہوئی۔ العبد مولوی غلام حسین صاحب

مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی

از بسکہ ملاحظہ سے یہ رسالہ جناب مولوی غلام حسین صاحب دامت صالحہ و برکت
ایالیہ دلیا لیکے گزرا ہے اور توثیق جناب ممدوح نے فرمائی ہے لہذا میں موثق ہوں
العبد مولوی محمد حسن صاحب

مسکت الخالف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و ثناء و نعت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حقیر پر تقصیر خاکپا تے شیعیان
شاہ بدر وحین و خیر و صفین السید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و
مغفور غفرلہ و ذنوب و دستریو بہ ساکن موضع بہرہ سادات متعلقہ سادات
بارہ واقع ضلع مظفر نگر بخت جمع حضرات اہلسنت و الجماعت نہایت
عجز و ادب کے ساتھ ملتہم ہے کہ جناب مستطاب معالی القاب مولوی
ابوالقاسم صاحب سنی المذہب الہ آبادی نے ایک چودرو بایں
سُرخی (کہ سوال از جمیع علمائے شیعہ) چھاپ کر بایں غرض شائع کیا ہے کہ
بنظر خلائی اگلو وقت حاصل ہو ہر چند کہ اس پیچیدگان کو یہ قابلیت حاصل نہیں کہ
در باب معاملات مذہبی گفتگو کر سکے مگر مولوی صاحب مدد و رح کے سوال طبع زاد
و نو ایجاد کی شان کچھ ایسی انوکھی معلوم ہوئی کہ جس کے معائنہ سے بادی النظر
میں صاف طور پر محسوس ہو کہ اس تحریر بے نظیر کے جواب میں تصدیق
اٹھانا غالباً اہل علم و صاحبان سواد اپنا کسر شان و تفضیع اوقات سمجھ کر بایں

خیال خاموشی اختیار فرمائیں گھر کے آگے آگے جوابش کہ جوابش نہ دی + اور یہ بات عام حضرات اہلسنت کے بخون و مغرور کی ترقی کا سبب ہوگی کیونکہ ہمارے حضرات کو معاملات مذہبی سے عموماً ناواقفیت ہوتی ہے اس لئے کہ بانیانِ مہم و موجدانِ ملت نے بنظر دور بینی و عاقبت اندیشی پہلے ہی سے یہ انتظام فرمادیا کہ ان کتب کو جن میں صحابہ کے جھگڑے و مرج ہیں دیکھنا چاہئے پس مذہبی کتابیں مختلف انواع و اقسام کے ہونگی اور نہ شجراتِ فصاحت و فصاحت صحابہ پر کسیکو اطلاع حاصل کرنا موقع ملیگا شاید پیشینہ ملتِ مسیحیہ نے اس انتظام سے یہ مصلحت سمجھی ہوگی کہ مبادا کوئی مسیحی پاک طینت بہ معائنہ حالات بغضِ عناد و تشاؤ و تخاؤ صم بعض صحابہ مقبولین سے منحرف و غیر معتقد ہو کر گروہِ شیعہ سے ملکر اکبرِ سفینہ نجات ہو جاوے۔ درحالیکہ کابرِ حضراتِ سنیانِ دین کو صحابہ کے ان افعالِ زہیلہ و قبیحہ پر لوجہ عدم معائنہ کتبِ مناظرہ و تفسیرِ صحیحہ شیعہ مطلق اطلاع نہیں تو سچا ہے جہاں کہ شمار میں ہیں نظر برانِ مجاہد کو یہ کھٹکے پیدا ہو کر سنی صحابہ ان چونکہ مساجد میں برابر غوطہ فرماتے رہتے ہیں کہ سُنو بھائی مسلمانو نہ خلفائے اہلبیت پر ظلم کیا نہ کچھ گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر گئے نہ محسن کو شکم مار دین شہید کیا نہ خلافت کو بہ محرومی صاحبِ استحقاقِ زیرِ قبضہ لائے نہ مقتدرہِ مذکور میں حضرت امیرِ حسنین علیہم السلام کی شہادت کو رو فرمایا اور نہ دین میں ایجاد کیا نہ نبیِ معصوم پر الزام نہ دیا نہ لگایا اور نہ حیثِ اسامہ سے تخلف کر کے ختمی مرتبت کی زبانِ مبارک سے صدمہِ نفرن اٹھایا نہ کسی لڑائی سے بھاگے وغیرہ وغیرہ لہذا عجب نہیں کہ اندرِ ضرورت مولو حیصا موصوف کی تحریر پر تاثر خارج از جواب رہ کر ان کے

خیالات پادرسوا کے استحکام کا سبب ہو جائے بنا بران ایک عریفہ بوعدہ عطا
 مبلغ پچیس ہزار روپیہ مؤلف صاحب کی خدمت باسعادت میں باین غرض بھیجے
 کہ جواب باعواب غایت فرا کر مبلغ مندرجہ صدر داخل خزانہ عامہ فرما دیں مگر
 نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ تعلیق تقدیر میں حضرت محدوج نے عدم
 جواب دہی کو مستمود کہہ چکے سبب کلام کیا ناچار اس خط کی نقل مطابق اصل
 شائع کر کے جمیع حضرات اہلسنت کی خدمت گرامی میں متمنی و مستدعی ہوں کہ براہ
 دینداری و دونوں تحریروں کے مطالب مضامین پر باعوان نظر غور فرما کر چپ
 حق کے حاصل کرینے کی کوشش یلغ فرمائیں اگر کوئی صاحب پیاس حیا و ایمان و
 دروین تباہید تحریر رسولی صاحب مطالب مندرجہ عریفہ کو رد فرما ناچار ہیں
 تو انکو بھی زبرد کورۃ الصدرا نہیں قیود و شرط سے دیا جائیگا جو کہ اصل
 مؤلف پر ظاہر کی گئی ہیں۔ جن جن حضرات اہلسنت کی نظر انصاف اثر سے
 یہ اوراق گندہیں انکو خدا و رسول کی قسم دیتا ہوں کہ علما بتحرین و فصلات
 کا ملین سے عرض کریں کہ حضرت جواب لکھ کر ہم خرم و ہم ثواب پچیس ہزار روپیہ
 لے لیجئے اور سہارے عقاید کو تقویت دیجئے اگر حضرات علما ان جملہ امور کی جوابدہی
 سے جنکو متن عریفہ میں عرض کیا ہے کچھ سوچ سمجھ کر مثل مؤلف صاحب پہلو ہوتی
 فرمائیں تو بے تکلف باور کر لیا جائے کہ مذہب اہلسنت بالکل باطل و لغو اور
 بالوکی دیوار ہے جکا اندام شیعہ دلائل براہین کی ہوائے تند و تیز سے یکسر
 کرنے پر آسانی قدرت رکھتے ہیں چونکہ اس خط کا جو کہ بطور ایک سالہ کے ہو گیا
 ہے حضرت مخاطب سے جواب نہیں دیا گیا اور نہ تمام ہند میں نشاء اللہ تاقیام

قیامت کسی اہلسنت سے دیاجائیکا نظر برآق تارینخی نام مسکت المخالف رکھا گیا وہا
توفیق الہی اللہ حبیب اللہ نعم الوکیل نعم المولونعم النصیر علیہ حضرت الہ آبادی کا
چہ ورتہ نقل کیا گیا ہے اور پھر اس کا جواب دے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومُصلّیاً

سوال از جمیع علمائے شیعہ

التماس میرے چند احباب شیعہ مذہب جنکو زبانِ مناظرہ کا بہت
شوق ہے شیعہ چھڑ چھاپڑ مذہبی رکھتے اور وہی پُرانے وُصُرائے سوالات
پکا کرتے اور جواب دیتے پر امر حق کو کبھی تسلیم نہ کرتے اُنہیں سے بعض اہل انصاف
نے تو کتاب ہدایات الرشید جو زمانہ حال میں تالیف ہوئی ہے اور جنکو
مجاہد قدرت خداوندی کا نمونہ کہتے تو بجا ہے دیکھ کر سکوت اختیار کیا مگر
بعض نے گیارے جہین ماوہ تعصب ہٹ و صرمی بہت زیادہ ہے امر حق کو تسلیم نہ
کیا اور وہی پُرانے لغو اعتراضات و سوالات پیش کرتے رہے لہذا خاکسار
مجبور و لاچار ہو کر سوال معروضہ ذیل جمیع علمائے شیعہ کی خدمتیں بغرض جواب
پیش کرتا ہے تاکہ جواب دینے کے وقت دلائل اہلسنت کی وقعت و قدر اُنکو ظاہر

ہو جاتے اور یہ ثابت ہو جاتے کہ جناب امیر کی بھی ایمانِ فضیلت ثابت کرنے کے لئے
 اس قسم کے دلائل سے بڑھ کر کوئی دوسری دلیل دشمن کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی
 علمائے شیعہ سے التماس ہے کہ اپنے ہی اصول کی بنا پر ایسا جواب عنایت فرمائیں
 کہ خصم پر حجت ہو سکے ساتھ ہی اسکے کوئی کلمہ سخت خلاف تہذیب استعمال نہ فرمائیں
 مگر یہ صحابہ قبولین الہست جماعت مثل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ رضی اللہ
 عنہم جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہاتھ پر آؤں ہی زبانہ دعوتِ اسلام میں اکہ اُسوقت کوئی
 امتیاز نفع دنیا کی نہ تھی ایمان لاتے اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر آنحضرت صلعم کا
 ایسے دو تین ساتھ دیا کہ اُسوقت آپ کا کوئی رفیق و عکسار نہ تھا اور تمام اپنے اور بیگانے
 آپ کے دشمن تھے آنحضرت کی اعانت میں نہ رو مال اپنا صرف کیا کفار و مشرکین کے
 ہاتھوں سے اذیتیں اٹھائیں خدا اور رسول کے لئے اپنا وطن بلوف چھوڑ کر مدینہ کو
 ہجرت کی اور مہاجر کہلائے سفر اور حضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے آپ کی صحبت میں
 رہ کر آپ کے معجزات خرقِ عادات اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور آپ کے ارشادات و کلمات اپنے
 کانوں سے سنتے رہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کے ساتھ غار ثور میں ایسی رفاقت
 کی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کلمہ لکھا جسے آپ کی شان میں ارشاد فرمایا اور لفظ یارِ غار
 ضرب النمل عالم ہوا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی و خیر ان پاک گھر حضرت عائشہ و حضرت
 آنحضرت کی زوہرہ منکوحہ ہونیں آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
 حضرت عثمان کے عقد میں آئیں حضرت خالد بن ولید کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم
 اعتراف حضرت امام جعفر صادق مدینہ اول فرجِ عصمت منا و علما شیعہ مسلم
 مرتضیٰ علم الہدی و نور اللہ شہسوتری صاحب تہذیب صاحب شرائع و صاحب

ناسخ التواریخ وغیرہ حضرت عمر کے عقلمندان تین آنحضرت صلعم ان صاحبوں دیکھ
 کامومنین مشورہ جلتے رہے۔ آنحضرت صلعم نے (بروایت غوالی اللامالی ابن جمہور
 نحر رازی امامیہ) حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو حضرت ابراہیم و حضرت نوح سے تشبیہ
 دی آنحضرت صلعم نے (بروایت شیخ ابن بابویہ درعیون) حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
 رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم لوگ بمنزلہ تیرے گوش و چشم و دل کے ہو حتیٰ تعالیٰ نے
 قرآن پاک میں اکثر و بیشتر مقامات میں ان حضرات کی مدح و ثنا بمنزلہ صحابہ و مہاجرین
 و انصار فرمائی اور اپنی رضا و خوشنودی اسنے ظاہر کی اسلام و ایمان تہا خودی
 ہنہن مدہ اٹھایا بلکہ تمام عالم کو اس سے فائدہ پہنچایا۔ قرآن شریف مختلف و
 منتشر اوراق میں تھا انہیں حضرات کی سعی و کوشش سے یکجا و مرتب ہوا اور تمام
 عالم میں شائع ہوا و شیعہ کو بھی سینچا اسلام کی حقیقت و وقعت اسنے دلوں میں
 اسقدر رسائی بخشی کہ اسکی ترقی و شیوع کی کوشش آنحضرت صلعم کی حیات میں
 بھی کی اور نیز بعد وفات آپکے اسکو دنیا کے بہت بڑے حصہ میں پھیلا یا انہیں کی
 ہمت و کوشش و سرگرمی سے سلام نے ایسا رونق و عروج پایا کہ دنیا کے تمام مذاہب
 و ملل نے رشک کیا (کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی دین کے حقیقت کا سچے دل سے عقیدہ
 نہواور اسکو قابو پا کر اسقدر رونق و عروج دے دشمن دین تو قابو پا کر اس کے
 شان کی کوشش کر گیا۔ اللہ اکبر کہیں جناب امیر کے ہاتھ سے اسقدر شوکت و
 عزت و اشاعت ترقی سلام ظہور میں آتی تو معلوم نہیں کہ شیعہ کیا کچھ شور مچاتے
 زمین و آسمان کا قلابہ ملا دیتے رشتہ نے حضرت امیر کی تعریف میں ڈھائی پر
 جبرئیل کے کاٹ ڈالے۔ لاکھوں جن قتل کر ڈالے تمام قوم عاد کو ہلاک کر ڈالا)

لئے زمانہ خلافت میں بہت بڑی فتوحات ملکی بھی ہوئی مگر ان حضرات نے عیش و
 سی طرف کبھی التفات نہ کیا۔ دین و شریعت کا اس قدر پاس تھا کہ حضرت عمر
 عین اپنی عہد خلافت میں اپنے فرزند ولید پر حد شرع جاری فرمائی اور مڑتے
 نکالتے (کیونکہ حضرات شیعہ انکو خدا و رسول کا تو کچھ خوف ہی نہ تھا پھر اپنے
 فرزند ولید پر کیونکہ دوسے مارے) حضرت عمر نے وقت وفات اپنی خلافت
 اپنے صاحبزادے کو نہ دی بلکہ جب لوگوں نے سفارش کی کہ اپنے صاحبزادے کو
 خلیفہ مقرر کیجئے تو ترش روئی سے جواب دیا کہ میں لیاقت خلافت کی نہیں ہے
 کار و کج انصاف کر کے کیلئے لائق آدمی جانتے چونکہ ان حضرات نے محض اللہ
 تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی کے لئے دین حق کی اشاعت کی اور کفار
 جہاں کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت طلیل کو کفار کے گروہ کثیر پر احزاب
 خود کہ من فتنۃ قلیلة غلبت فتنۃ کثیرۃ غالب منصور فرمایا چنانچہ تھوڑی مدت
 میں سلطنت کسریٰ و قیصر کو لے لیا اور تمام دنیا میں اسلام پھیلا دیا ان
 حضرات کے زمانہ خلافت میں جناب امیر انکو ہمیشہ صلاح و مشورہ نیکایت سے
 رہے اور ہر طرح تائید فرماتے رہے اور شل شیر و شکر ان سے ملے رہے
 اور اپنی نسا و صفت ان کے زانیہیں بلکہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی (بلکہ دیگر اہم
 بھی اپنے زمانہ میں فرماتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بنائے خلافت و حکومت
 مستحکم ہوتی گئی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی کہ کفار و منافقین کی تائید کرنا
 اور انکی تعریف بیان کرنا اور انکے امور خلافت کے استحکام کا باعث ہونا
 اجر و ثواب ہے یا کیا) حضرت عمر نے بروقت جنگ فارس و جاک و دم کے اپنے

جانے یا نہ جانے کے بارے میں حضرت امیرؓ سے مشورہ لیا آپؓ نے جو کلمات ارشاد فرمائے
 (وہیچے پنج ابلاغہ اور اس کے شروع میں اس وقت کے مسلمانوں کو جو حضرت عمرؓ کے حکم و
 بیعت سے اور آپؓ کو خلیفہ رسول اللہؐ سمجھ کر جہاد پر گئے تھے خدا کا شکر فرمایا اس وقت
 کے اسلام کو جس میں خلفاء کی خلافت مانی جاتی تھی خدا کا دین فرمایا اس وقت کے جہاد
 کی تین زبانہ رسالت کے جہاد کے ساتھ دی سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ اہل اسلام کی
 فتح و شکست ان کی قلت و کثرت پر متوقف نہیں ہے بلکہ وعدہ خداوندی ہے
 جو پورا ہوتا ہے اور اس وعدہ مراد آپؓ کی (جیسا کہ شایع پنج ابلاغہ علامہ ابن
 میثم بحرانی و ملا فتح اللہ شیرازی نے فرمایا ہے) وعدہ آیہ اختلاف ہے یعنی وعدہ
 اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنکم فی الارض اللہ و یہ آیت بروایت
 قمری و غیرہ خلافت راشدہ شرعی حضرت امام مہدیؑ پر نص ہے نتیجہ یہ ہے کہ حضرت
 امیرؓ کے نزدیک حضرات خلفاء کا زبانہ خلافت اس وعدہ آیہ اختلاف کے پورا ہونے کا
 زبانہ تھا چنانچہ حضرات خلفاء کے حکم و فرمان سے اور ان کی بیعت سے اس وقت کے
 اہل اسلام (جو بزرگ شیعہ مجتہدین علی الصلالہ و مخالفین کاتین نص غدیر تھے اور
 محض دنیا حاصل کرنے کے لئے کفار سے لڑتے تھے) جہاد کے مال غنیمت لاتے
 تھے انہیں جناب امیرؓ حصہ دیتے تھے۔ کئی لاکھ صحابہ بعد وفات آنحضرتؐ مسلم ہوئے
 تھے جنہیں غالباً بارہ ہزار صحابی مدوحین شیعہ یا کفر و بدعت انہیں کے شامل تھے
 ان سبھوں نے حضرت ابو بکرؓ کو افضل ترین مومنین صالحین و لایق خلافت اور امام
 دنیوا و نائب رسول اللہؐ معلّم صحابہ اور مانا اور کسی ایک نے بھی کبھی کسی موقع پر
 حدیث غدیر (جو بزرگ شیعہ حضرت علیؓ کے خلافت بلا فصل پر نص ہے) ظاہر و پوش

نہ کی حضرت شیعہ نمایاں تو سہی کن کن لوگوں اور کب حدیث غدیر پیش کی اگر پیش نہیں
 کی تو کیوں نہیں کی یا تو انکے نزدیک حدیث غدیر سے حضرت امیر کی خلافت بلا فصل مراد
 نہ تھی یا یہ کہنے کے صحابہ کلمہ جمیع (جگہ واسطہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت و معجزات
 و معجزات قرآن و عجز بنا وغیرہ کی خبریں بہت البتہ کہ نہیں اور انہیں کی بچائی و دیا
 کے ثبوت پر اقوال افعال صحابہ سابقین کا ثبوت بھی موقوف ہے اور انہیں کے
 سچائی و ایماذاری کے بھر و سپر آنحضرت صلعم کی نبوت و معجزات وغیرہ کفار کے
 مقابلہ میں ثابت کئے جاتے ہیں ایسے طبیعت و مزاج کے لوگ تھے کہ جنہوں نے دنیا کے
 لالچ سے وصیت پیغمبر و حدیث غدیر کو کہ آنحضرت صلعم نے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے
 مقابلہ میں فرمایا تھا چھپایا اور اس کے خلاف عمل کیا اور کسی ایک نے بھی کبھی کسی موقع پر
 ظاہر نہ کیا اور کفار منافقین کو اپنا امام پیشوانایا اور ایک جھوٹے اور بنائے ہوئے
 پیشوا کے اتباع و پیروی کی پس ایسی صورت میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ ان
 لوگوں نے دنیا کے لالچ سے ایک پیغمبر نبالیا ہوا اور طرح طرح کے قصے و حکایتیں
 مشہور کر دی ہوں آخر ہندو تو شیعہ و نیز دیگر کفار کہتے ہی ہیں کہ اس زمانہ میں جو
 اسلام ملکوں میں پھیلا یا گیا وہ صرف دنیا کے لالچ سے پھیلا یا گیا دنیا کی لالچ
 نہ ہوتی تو حضرت امیر کی امامت بلا فصل کیوں باطل ٹھہرائی جاتی حضرت ابو بکر و عمر کی
 صدق ایمان و عقیدت کی اس سے ثرہ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ اپنے کو آنحضرت صلعم
 کے پہلوئے مبارک میں دفن کرایا اور جناب امیر نے بھی باوجودیکہ تجہیز و تکفین میں شریک
 تھے منع نہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں کہ مشتقہ نمونہ از خروار و قطرہ از بحار ہیں
 اگر کجا کرے میزان عقل و انصاف میں تولے جائیں تو کوئی شک باقی نہ رہے گا کہ یہ حضرات

لے خود بنایا میرے کبھی بھی اس حدیث غدیر کو کہتے امامت بلا فصل کے ثبوت میں پیش نہیں کیا ہے

بہترین مؤمنین صالحین و افضل ترین امت محمدیہ اور سچے خیر خواہ اپنے پیغمبر اور دین
 اسلام کے تھے تھے کہ مورخین غیر مذہب (مثل ڈاکٹر کین ڈیون پورٹ و کال
 ویل وغیرہ) نے داد انصاف دے کر ان حضرات کو آنحضرت صلعم و دین اسلام کا
 سچا خیر خواہ ٹھہرایا آئے بر حال شیوہ کہ باوجود ان سب اوصاف و کمالات کے
 پھر بھی انکو منافق و کافر بتلاتے ہیں اگر آیات قرآنی پیش کیجاتی ہیں تو لغو و بطلان
 کرتے ہیں اگر اپنے یہاں کے احادیث معتبرہ پیش کیجاتی ہیں تو انکو موموع و نا
 معتبر بتلاتے ہیں اگر خود انہیں کئی کتابوں سے اقوال و افعال حضرت امیر و امیر
 سے سند دیجاتی ہے تو تفتیح کا بیان کرتے ہیں اگر علمائے غیر مذہب مثل نصاریٰ
 وغیرہ سے فضائل ثابت کئے جاتے ہیں تو کافر کا قول کہہ کر ملتے ہیں جب یہ کہا
 جاتا ہے کہ یہ حضرات اول ہی زمانہ دعوت اسلام میں آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر
 ایمان لائے ہمیشہ کلمہ پڑھتے رہے اور احکام شرع کے پابند رہے ہمیشہ آنحضرت
 صلعم کی صحبت میں ہے ایسی اعانت و نفرت کی۔ دین کے واسطے کفار کے ہاتھوں
 سے اذیت اٹھائی آنحضرت صلعم کے ساتھ اپنے گھر بار عزیز و قریب کو چھوڑ کر
 مدینہ کو ہجرت کی آنحضرت صلعم دینی کاموں میں اُسے صلاح و مشورہ لیا کرتے
 تھے شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے رعایت نہ کی اور اپنے جد جہاد کی
 اسلام و ملت محمدیہ و قرآن اخبار و آثار نبوت تمام عالم میں شائع کئے لاکھوں
 کروڑوں کافروں کو مسلمان کیا بنیاد کفر کو مٹایا کفار سے بددعویٰ اسلام جہاد کر کے
 انکا ملک لیا بعد اسلام لانے کے آنحضرت صلعم سے ہر طرح کی قرابت قریبہ پیدا کی
 حضرت ابو بکر و عمر آنحضرت صلعم کے مصاحب بنیائیں بھی تھے اور قبر میں بھی ہوتے

(اور آخرت میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہونگے) حضرت امیرؑ انکے امور خلافت کی ہمیشہ تائید فرماتے رہے اور تعریف و توصیف کیا کرتے باوجود حاکم و خلیفہ ہونے کے کلمات دنیا کی رغبت نہ کی وغیرہ وغیرہ تو اسوقت یہ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں صرف دنیا کے دکھلانے کی تھیں انکے دل میں ایمان نہ تھا اب شیعہ ہی بتلاتیں کہ جب کسی صحابہ کے ایمان عدم ایمان کے بارہ میں کسی مخالف سے گفتگو ہو تو کس قسم کا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے ؟

سوال۔ لہذا اب جمیع علما شیعہ سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ حضرت امیرؑ کا مومنین صالحین و محدوحین صحابہ سے ہونا کسی ایسی دلیل قطعی سے (جو علاوہ اس قسم کے دلائل کے ہو اور اس کے مقدمات مسلمہ ہوں) بمقابلہ حجاج و نواصب دشمنان حضرت امیرؑ کے ثابت کر دیں وروہ ساکت رہ جائیں اور ایسے شبہات لغو جو شیعہ باوجود ان تمام دلائل قویہ کے ایمان صحابہ ثلاثہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارہ میں کرتے ہیں نہ کر سکیں۔ واضح رہے کہ مسلمان ہونا کلمہ پڑھنا احکام شرع کا پابند ہونا۔ آنحضرت صلعم و دین اسلام کی اعانت و نصرت کرنا۔ کفر کے ہاتھ سے دین کے بارے میں اذیت اٹھانا۔ ہجرت کرنا اسلام لانے کے بعد سے آنحضرت کی صحبت میں ہمیشہ حاضر رہنا۔ بعد اسلام کے آنحضرت صلعم سے قرابت قریبہ پیدا کرنا۔ آنحضرت صلعم کا اُسنے دین کے کاموین ہمیشہ صلاح و مشورہ لینا آنحضرت صلعم کی حیات میں اور نیز بعد اچکے دین اسلام و ملت محمدیہ کو عالم میں پھیلانا اسوقت کے لاکھوں مسلمانوں کا انگوٹہ بہترین مومنین سمجھنا اور اپنا پیشوا اور امام بنانا کفار سے بدعویٰ اسلام جہاد کر کے اٹھا لیا۔ لاکھوں کروڑوں کافروں کو مسلمان

کرنا۔ بنیاد کو مٹانا۔ شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے قصاص میں درگزر نہ کرنا۔ باوجود حاکم و خلیفہ ہونیکے عیش و لذت دنیا کی طرف رغبت نہ کرنا۔ غلاب امیر رائے انکی توصیف و تعریف اور انکے امور خلافت میں مدد و نصرت کرنا۔ قرآن جمع و مرتب کر کے عالم میں شائع کرنا اپنے کو آنحضرت صلعم کے پہلے مبارک میں دفن کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ایسے اوصاف ہیں کہ بہ تسلیم فریقین صحابہ متقبولین اہلسنت جماعت کی ذات میں موجود تھے اور جس کسی شخص میں ذرا بھی مادہ عقل و انصاف کا ہو گا وہ ہرگز انکے کمال ایمان میں تردد و شک نہ کرے گا لیکن شیعہ کے زعم میں یہ سب باتیں کافرو منافق کی ذات میں بھی جمع ہو سکتی ہیں اور ثبوت ایمان کے لئے دلیل کافی نہیں ہو سکتیں۔ لہذا ایسی صورتیں اس قسم کی دلیلین خواہج و نواصب کے مقابلہ میں شیعہ کی طرف سے کیونکر جناب امیر کے ثبوت ایمان کے لئے کافی ہونگی اور وہ کب ساکت رہیں گے شیعہ نے عداوت صحابہ کرام کی وجہ سے اپنے مذہب میں ایسا زہنہ ڈالا اور اپنے پیر میں ایسا تیشہ مارا کہ قیامت تک اسکا علاج کئے اصول پر ممکن نہیں حوصلہ کی بات تھی کہ ان سب دلیلوں کو چھوڑ کر کوئی ایسی دلیل ڈھونڈ کر نکالیں کہ اس کے مقدمات بھی خواہج و نواصب کے نزدیک مسلم ہوں اور اس سے حضرت امیر کا ایمان بھی انکے مقابلہ میں ثابت ہو جائے۔ مگر ناظرین دیکھ لیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ابدالہر شیعہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب نہ ہوگی اور ممکن نہیں کہ بلا مدد اہل سنت و جماعت کے انکو دشمنان حضرت امیر کے مقابلہ میں کبھی کامیابی حاصل ہو۔ یہ تو صرف ایمان حضرت امیر کے ثابت کرنے کی درخواست بمقابلہ خواہج و نواصب کے شیعہ سے

کی گئی ہے۔ بہت بڑا مقدمہ اسلام و نبوت کا ہے کہ شیعہ کے اصول پر کیا ثابت ہوتا ہے؟ بلکہ کفار و منکرین اسلام کے اس سے زیادہ محال ہے چنانچہ ان کے عقائد غریب و سراسر سوال طبع ہو کر شائع ہوئے ہیں اور اس میں چند مقامات قائم کر کے تمام دنیا کے شیعوں سے استدعا کی گئی ہے کہ اپنے مذہب کی رو سے آنحضرت صلعم کا پیغمبر ہونا اور اسلام کا دین خدا ہونا بمقابلہ کفار و دشمنان اسلام ثابت کر دیں اور مذہب شیعہ سلامت باقی رہے +

محمد ابوالقاسم غفر اللہ لہ ساکن محلہ آبا و شہرہ آبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

سرخیل متکلمین ستیہ۔ جناب مکرم مولوی محمد ابوالقاسم صاحب زاد و غلیتہ
 تسلیم بعد تعلیم چار ورتی مسئلہ سامی کہ جن میں تمام علماء شیعہ سے چند امور کا
 استفسار ہوا ہے۔ حقیقہ کے پاس پہنچے۔ میں نہایت مشکور ہوا کہ باوصف عدم
 سابق معرفت جناب نے نیازدکیش کو یاد فرمایا ممکن تھا کہ محض بات شال امر
 سامی باین نادانی و بیدانسی سوالات مندرجہ اوراق مذکور کا جواب دیا جاتا
 مگر نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ محققین سابقین و متقدمین اولین نے

نوٹ ملانے شیعہ سے گزارش ہے کہ اگر ان دلائل کے علاوہ کوئی دوسری دلیل دیکر ملے

خواجہ و اصحاب انہیں کر سکیں ہرگز ہرگز قصد تحریر جواب نہ فرمائیں۔ ملبوغہ امور پر میں الزام

متاخرین کے لئے کچھ نہیں چھوڑا چونکہ امورِ ستفسرہ عالی بکرات و ثمرات زیر بحث
 و درج کتب ہو کر دستِ فرسودہ خلائق ہو چکی ہیں لہذا مجھ کو حکمِ ذہنِ جدت
 پسند مکروہ معلوم ہوا کہ پُرانی ملی ملی لٹل پُر تازہ کلپ چڑھا کر اہل دانش کی
 نظر میں بشلِ جناب والا تحصیلِ حاصل کا الزام اٹھاؤں۔ ہاں اگر آپ اپنی
 فکرِ عالی سے کوئی جدید بات پیدا کر کے شانِ خلافتی دکھاتے تو اتنا عالمِ ہم
 بھی کچھ ہاتھ پیر ملاتے در اسوچو تو سہی در بابِ مباحثِ مذہبی آپ کے شاہ
 عبدالعزیز صاحبِ دہلوی نے باین عنوان اقتراح بابِ مناظرہ فرمایا کہ بقول خود کسی
 مسئلہ بحثِ طلب کو فرو گذاشت نہیں کیا پس ضرور ہے کہ جن باتوں کو میرے پیر
 جناب اللہ نے زینتِ قرطاس فرمایا ہے عزیزِ دہلوی زینتِ ہتھ فرما گئے ہیں زان
 بعد مولوی حیدر علی صاحبِ فیض آبادی نے تحفہ موصوف سے ادا و یکد منتہی الکلام
 میں انتہا کا زور دکھایا اگر سنجانبِ شیعہ ہر دو کتب موصوفہ بالا کے جواب
 شائع نہ ہوتے یا کہ اجوبہ کتب مذکورہ کا ردِ منکست خصم حضرت اہلسنت کی طرف سے
 حوالہ فلم ہو جاتا تو آپ کے ہر طرح کے فخر و مباحاتِ طوطی کی گنجائش تھی۔ خدا را
 آپ ہی انصاف فرمادیں کہ جب ایسی کتابوں کے جواب کہ جن کے مصنفین کو جمع اہلسنت
 خاتم المجتہدین و رؤس المناظرین اعتقاد کے ہوتے ہیں باین کثرت لکھے گئے ہوں
 کہ الماریاں پُر ہوں تو یہ چند سطور سطورہ سامی کہ بچکار و بیٹی کیا برد و بار بلکہ بار بار
 ہو چکا ہو۔ کیا وقتِ اقتدار رکھتی ہیں۔ اگر حضراتِ اہلسنت کی طہیت میں حقِ ظہری
 ہوتی تو ان کے لئے یہی کافی تھا کہ نہایت انصاف یا مذارِی سے گوشہ نشین میں
 سرزبانوں سے تفکرِ حبکا کر غور فرماتے کہ تحفہ و غیرہ کے جوابوں کا حال کسی عالمِ اہلسنت کا

متعرض نہ ہوا صریح طور پر دلالت کرتا ہے کہ صاحب تحفہ نے لوگوں کے گمراہ کرنے کی
غرض سے ایسی کا ذیبت افترقات حوالہ ظلم کئے ہیں کہ جیسے جوابات کا رد اہلسنت کو کیا
فرشتہ خان کے بھی امکان سے باہر ہو گیا اللہ اکبر علوی حتیٰ اسی کو کہتے ہیں کہ
شیعوں کے مقابلہ میں شیعوں کی طاقت ہر قسم حجابی قاعدہ سے پندرہ سولہ درجہ
بڑھی ہوئی ہے پس اتنے بڑے طاقت دار گروہ کا ضعیف تغلیل جانتے کے روبرو بانٹنا
حقیقت خود ظلم اٹھانا گویا بصدر بان اپنی فرومالگی کا اقرار کرنا ہے میرے ظلم میں
طاقت نہیں ہے کہ تحفہ کی جو دھیمان اڑاتی گئی ہیں اُن سب کو ایک جگہ جمع کر کے
کوئی تعداد جو بظاہر کرسکوں مگر بنظر اظہار حل مستحکم نمونہ از خردار سے اتنا عرض کرنا
کافی سمجھتا ہوں کہ باب مفہم متعلقہ امامت مندرجہ تحفہ کے تقریباً پچاس ورق ہیں
جس کے جواب میں فقط ایک عالم شیعہ نے تیس جلدیں سنی بعقبات الانوار لکھی ہیں بعض
جلد اتنی حجم و ضخیم ہے کہ چودہ پندرہ روپیہ قیمت پائے ہوتی ہے اور پانچ چھ روپیہ
تو کوئی بھی کم نہیں باب ہم جکا تعلق مطاعن خلفا لمانہ و دیگر صحابہ و ام المؤمنین
حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہ سے ہے اُس کے جواب میں بڑی بجاری تین جلد لکھی
گئی ہیں تہی الکلام کی بھی یہی کیفیت ہے کہ تنقصار الافحام ہے تین جلد و تین جواب
دیا گیا ہے اگر آپ سیمع النظر ہیں اور تحفہ وغیرہ کے جوابات زیر ملاحظہ آچکے ہیں
تو صاف طور پر ارقام فرمائے کہ کسی عالم شیعہ نے تا حال آپ کے امور مستفسر کا
جواب نہیں دیا یہ کہ شاہ صاحب غیر متکلمین کو بائیں پتھر و ہمہ دانی و حقیقت یہ سچا
سوچا ہی نہیں کہ شیعہ تصدیقہ جواب اٹھاتے۔ جو قوت کہ آپ اپنی وسعت نظر
سے ایسی تحریر ہمارے حوالے فرمائیں گے انشاء اللہ مع صفحہ کتاب کا نشان دہی کر

آپکی ادعا و نفرد کو باطل کیا جاوے گا مگر چونکہ اہلسنت کو معاملات در سبب میں خیر
 واقفیت نہیں ہوتی اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض ناواقفین اپنی کوتاہ نظری سے
 مضامین مشہورہ سامی کو آپ ہی کا انشا کیا ہوا خیال فرماتے ہیں لہذا مجھ کو بعض مصالح
 سے یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے سفار کی حقیقت واقعی مشکف کرو چکو
 کہ چندین بار حضرات اہلسنت ان باتوں کو بیان فرما کر جواب پلچے ہیں ورنہ خوف ہے
 کہ کہیں خلد خواستہ آپ کے دماغ عالی میں یہ بات جاگزیں ہو جاوے کہ میں بھی راجلہ
 مناظر میں مستطین ہوں کتب فارسیہ عربیہ کا دیکھنا تو شاید متعذر ہو براہ کرم گسری
 بالفعل ایک اردو کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنا اطمینان خاطر فرمایا لیجئے اگر اُمیں آپ کے
 سوالات کا تہ نہ چلے تو مجھ سے دست دیجئے ہو جئے مولوی مہدی علی نصیب
 بہادر محسن الملک جو آیات بنیات لکھی ہے اسکا جواب ہماری جانب سے بذریعہ کتاب
 مستطاب می الحجرات تین جلدوں میں ایک نصف کامل عالم متبحر نے طبع کرایا ہے
 اور آیات بنیات کا اہلسنت کی نظر میں تحفہ وغیرہ سے بھی کچھ اقتدار ثبت ہوا
 ہم پر احسان فرما کر ان جوابوں کی ایک نظر دیکھ لیجئے میں یقین کرتا ہوں کہ
 انشاء اللہ آپ کا پورا اطمینان ہو جائیگا ہر چند کہ در باب عدم وقوع عقد جناب
 ام کلثوم صاحب می الحجرات نے بھی سبب ضرورت ارقام فرمایا ہے لیکن جناب
 مولانا و مقتدا ان فخر المتکلمین رتبیں المناظرین حضرت مولوی علی اطہر صاحب نے
 ایک سالہ مسمی بہ کسب مکتوم اس ماوہ میں خاص طور پر باین عنوان لکھا ہے کہ حکو
 دیکھ کر آپ بالیقین یہ فراموش گئے کہ بے شبہ روایت سینہ نے اس بات میں
 غلطی اٹھائی اور ایک بے وجود چیز کو اپنی غلط فہمی سے یادیدہ و دانستہ

قائم کر دیا پھر تو اُمید نہیں ہے کہ آپ کبھی بھولے سے بھی اس فقہہ و اہل کو صحیح
 باور فرما دیں مگر یہ تو فرماتے کہ باین شوکت و کمکت علماء سے اہلسنت کی طرف
 سے ایسا قصور بہت کیوں ہوا کہ شیعہ کے مقابلہ میں جب تک علم اٹھانے کی جرات
 نہیں ہوئی آج دنیا میں کوئی ایسی کتاب نظر نہیں جاسکتی کہ شیعہ کے جواب کا رد
 اہلسنت نے لکھا ہو یا کہ اہلسنت کی کسی کتاب کا جواب بتقابلہ اصل کتاب یا دیگر
 کتب میں منجانب شیعہ نہ دیا گیا ہو مگر سرس میں خاندان کے اخلاف کبھی غرت نہیں
 پاسکتے کہ جنکے اسلاف میں کسی نوع کا نقص ہوتا ہے۔ دیکھئے قاضی عبد الجبار
 مستکرم اول و اعور و ابن تیمیہ ابن روز بہان صاحب صواعق محرقہ و تحفہ و
 منہی الکلام و سیف سلوان و قاضی الروافض رشید الدین دمووی مہدی علی
 خان صاحب غیرہ باعتبار قدامت سب کے سب کے بزرگ اور حضوران کے خور و
 ہیں پس جبکہ بتقابلہ شیعہ ان حضرات کی یہ توقیر ہے کہ ایک ایک سطر کے رد میں
 جزو کے جزو لکھ دئے گئے تو پھر آپ کس شمار میں ہیں سچ فرماتے کہ کبھی اس
 صدمہ میں خواب راحت مُبدل بہ کلفت ہی ہوئی ہے آپ کے بزرگواران مثل
 شاہ صاحب حیدر علی صاحب کے نام مبارک سے آج تک کسی سنی بھائی نے الزام
 کذب افتراء و غلط نویسی خلاف گوئی دفع نہیں کیا اور نہ قیاست اُمید ہے۔ میں
 یقین کرتا ہوں کہ جب کبھی آپ کو یہ خیال ہوتا ہو گا کہ (ہیں) اہلسنت کی یہ
 کثرت و متہدرت و شوکت اور بتقابلہ شیعہ ایسی مینہ دہنی فرمایا مندری سے غینہ
 اُچٹ جاتی ہوگی اور سچ چوملے کہ طلبگار کچھ قارون است۔ یہی ل چاہتا
 ہو گا کہ کسی حیلہ و ترکیب سے بزرگواران کے اقوال کا ستر واد جو منجانب شیعہ

ہوا ہے اسکی اصلاح ہو جاوے۔ مکرم من گستاخی معاف ہو جب تک کہ ابواب تحفہ و
 منتہی الکلام و آیات بنیات کے جوابات کا ابطال اہلسنت کی طرف سے نہ ہو گا
 اسوقت تک آپ تمام حضرات وابستہ و پیغمبرِ خداست عامل بذبذب باطل
 جاہلین خیر ع اگر پرتو اند سپر تمام کند۔ سابق گروہ سنی سے گو کہ کتب
 شیعہ کا رد نہ ہو سکا مگر آپ ماشار اللہ ذی طبیعت و صاحبِ جودت نئی روشنی
 کے آدمی معلوم ہوتے ہیں بمقتضائے سعادت مندی منجملہ اعتراضات عدیدہ و کثیر
 کے دوچار ہی باتوں کا جواب غایت فرما کر اپنے بزرگوار و کس سرپاک سے یہ بار
 اگر ان کہ بشابہ کوہ ہمالہ ہے دور کر کے خلف الرشید و سید کا خطاب حاصل فرما
 اور اپنے معاصرین انبائے زمانہ کی نظر میں مؤقر و معزز ہو جائے اگر ہمارے علما
 کے اُن اقوال کو جو کہ بر بآ عدم حقیقت مذہب اہلسنت لکھے گئے ہیں آپ از جملہ
 محالات تصور فرما کر باطل نہ کر سکیں تو حضور شاہ صاحب کی اس کذب فوہیسی
 ہی کو تاویل غیر علیل سے جو کہ لبثت شیعہ غایت حیا و ایمان و پاسِ اسلام سے
 حضور مدوح نے بحایت اہلسنت کی ہے درست فرما دیجئے۔ ورنہ ہمارے نزدیک ایسی
 صورت میں آپ کبھی مدوحِ خلافت نہیں ہو سکتے۔ کہ بزرگوار ان بچیلہ دروغ گوئی
 و خلافِ نوبی فی خیانت شعاری و افترا پر داری تشیہ الماطعین تغلیب المکاترو
 و عفات الانوار و بوارق موبقہ و متقصا الانحمام وغیرہ کتب کلامیہ کے سنگین
 حوالات میں لکھ کر کتب متکلمیان شیعان رہیں اور انکے اذنا ب اخلاف جیسکے حضور
 لامع النور میں ہی روشدہ مضامین کہ جن کے کھنسنے سے بڑے بوڑھوں پر سخت
 دار و گیر ہو رہی ہے نئی نئی عبارتوں میں بیان کر کے چہلا کی نظر میں اپنے آپ کو

عاطف مانہ و فرزانہ روزگار ثابت کرائیں۔ میں آپ کو روح انصاف کی قسم دیکر پوچھتا ہوں بلکہ خلیفہ ششم حضرت معاویہ و خلیفہ ہفتم حضرت یزید رضی اللہ عنہ کا واسطہ
 اچھے مستند دکر تا ہوں کہ ایمان اس کی نام ہے کہ شیعہ یہ بتوا قوال شاہ صاحب غیرہ تمام
 مطاعن و زایل و قبائح کو خلفائے ذات عالی صفات سے چسپان کرین اور اہلسنت
 ٹھنڈے سانس بھر کر بچیم نیم و ائن الزامات کو معائنہ کیجے غایت بے بسی کو بہ
 دہی سے دم بخود ہو جائیں مگر نظر جہلاً اس کہ نہ قبائے خلافت پر کہ جس کو اپنے بنا
 نازیبائے خلیفہ اول نے حسب الارشاد جناب میر علیہ السلام مضرہ خطبہ شش تقسیم
 مستندہ پنج البلاغہ مسئلہ مستنبط کھینچ کھانچ کر چسپان فرمایا فیجئے رنگ چڑھا کر
 دھوکے دیتے رہیں اور وہ دھوکے شیعیان مرقضوی کے تابش کلام سے ایسے
 اڑیں کہ جیسے آفتاب شبنم برانے مانسے جناب والا نے بھی جہلاً گم کردہ خرد کے
 دھوکہ دی ہیں دقیقہ از دقائق فرو گذاشت نہیں کیا۔ ابتدائے کلام ہی میں
 وہ جال چلی ہے کہ سو فشیان کامل فن کی روضہ تار و بلا گردان فلم ہو جاوے
 جیسا کہ خاتمہ کلام پر خواجہ کے مقابلہ میں اہل حق سے نازہ نازہ گرم بیک بھکاتی
 دلائل طلب ہوتے ہیں۔ ویسی ہی ابتدائے کلام میں اہل حق کو پرانی دھڑانی باؤ نکا
 بیان کرنیوالا تجویز فرمایا ہے غالباً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث بھی آپ کی
 رائے میں تازگی طلب ہیں حضرت من پہلے بخاری اور مسلم شریف کے ساتھ وہ عمل
 فرماتا چاہتے۔ جو کہ جناب عثمان کان حفتہ و ایمان نے قرآن کو مشتمل تبصرہ و افلاط
 سمجھ کر کیا تھا جیکہ حضور پر نور تباہی جناب ذوالنورین گرم بازار میں فرما کر کتب موصوفہ
 سے اُن مطالب منساین کو جو پیش رویت مسک ہو کر حضرات اہلسنت کے مقابلہ میں

منظور و منظور ہوتے ہیں حذف فرما دیوں تب بعد بابت شادمانی بخوف و خطر ہو کر جسے کہتے کہ اب تو شیعہ کے پایہ استدلال کو ابن مسعود وغیرہ کے قرآن سوختہ کے ساتھ بتبعیت جناب محوق القرآن ہم نے ملحق فرما دیا اب کہیں سے نئے دلائل باثبات ظلم و جور دشمنین ہم بنچاہتے اسوقت جیسی مصلحت ہو عرض کیا جاتیگا۔ لیکن جب تک کہ کتب موصوفہ مصنون عن التصرف ہیں ہم برابر یہی کہہ جاتیں گے کہ وہ دیکھو بخاری میں غضب جناب سیدہ کی روایت درج ہے صحیح مسلم میں حسب تسلیم حضرت عمر شعیب کرام کا حضرت امیر کے نزدیک ٹھہرانا دغا بازیات شاعر ہونا لکھا ہے رسول اکرم کے ارشاد ہدایت بنیاد پر الزام نہ بیان درج ہے وگیر کتب معتبرہ میں خلفا راشدین کا بحر مافرائی و تخلف لشکر اسامہ حدیثہ عن النبی من تخلف عن جیش اسامہ اٹھانا اور جناب امیر کے گھر پر آگ لکڑیاں بجانا محن کا شکم مادرین ضرب مشت و لکڑی سے شہید کرنا نبی مہکوبے غل و کفن چھوڑ کر دنا کے چھپے پڑ جانا صحابہ مقبولین کو مار مار کر مدینہ سے نکال دینا متعدد و قرآن کو طعن الہبیت کے حقوق واجبہ کا غصب کرنا وغیرہ وغیرہ درج ہے اگر حضور بچوش تشن کل کتب کو مع قرآن پاک دینا سے اٹھایوں تو ہم بھی اعتراض جدید پیدا کریں گے کوشش کریں مگر اسوقت بھی ہم کو یہ کہنے کی گنجائش ہو جائے گی کہ حضرات اہلسنت کوشیہ کے مقابلہ میں ایسی پس پاتی ہوتی کہ تباہی و حادثہ کو باین عنوان درہم و برہم کر دیا کہ کسی فصل نہیں ورکیکا باب نہیں۔ ماشاء اللہ آپ بھی عجیب چیز میں پہلی صدی کے نصف اول میں حضرات ثلاثہ بمقام بلغان بنائے بنوت بدعلی کریں اور چودہویں صدی کے ابتدا میں آپ انکو پرانا دھڑانا قرار

دیکر ناقابل التفات سمجھیں میں نہایت خوشی کے ساتھ سننا چاہتا ہوں کہ ہمارے
 بیحد و انتہا اعتراضات میں سے دس پانچ ہی کی نسبت ارشاد فرمائے کہ فلاں
 فلاں پُرانا ہے اور ہماری جانب سے اُنکے یہ نئے نئے جواب ہوتے ہیں
 ہمیں یہ بتا اگر انکار شیطان کو جو کہ درباب سجدہ آدم علیہ السلام واقع ہوا
 ابتدائی قطعہ سمجھ کر فروعی اعتراض سے خارج کیا جاوے تو غالباً حسب مذاق
 سامی درست ہوگا۔ کیوں حضور غار ثور میں جناب رسالت مآب کے ساتھ
 حضرت ابوبکر صدیق کا متواری ہو کر مشرف بہ تشریف ثانی اثنین اذہا فی الخ
 ہونا جسکو آپ بدانت خود محمول تبوصیف فرما کر بیان کرتے ہوئے جھوم جھوم
 دوسرے ہو ہو جاتے ہیں۔ ہجرت کی پہلی شب قطعہ ہے تعجب ہے کہ وہ پُرانا ہونا
 اور حضرات خلفاء کی وہ بے ادبیان جو کہ دوران خلافت میں بمقابلہ خاندان
 نبوت سرزد ہوتی ہیں ناقابل بیان تجویز کئے جاوین۔ اُجی حضرت جن اعتراضات
 شدید کا کسی عالم اہلسنت سے از بد و افتاح باب کلام الی الان کہ زائد از
 تیرہ سو سال ہوتے ہیں کوئی جواب نہیں دیا گیا وہ پُرانا ہے ہو کر و مبدم مضبوط
 ہوئے جاتے ہیں یا درکھتے پُرانا اعتراض اہل زبان کی اصطلاح میں اُسی بات
 کہتے ہیں کہ جبکہ جواب نہ ہوا ہوا اور جو اعتراض کہ حجت ہائے بالغہ و دلائل کاملہ
 سے مندرج ہو جاتا ہے اُسکو پُرانا نہیں کہتے بلکہ وہ قطعی باطل خیال کیا جاتا
 ہے۔ کیوں جناب غزل جناب ابوبکر از تبلیغ سورہ برأت و تحلف شیعین از شرکت
 لشکر اُسامہ و قصہ طلب داشت قرطاس خواہہ و معاملہ فدک ضبطی خمس ایجا و ترمیم
 و منع متعہ وغیرہ و غیرہ ان پُرانے اعتراضات کا یہی جواب ہوتا ہے کہ ہمارے

کتاب کے مقابلہ میں قلم شکستہ کر لیا جاوے آخر فرمائے تو سہی جب تک آپ جواب دیں
 شیعہ معترض ہونے سے کیوں رکھیں۔ جناب میں ہندوستان کے ذی رتبہ
 اہلسنت آپ کے ان فقر و غنیں نہ آئیں گے کیونکہ دانشمندان ہند کو شاہ صاحب
 کی تراش خراش کا جوابوں کے دیکھنے سے کچھ کچھ حال معلوم ہو گیا ہے۔ وہ چونکہ
 سہو رہے ہیں۔ خیر جہلاً و اقلہ ایسی گھڑت کو زیادہ پسند کرتا ہے سو آپ کی نذر نہ ملے من
 نشان ج طرف چاہتے ہی جاتے۔ کیا خوب قانونِ تادی نے گھر کے گھر صاف
 کر دیے۔ آپ بحکم الناس علی دین ملوکم معدن رسالت کے حقوق جائزہ کے
 مقابلہ میں سکا نفاذ چاہتے ہیں۔ سو یہ بخیر ہمارے دعوے میں بعنایت ہی
 کی طرح بھی تادی نہیں آسکتی۔ بموجب حکام قرآن و حدیث پہلے ہی ذکر کی
 حاصل کر چکے ہیں۔ اجرا ہی ہو گیا۔ منکر ان حقیقت گرفتار ہو ہو کر اپنے اپنے مقامات
 پہنچ گئے۔ کسی پر تشدد المطاعن و معقات الانوار کا پہرہ لگا ہوا ہے کوئی تحفۃ الاشعاع
 کے سرنگون کی سختی سے بجرم تبدیل معافی قرآن داغ کفر اٹھا کر حد و اسلام
 سے سات سمندر پار اتارا گیا۔ دیکھو قفا وائے علمائے سینہ شبہ ظہر تحفۃ الاشعاع
 جواب ہدیتہ الشیعہ ایک صاحب تنقصار الانعام کے محکم طبع میں مقدم ہو کر بصدر
 ہاتے ہاتے مقلدان و مریدان کو پکار رہے ہیں کہ خدا را جواب دے کر مجھ کو
 اس قید شدید سے چھڑاؤ۔ مگر سب پینہ بگوش ہو گئے ایک دم نہیں مازنا بھی
 ابھی مولوی جہانگیر خان صاحب مولف اطہار الہدیٰ حضرت علی کے کرامات و خرق
 عادات کو جو گیون اور ایتوں کی شعبہ بازیوں سے مشابہت دیکر تازیانہ کفر
 کھاتہ کھاتے چراغ پا ہو گئے کتاب معیار الہدیٰ کا ورق آخر خط طلب ہے

جس میں چند علمائے ستینے نے کفر کا فتویٰ دیا ہے حضرت من بیہ النبی ناطق و گری
 ہے کہ جس کسی نے اُسکے نا واجب ہو نہیں چون چر کیا نوڑا کا فر ہو گیا۔ کار پڑا
 عدالت العالیہ کے ساتھ موالیان اہلیت بلا بر نشان دیتے ہوئے پھر رہے ہیں
 جس کی کو نوڑا بھلی اس قدر تھی و گری کے مقابلہ میں اکثر یا ہوا دیکھتے ہیں نوڑا پا
 بدستہ و گری دست بدست و گری منکرین اولین کے ساتھ ملحق کر دیتے ہیں
 سمکھو آپکی دانشمندی پر کمال افوس آتا ہے کہ ایسی و گری جکا حطر احرار کبھی
 خارج ہوا ہے۔ نہیں بعد از شداد مدت کیونکر ناقابل التعمیل ہو سکتی ہے۔ یہ خراج
 این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ کتاب ہدایات الرشید کی آپ نے بڑی مداحی
 فرماتی ہے اور مجھے مبالغہ کیا ہے کہ اُسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ
 قرار دیا ہے۔ خیر یہ اپنا اپنا پندار ہے اگر آپ اُسکی عقل و روح محفوظ یا موقوف
 صاحب کو خدا کہنے لگیں تو کون زبان روکتا ہے میں بہت اشتیاق کے ساتھ آپکی
 زبان مبارک سے اس بات کو سنا چاہتا ہوں کہ وہ کیانسی بات درج کتاب صوف
 ہو کر آپ کے لئے مایہ خرواز ہوئی کہ جکا ذکر کتاب ولین پیشین میں نہ آیا ہو حضرت
 پیران پیر کے اس قدم مبارک کی قسم دیتا ہوں جو کہ طب علیہ سامی تمام اولیا کے
 دوش پر مقدم ہے کیا صاحب ہدایات الرشید نے مطاعن خلفائے کسی طعن کو
 اٹھایا تھا جن میں جیش اسامہ سے جملہ عن اللہ دفع کیا فدک کے پیچ در پیچ قصہ کو
 صاف کیا جناب سیدہ کے گھر پر آتش باری کی تصویر کی سقط محسن کا جواز کیا
 حکمت عہد غدیر کی کوئی تاویل بیان کی۔ الزام تجریم متعہ و سقط حرم علی خیر
 کی کوئی علت صحیح ارشاد ہوئی۔ تقیہ کو باطل فرمایا۔ حضرات شیخین کا بابا ایمان

ہو نامت کیا آخر فرامیگا تو سہی مولف کتاب موصوف نے کیا ایسا کارنایا کیا کہ
 جسکی وجہ سے انکی کتاب کو نمونہ قدرت خداوندی کہا گیا۔ حقیقت بھی اُسکو معائنہ
 کیا ہے وہی صواب و تحفہ و فہمی الکلام کے پرنے مضامین الٹ پلٹ کر بڑنگ تازہ
 بیان کئے ہیں۔ جنکو آپ بھی بوجہ قدامت ناپسند فرماتے ہیں مولف کتاب موصوف
 اگر ہمارے سجد و انتہا اعتراضات میں سے کسی ایک دو کا بھی جواب ٹسکت عطا
 فرماتے تو شاید ہم خود مجبور ہو کر سر در گریبان ہوتے مگر چونکہ اپنے پر شوکت
 الفاظ میں اس کتاب کا ذکر فرمایا ہے۔ عجب نہیں کہ دیگر حضرات بھی اُسکو ایسا
 سمجھ کر ناویدہ مصدق ہو جائیں۔ بنا برآں مناسب معلوم ہوا کہ دو ایک
 مقام مندرجہ کتاب موصوفہ کی حالت پیش نظر عقلاً زمانہ کر کے انکے انصاف پر
 محول کر دیوین۔ کہ جس کتاب کا مصنف ایسا پاکدامن وزیر کد راست گھتا ہو
 اس کی تحریر کیا کچھ ہوگی واضح ہو وے کہ حضرات اہلسنت کو ہمیشہ سے یہ اتہام
 مد نظر رہا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا ہم پہنچایا جاوے کہ جس سے سیدہ و خلیفہ ابوبکر
 کی رضامندی و رباب فکر ثابت ہو کر فی الجملہ رفع خیالت ہو نظر برآں خواجہ
 نصر اللہ کا بلی صاحب صواب نے ایک کتاب سنی بہ حجاج السالکین مع چند سطو
 عبارت غلط طور پر منسوب بشیعتہ کر کے بدالنت خود اس بات کو ثابت کرنا چاہا
 کہ سیدہ علیہا السلام معاملات فکر میں خلیفہ ابوبکر سے رضامند ہو گئیں صاحب
 تحفہ آنا عشری و مولف سیف مسلول چونکہ کاسہ لیس کا بلی ہیں انہوں نے بلا
 تلاش و معائنہ اصل کتاب بقولے نقل راہ عقل اسی طرح لکھ دیا۔ منقرین شیعتہ نے
 بروقت جواب نویسی نہایت شور مچایا کہ کوئی کتاب حجاج السالکین ہماری کتابوں

میں نہیں ہے یہ ہے پر کا کبوتر کیسے بنایا گیا جبکہ علما شیعہ نے زور دیکر دیا یا تب
 بیچارے مقلدان شاہ صاحب کی جان پر پنی اور باتوں کا جواب نہ ہو سکا مگر محتاج
 السالکین کی بابت انہوں نے ایک مضمون تجویز کیا مگر ایسا ہے جیسا کہ بقول بعض
 ذرفا حضرت انسان نے خدا سے منظوری حاصل کر کے چگاڑ یعنی شیرک بنایا تھا
 چونکہ احسن الحائقین کا کام نہ تھا۔ لہذا ناقص خلق نے کل عشا و مقامات بنائے
 مگر مقعد بنائی بھول گئے۔ یہی حال جناب حافظ خلیل احمد صاحب مولف ہدایات
 الرشید کا محتاج السالکین کے توجیہ میں ہوا تمام رخنہ بندیاں کیں۔ مگر ایک
 جگہ ایسے جگہ کہ کل کارروائی درہم و درہم ہو کر مثال متذکرہ صدر کے داریہ
 کرنے پر بکھو باعث ہوتی صاحب ممدوح کتاب مذکورہ کے صفحہ (۶۳) پر
 ارقام فرماتے ہیں کہ دراصل وہ کتاب جکا حوالہ صاحب تحفہ نے دیا ہے مصباح
 السالکین ہے۔ کاتب کی غلطی سے کتاب صواق میں جس سے شاہ صاحب نقل
 ہیں صا و با کی جگہ جادویم بدل کر محتاج ہو گیا۔ غالباً اسی قسم کی تاویلات
 رکبیکہ نے جناب والا کو کتاب مذکورہ کی عجائب قدرت خداوندی ہونے پر
 عقائد کرنے سے مجبور کیا۔ بخاطر دشت سامی خیف حافظ صاحب کی اس دلیل کو
 منظور کر کے عرض کرتا ہے کہ صا و کا حاک کے ساتھ بدل جانا تو ممکن ہے مگر یا اور
 جیم کا تباد کہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ان دونوں حروف میں کسی نوع سے تجنیس خطی
 پیدا نہیں ہو سکتی اگر صاحب صواق کو ایسا غلط نویس محرم ملا تھا کہ یا اور
 جیم کی شان کتابت میں امتیاز نہ دے سکتا تھا تو نہ معلوم اپنی خوش فہمی سے
 متن کتاب میں کیا کچھ تغیر کیا ہو گا۔ شاید متعالبہ کی نوبت نہ پہنچی ہو گی ہماری

سمجھ میں ایک بات آتی ہے اگر آپ بھی چونکہ انصاف دوست ہیں پس فرمایوں تو
 اسکا تصفیہ آسانی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبارت مصباح السالکین مندرجہ
 ہدایات الرشید عبارت محاج السالکین محولہ تحفہ کا باہم تقابل کیا جاوے اگر عبارت
 مصباح وہی ہے جو کہ صاحب تحفہ نے بحوالہ محاج ارقام فرمائی ہے تو بے شبہ
 بقول جناب حافظ خلیل احمد صاحب کتاب کی غلطی سے بجائے مصباح محاج
 لکھا گیا اور اگر انخواستہ عبارتوں میں تفاوت ہے تو نہ شاہ صاحب غیرہ شیعہ کی
 واروگیر سے بچتے ہیں ورنہ ہدایات الرشید نمونہ عجائب قدرت خداوندی مافی
 جاسکتی ہے سینے کو خوب دیکھ لیا وہ وزن کتابوں کی عبارت میں اتنا فرق ہے
 کہ جتنا مجھ میں اور آپ میں۔ اب فرماتے جبکہ عبارتیں ایسی متفاوت ہیں کہ باہم
 کسی نوع کا ربط ہی نہیں تو سوائے انہیں اور کیا خیال کیا جاوے کہ صاحب صواعق نے
 کتاب کے ساتھ ایک عبارت بھی گھڑ لی پچھلے تو ہم خواجہ نصر اللہ کابلی کو صرف محاج
 السالکین کے لفظ پر کا ڈب مفری خیال کرتے تھے اب جناب مولوی حافظ خلیل احمد
 صاحب کی تحقیق و تنقید و وقت نظری سے ایک طولانی عبارت بنائیں گے بھی پھر
 الزام قائم ہو گیا یہ صاحب جن کتاب میں میر خسرو کیسے اعلیٰ اور بے تالی سر
 باتیں درج ہوں آپ اسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ کہتے ہیں الحمد للہ کہ
 محاج السالکین پر ہمارے اعتراض قدیم کو جناب حافظ صاحب کی تحقیق سے
 سے ایسا استحکام ہوا کہ ایک سے ہزار درجہ پر پہنچ گیا دیکھتے جناب امین باطل اسکو
 کہتے ہیں جیسا کہ آپ کے مدوح صاحب ہدایات الرشید کر رہے ہیں۔ اگر صاحبان
 ایمان جنگو ایک شہ بھی پا سن سلام رتی بھر غور فرمائیں تو انکی نسبت بے تکلف

یہ کہہ سکتے ہیں کہ فی الواقع یہ کوئی غوث یا قطب یا ابدال ہیں یا آنکہ اُن کے جسم لطیف میں پیران پیر کی روح پُر فتوح نے حلول فرمایا ہے۔ میرا ظم جرات نہیں کرتا کہ انکے وجوہ ایمانداری کی تفصیل میں کچھ کام دیکھے مآشاء اللہ حضرت وہ باریک مضمون سوچتے ہیں اور ایسے توجہیات و دراز کاریاں فرماتے ہیں کہ جس سے اسلام کا وقار و کفار کی نظر میں بھی مثل کوہ بوقریں ہو جائے چونکہ حافظ صاحب کے مدوح و پیشوا اور حقیر کے غایت فرما ہیں لہذا میں اُنکی کتاب پر ایراد کرنا مکروہ سمجھ کر آپ کو فقط اس قدر دکھائے دیتا ہوں کہ بلا شبہ وہ کتاب اگر عجائب قدرت خداوندی پر مشتمل نہ بھی جاوے تو کبھی دوسری قدرت پر ضرور اسکا اُستمال ہے۔ بحکم نقل کفر کفر نباشد۔ صاحب ہدایات الرشید کے ایک توجہ یہ جو کہ پاس صحابہ دنیا طلبان کیلگی ہیں ہدیہ خدمت کرتا ہوں ذرا اُس کے نتائج پر غور کیجئے شیعہ قدیم سے یہ اعتراض کہتے چلے آتے ہیں کہ حضرت خلفائے دنیا کی طرح سے آنحضرت کے جہاد اطہر کو بلا غسل و کفن و دفن و نماز میت وغیرہ چھوڑ دیا اور درباب خلافت باہم لڑتے بھڑتے رہے یہ اعتراض ایسا جگر خراش و ندامت افزا ہے کہ اچھے اچھے دانشمند سرنگون ہو جاتے ہیں اور غایت اضطراب سے کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر مولف ہدایات الرشید نے چونکہ مصدرِ عجائب قدرت خداوندی میں ہمارے اعتراض کو تسلیم فرمایا کہ ایسی دلیل بیان فرماتی ہے کہ جبکہ انعام ہمارے پاس سوائے اُس کے نہیں ہے کہ نہایت کریم تصدق غوث الثقلینؑ بی بی عائشہ صدیقہ مولو یقیناً موصوف کو بروہ حشر حضرت محمد و جناب معاویہ کے ساتھ محشور فرما کر جمیع المہنت کو اُنکے سایہ عاطفت

میں مقام رفیع غنایت فرماتے جناب موصوف ہدایات الرشید کے صفحہ (۱۵۱) پر
 بایں مطلب رقمطراز ہیں کہ یوم انتقال سے حضرت تیسرے دن دفن ہوتے اور
 پھر بغا صلاہ قلیل اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ خلافت بہ نسبت فن رسول اللہ صلعم
 اہم اور ضروری اور خطرناک تھا اگر حضرت کے دفن میں تعجیل نہ کی گئی تو کچھ باک نہیں
 آجکا بدن مقدس بگڑنے اور متعفن ہونے سے پاک و منزه تھا اگر دفن نبی کو تنظیم
 خلافت پر مقدم کیا جاتا تو بڑا بھاری اندیشہ اسلام کی برہمی کا لگا ہوا تھا۔ کیونکہ
 جس طرح انصار کی مشائختی اگر اسی طرح سے خلافت متفرق ہوتی تو اسلام و اہل
 اسلام درہم برہم ہو جلتے۔ انتہی بقدر الحاجت کہ کہاں ہیں مسلمان مؤلف عجائب
 قدرت خداوندی کی نکتہ رسی و دقیقہ سنجی کی داو و یکر انہی قطبیت و غوثیت کے
 خائل ہوں اور دست بیع ہو کر حضرت کے صاحب چال ہوینکا عقیدہ کرین تمام دنیا
 قاعدہ ہے ہزار ضرورتوں پر خاک ڈال کر پیلے میت کو دفن کیے ہیں۔ مگر یہ نئی بات
 سوائے رسول اکرم کی نفس مبارک کے اور کسی کے ساتھ نظر نہیں دیا جاسکتی کہ قبر پر تو کچھ
 گھر میں جنازہ رکھا رہا شاید فرط محبت سے بی بی عائشہ نے نہ دفن ہونے و یا ہوجکے
 اپنے پدر بزرگوار پیغمبر ہی ساعدہ سے دستار امانت باندھ کر آتے ہونگے تو غالباً
 انہوں نے اس سوگ نشین منداہم داری کو سمجھا سمجھا کر آمادہ بدفن و کفن و غسل فرما
 فرمایا ہو گا۔ بڑی غلطی کی اس تو اطمینان ہی تھا کہ بوجہ اعجاز نبوت آپکا لاشہ
 محفوظ نہیں کر سکتا پھر اُس ماہ رسالت کو کیوں نہ خاک کیا۔ ویسے ہی تخت میت پر
 پڑا رہے دینا تھا۔ سب لوگ آپکا مدے منور دیکھ کر قیامت زیارت سے مشرف
 ہوا کرتے یہ امت کی بڑی حق تلفی ہوتی۔ بھلا خلفا تو اپنے اس کلام میں بجاں و دو

مشغول تھے جس کے حاصل ہو چکی امید میں حضرت کو دوات قلم نہ دیا۔ جیٹا سامہ کی
 شرکت سے ستواری بلکہ پاکشی کی بغور امتحالی قلمی مرتبت مصنوعی محبت خود رفتہ
 ہو کر شمشیر بہت ہو گئے اہلبیت علیہ السلام کلام میں مشتغل تھے کہ گھر میں مردہ
 پڑا رکھا۔ حضرت امیر توشولے سقیفہ میں بھی شریک تھے پھر یہ کیا کرتے تھے
 چونکہ آپ بھی موالیان اہلبیت بلکہ شیعہ ادنیٰ میں داخل ہیں کہ **لَوْ فَالَسْنَا اِنْ شَاؤُنَا**
 یہ کیوں متوجہ بدفن و کفن نہ ہوتے شاید آپ یہ جواب بن کہ نبی و علی و دونوں
 مفلس تھے کفن و دفن کے لئے خرچ کہاں سے آتا بیت المال پر تو پہرہ لگا ہوا
 تھا۔ جب خلیفہ مقرر ہو گیا تب انہوں نے مثل قوا عد سلاطین دنیا دو چار روپے
 کے برآمد ہو چکا حکم دیا۔ کیونکہ شاہان دنیا کا قاعدہ بنا گیا ہے کہ جب کوئی بادشاہ
 مر جاتے تو خدام و کارپردازان نئے حاکم کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ حضور
 کی فکر و مین ایک خانان آوارہ سا فرمایا مر گیا ہے اس کے لئے تجیز و تکفین کا
 انتظام ہونا چاہیے۔ غالباً یہی امر باعث تاخیر ہوا ہو کہ خلیفہ قائم نہ ہوا تھا
 کاش اگر دس میں روز تک مستطمان خلافت مشغول بگالی گلوبج و مادہ
 پدر و لیا محنتی و مصلوب جوتی رہتے تو جلد طہر سپر زمین نہ کیا جاتا۔ دستور تو یہی
 ہے کہ جب تک مردہ دفن نہ ہو کھانے دانے کا سامان نہیں ہوتا نہ معلوم تین شبانہ
 روز متواتر فاقہ گرین اہلبیت اور خصوصاً حضرت عائشہ کی فحش سی جان پر
 کیا گزری ہوگی ہاتے افسوس ساتھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بقول مستفید
 اپنی زندگی میں خلیفہ کے نہ قائم فرمائے سے اسلام میں سخت تہلکہ و مغدہ برپا
 فرمادیا ادنیٰ ادنیٰ باتیں حتیٰ کہ مسائل جاتے ضرور اور آداب مباشرت وغیرہ سب

بیان فرما گئے مگر ایسی بھاری اور ضروری مسئلہ کو جو کہ بقول صاحب ہدایات الرشید
 آپ کے ذہن کفن پر ہی مقدم تھا صاحب کی رستے پر چھوڑ گئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ
 ایسے ناقص لڑنے گروہ کی نسبت حضرت کو کیونکر اطمینان ہوا آخر انصار کا بھی بڑا
 حقوق تھا اور قرآن پاک میں جا بجا انصار کی روشن الفاظ میں تشریف آتی ہے
 اس گروہ کی توحید تسلیم صاحب ہدایات الرشید ایسی کجی پر رستے شامل تھی
 کہ اگر انکی منشا کے موافق استقام خلافت ہوتا تو اسلام کا تختہ تختہ ہو جاتا تھو
 کہ جابظ خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں ایسے ذی عوت و با وقعت گروہ
 کو جنکی توصیف پر قرآن پاک شہادت دے رہا ہے ملت بیضا اور شریعت غلا
 کی برہمی کا سبب تجویز کیا جو کہ عین شکار کفار بد کردار ہے ہم لوگ بیاداش
 بے ادبی خاندان نبوت اگر ذرہ بھی اپنی معمولی مصلح سے کسی مہاجر و
 انصار کی خدمتیں حرف زن و نکتہ گیر ہوں تو رافضی کہے جاویں اور
 اہلسنت الجماعت ایسے آزاد گستاہ ہوں کہ انصار کو مصدر کفر اور ارتداد
 بیان کرنے سے بھی معتوب ہوں بلکہ عجائب قدرت خداوندی کے نمونہ سمجھے
 جاویں عجبال ہے امامت کو فروعات دین میں داخل کر کے کبھی ایسا بے حقیقت
 سمجھتے ہیں کہ امام کے ظالم اور کاذب اور فاجر اور فاسق اور غادر اور خائن
 ہونے سے ایک ذرہ ضرر اسلام خیال نہیں فرماتے ہیں۔ چنانچہ متی ۹۳
 میں خود مولف ہدایات الرشید نے مدرسہ دیوبند میں ابو جہ چند طلباء بھواب
 حجت حقیر شاد فرمایا کہ بے شبہ حب روایات مندرجہ صحیح مسلم بقول جابظ عمر
 حضرت امیر علیہ السلام خلیفہ اول دوم کو کاذب غادر اور خائن وغیرہ جانتے تھے

مگر کئے کا ذب ہونے سے اہلسنت کو کچھ مضرت نہیں پہنچ سکتی بایں معنی کہ ہمارے
 نزدیک خلافت مہولہ بین میں داخل نہیں ہے کہ جس سے خواہ مخواہ خلیفہ کا با
 ایمان اور سچا ہونا لازمی ہو اور گاہے اسکو ایسا اہم اور ضروری ظاہر فرماتے
 ہیں کہ رحمت اللعالمین کے دفن پر مقدمہ کے خلیفہ کے تعین نہ ہونے سے امور اسلام
 کی برہمی ابتری تصور کرتے ہیں خدا را غور فرمائے اگر امانت کوئی چیز نہیں اور
 ہر فاسق اور فاجر و ظالم و زانی شقی و کاذب غادر اسکا متحمل ہو سکتا ہے تو انصار
 کی پر خاش و رباب تجویز خلیفہ اسلام کی چلتی ہوئی کشتی کے ڈبوئے والے کیوں
 تجویز کئے گئے۔ اگر خیل انصاری سے کوئی خلیفہ قائم کیا جاتا تو بیش برین نیت کہ
 فاسق و منافق ہوتا پھر اس سے اسلام کو کیا ضرر پہنچتا؟ آخر حضرت ثلثہ بھی تو چشم
 بد و ور ایسے ہی تھے انہیں کے جواز خلافت کے لئے تو یہ تعمیر کی گئی ہے کہ ہر فاسق
 و فاجر امام ہو سکتا ہے ہماری دانت میں صاحب ہدایات الرشید کو یہ کھٹک سکا
 ہو کہ اگر انصار میں سے خلیفہ ہوتا تو شاید بوجہ نرم فراہمی فاطمہ کے گھر پر آگ
 اور لکڑیاں نہ بیجاتا، خدا کو ضبط کر کے آل احمد کو محتاج محض نہ بناتا شکم سیدہ بن
 محسن معصوم کو شہید نہ کرتا حلال خدا کے حرام اور حرام خدا کے حلال پر رعیت کو مجبور
 نہ کرتا بیگناہ لوگوں پر بالزام روث سیف اللہ نہ چلتی ازواج مسلمین سے زنا کاری
 نہ کی جاتی یہاں تو ہم بھی راتے نکاتے ہیں کہ لاریب اگر انصار وغیرہ دیگر مومنین
 خلعت خلافت سے نخل ہو کر المہبت کے احترام میں کوشش کرتے تو حسب قواعد
 موضوعہ المہبت اسلام ڈوب جاتا مسلمانوں نے توجہ ہی رونق پر کڑی جبکہ خاندان
 رسالت برباد کیا گیا المصالح بکھو سخت تعجب ہو رہا ہے و حالیکہ امانت کی پہچان

شدید ہو کہ سلطان کون و مکان معاذ اللہ تین روز تک مرے پڑے رہیں اور
 اُسکو ایک امر خفیف سمجھ کر صحابہ عظام متوجہ بدفن نہوں داخل اصول کیوں نہ کیا گیا
 قصور اساعز کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہلسنت کو خلافت امامت کے داخل
 مہول کر نہیں ایک سخت لاچاری واقع ہوئی اور سوچا اس کے ہر ظلم و فاسق کا وہ
 امام بنا لیا جاوے اور کمطرح سے اُسکا دفعہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ کل شیعہ کا اتفاق
 ہے کہ ہادی خلافت و پیشوائے امت جمیع ارجاس اذاس سے پاکیزہ و سبرائی ہو
 علم و کمال میں اپنا نظیر نہ رکھتا ہو کسی مسئلہ مشکل میں دوسرے کی ہدایت کا محتاج
 نہ ہو مثل بنی ملعم روافض و غوامض فرقائی کو سمجھ کر تنبیط و استخراج مطالب پر قدرت
 قائم رکھتا ہو اہلسنت بخلاف اسکے کہتے ہیں کہ فضیلت شرط امامت و خلافت نہیں
 اور بنظر سہولت ایک ناقص عدہ تجویز فرمایا ہے کہ سوائے کفر کے اور کوئی گناہ
 صحابہ کے شرف صحابیت کو دفع نہیں کر سکتا دیکھو ہدایات الرشید کا صفحہ اگر
 حضرات اہلسنت ایسی تقیم نہ کرتے تو کبھی کام نہ چلنا کیونکہ صفات مجذہ شیعہ حضرات
 ثقیلہ کے ممکن بلکہ محال سے بھی بفراسخ دور ہیں آپ غور فرمائیں کہ شیعہ نے وہ باب
 امامت کیسے سخت شرائط لگائے ہیں ممکن نہیں کہ سوائے خاصان خدا و برگزیدگان
 رب اعلیٰ کے اور کسی ذات سے اُسکا ایفا ہو سکے اور بعد اللہ کل اوصاف امامت کو
 اقوال علماء موثوقہ متینہ سے ثابت کر دکھاتے ہیں گو کہ بعض متعصبین اہلسنت بہت
 عصمت ائمہ شیعہ کے منکر ہیں مگر جب کبھی ذکر آتا ہے یہی کہتے ہیں کہ ائمہ ہدایت
 پاک چہارہ معصوم حضرت امیر کی نسبت برابر کتب میں لکھتے آتے ہیں کہ امام المتقین
 سید المومنین غر المحجلین فرق آتا ہے کہ اجمالاً و انفراداً الفاظ شایعہ سے جو کہ

متعلق بہ معصومین ہیں حضراتِ ائمہ علیہم السلام کو یاد کرتے ہیں مگر بروقت مبا
خلافت اپنے خلفائے بعض حالات پر نظر کر کے خانوادہ مقدس کو خاطر نگہ کیا
و جابر الخطا قرار دیتے ہیں کوئی نصف با ایمان دادے کہ ہم نے پیشوائے
امت و ہادی خلافتی و مرشد طریقت کے لئے یقیناً وہی صفات قائم کی ہیں
جو کہ انبیاء کے لئے ہونی چاہئیں مخالفین کو کتب مبسوط و مطولہ میں لکھا
ہے اہلسنت نے بوجھا ڈالا اگر ایسا سر لکھا کیا کہ ہر جاہل و لاعقل و کاؤب غادر کو
امام بنالیا اور شرط فضیلت اٹھا دی معاویہ اولی الامر جسکی اطاعت
نبیل متابعت خدا و رسول محدود ہو وہ کاؤب خاتین ہو سکتا ہے۔ آپ
ماشاء اللہ بابِ فہم سے ہیں بجائے خود انصاف فرمائے کہ امامت درحالیہ
حسب فہمائے حدیث متفق علیہ من مات لم یبق امام ماہ مات مینۃ جاہلیہ وقت
کہ کہتی ہو کہ عدم معرفت امام زمانہ منجر کفر و ارتداد و مرگ جہالت ہو جائے تو اسکو
داخل اصول کیوں نہ سمجھا جائے ظاہر ہے کہ مسائل فروعیہ کے نہ جاننے سے
شخص جاہل نبیل کفار محدود نہیں ہو سکتا۔ کفر کی صفت اسی وقت عاید
ہوگی جبکہ اصول دین نہ جانتا ہو پس ہر گاہ بروایت فریقین جناب مخبر صا ق
علیہ السلام نے امامت کے قتلار میں یہاں تک اہتمام فرمایا کہ جاہل منکر امام کو کافر
قطعی قرار دیدیا تو اسکو از جملہ ارکان ایمان نہ سمجھنا گویا ختمی مرتبت کا تحقیر
کرنا ہے کتاب منہاج میں کافی میثاد ہی کا قول ملاحظہ طلب ہے جو کہ امامت کو عظم
ترین مسائل اصول دین سمجھا کر اس کی مخالفت کو کفر و بدعت ہونا اعتقاد
کئے ہوئے ہیں آپ بطور حکم اس پیچیدگی کو سلجھائیں کہ حدیث موصوفہ بالا کے اثرات

رسالہ کتاب کا کیا منشا تھا آیا یہ ہے کہ اشمال ابو کبر و عمر وغیرہ کی عدم معرفت سے
 مسلمان بنجیر کفر میں جکڑ بند ہو جائیں گے یا کیا اگر اس قسم کے خلفاء جو کہ
 ظالم و فاجر و فاسق تھے ایسے معزز سمجھے جاویں کہ ان کے خلافت کے انتظام کو
 دین بنی صلح پر تقدیم دیجائے تو ان کے ساتھ جان بچان نہ ہونے سے مرگ
 جہالت نصیب ہونا اسلام کو بائین رفعت شان مضحکہ خیز و نسون
 بنانا ہے۔ یہاں تک پڑانے دھرنے اعتراضات کا حال اور ہدایات الرشید کا
 نمونہ عجائب قدرت خداوندی ہونا برسبیل اختصار کیجئے ہزار عرض کیا گیا
 اب ان سوالات کی جانب متوجہ ہوتا ہوں جن کو آپ نے لا جواب سمجھ کر
 تمام علمائے شیعہ سے مخاطب فرمایا ہے ہر خد کہ رمی الجمرات و کسرتہ کتوہ و
 دیگر کتب کلامیہ میں جناب کی دریافتات ایسی پوری ہو چکی ہیں کہ تاقیامت
 اٹھا جواب ممکن نہیں مگر آپ کو ہماری کتابوں کی معاونت سے ایسی نصرت ہے
 جیسکہ خلفاء کے کذب و غدر وغیرہ سے محبت۔ ضرور ہے کہ حسب عادات انہوں
 نہ دیکھا ہو گا اور یہ عریضہ تو بالیقین ملاحظہ عالی سے گزر گیا۔ لہذا کچھ
 حالات مجلہ حوالہ قلم کرتا ہوں۔ مفصل کیفیت کتب محولہ بالا کے ملاحظہ
 سے مثل روز روشن عیان ہو جائیگی جناب کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ
 ابتدائے زمانہ دعوت میں جبکہ آنحضرت کی گروہ میں ایک پیہ نہ تھا صحابہ
 اپنے یگانہ بیگانہ سے مونہہ موڑ کر فتنی مرتبت کا ساتھ دیکر گھر سے بے گھر
 ہوئے سفر حضر کی تکلیفیں اٹھاتے اپنی دولت و بخت جگر حضرت کی زوجیت میں
 داخل کیں عہد خلافت میں اسلام کو خوب ترقی و وسعت و رونق دیکر تشریف

تھا جبکہ بلا نفاق و شقاق و اشتعال اغراض نفسانی محض بوجہ ہوا تھا اور مابعد
 بنی مسلم مٹنے والی اور احقاد کو مرشد زادہ سمجھ کر اعزاز و اکرام میں دقت اندھا
 فروگزاشت نہ کرتے اور جس طرح کہ موافق متعدد ہیں غفرت انکی تعظیم و تکریم میں
 بیعت و وصیت فرما چکے تھے۔ پورے طور پر عمل فرما ہونے کیوں جناب حکم عقل و
 مشاہدہ حالات زمانہ و میر تو ایسی بات ممکن نہیں ہے کہ کسی شخص کا اقتدار روز
 روم ترقی و یکسر خیل محتاجین و مفلوکین بامید آئندہ اپنے ذاتی منفعت کے
 لئے بظاہر رفاقت و ہمدردی جان فاری کا دم بھرنے لگیں آپ غور کریں حضرت
 کے لشکر میں تین قسم کے آدمی تھے۔ موثرین و مشافق و مولفۃ القلوب۔ موسنین و
 منافقین کفار و دشمنان اسلام کے ساتھ ایک ہی طرح سے جنگ جہاد الہیہ
 قتال کرتے تھے بلکہ منافقین اپنا عجیب نفاق چھپانے کے لئے سب سے زیادہ
 کوشش دکھاتے تھے اور دونوں گروہ باہم ایسے خلط ملط ہو رہے تھے کہ
 موسنین منافقین میں کوئی درجہ امتیازی نہ تھا بلکہ قرآن ثابت ہے کہ رسالت
 آت بیلہ القلوبہ والسلام بھی انکو شناخت نہ کرتے تھے البتہ بروایت صحیح ترمذی
 موسنین منافقین کے لئے محبت و عدوت مرتضوی کے ایک گسوٹی معین ہوتی
 تھی جبکہ قولاً و فعلاً اشارتاً کنایۃً ما لہ بغضب جناب امیر و دیکھا تاڑ نیو لے
 تاڑ گئے کہ یہ مومن خالص الایمان نہیں بلکہ منافق شدید ہے۔ رہے یہ چارے
 مولفۃ القلوب وہ سدہ پیہ پیہ کی طبع میں مثل ملازمان کسرٹ سوا و لشکر میں
 داخل ہو کر لوٹ مار میں خریک ہو جاتے تھے بصورت دیگر جان بچا کر بھاگ نکلتے
 تھے۔ صلح حدیبہ جو کہ محبت رضوان سے مابعد واقع ہوئی ہے۔ یہیں جو حضرت

خلیفہ ثانی نے آنحضرت کی نبوت میں شک کر کے زمرہ شاکینہؓ میں اعلیٰ درجہ کا
 پاس حاصل کیا اسکا دفعیہ حضرت امام عینی شاریج بخاری شریف نے ان الفاظ میں فرمایا
 ہے کہ تمہیل کان مؤلفہ للقلوب الہیہ حضرت عینی اس گستاخی کی مدافعت میں جو کہ بروز
 صلح حدیبہ حضرت عمرؓ سے وقوع پذیر ہوئی ایسے دست پاچہ ہونے کہ انکو گھٹیل
 درجہ کا مسلمان یعنی مؤلفۃ القلوب تسلیم کر لیا جو کہ مثل بنیہ بقانون کے حمایت
 الاسلام میں رہ کر خوب مال چکھا کرتا تھا۔ اور پروض کیا گیا ہے کہ بیعت رضوان
 کے بعد صلح حدیبیہ واقع ہوتی ہے۔ پس حسب تسلیم امام عینی حضرت اہلبیتؑ کا وہ
 لطیف طاق خاک مذلت و مذامت میں مل گیا۔ جو کہ بیعت رضوان سے بحق حضرت عمرؓ
 اشاہم کیا گیا ہے۔ کیونکہ آیہ وافی ہدایہ لعلہ علیہ السلام عن المؤمنین سے بیعت موصوف
 کی مقصود مؤمنین میں نہ اہل تابلیغ تعجب ہے کہ رسالت آب علیہم التحیۃ واثنا کا زناہم
 وصال قریب پہنچ گیا اور خلیفہ صاحب بنی سادہ مزاجی سے زمرہ مؤلفین میں داخل
 ہو کر بنو زور و زاد آئل ہیں۔ سچ ہے خامکار آدمی کا ساتھی ہمیشہ ڈوتا ہے امام عینی
 نے ہر چند زور و زنگیا کہ حضرت عمرؓ کے مشکوک بہ نبوت ہونے کو جو کہ عین کفر و نفاق
 ہے مؤلفۃ القلوب کے ساتھ بدکار اہلبیت کے قلب نازک کو فی الجملہ تسکین دیجاتے۔ مگر
 بقول۔ مدعی ست و گواہ حجت۔ جناب عمرؓ نے اپنی شانِ خلاق و نصفت شکاری
 سے انکی تمام محنت کو ضائع و برباد کر کے اپنے ایان ہی میں بٹہ نگادیا۔ جو لوگ کہ
 حضرت عمرؓ کو باوصف طول قامت بہ فحوائے کل طویل احق الاعی عاقل تسلیم کتے
 ہوتے ہیں لازم ہے کہ حکم اقرار العقل علی انفسہم مقبول منافق بھٹان لیوں
 کیونکہ حدیفہ سے جنکو علم المنافیقین حاصل تھا بار بار گھبرا کر پوچھا کرتے تھے کہ تم کو

میرے سر کی قسم یا دوش گستاخی لیلۃ العقبۃ آنحضرت نے مجھ کو بھی بذیل منافقین
 معدود فرمایا ہے یا نہیں مگر جناب حدیقہ بھی ایسے پتے کا میں اسرار رکھتے کہ صاف
 طور پر کبھی تپ نہ دیا مگر بطور العاقل تکفیه الا شادۃ انہیں کے فہم عالی پر محمول
 کرو یا انت اعلو بہ نفسک یعنی اپنی ذات کو آپ خود ہی خوب پہچانتے ہیں کچھ یقین
 انصاف فرما لیجئے اگر درباب ملاک کھتی مرتبہ شب مذکورہ میں حضور بھی بہ نفس نفیس
 شریک جامع منافقین تھے۔ تو پھر استفسار یہ معنی دارد پس جو بزرگوار کہ از
 جملہ مہاجر و انصار بالست خود منافقین میں داخل تھے یا کہ منافق نہ تھے اور
 خواہ مخواہ بخلاف ان ظنوا بال مؤمنین خیرا رحمۃ اللعالمین سے بدگمان ہو کر جن
 فتن نہ رکھتے تھے۔ مگر بعض صفات مستلزمہ سامی ظاہر انہیں پائی بھی گئیں تو ایسے
 آدمیوں کو اہل اسلام و نیات میں لپٹا پیشوا کب مان سکتے ہیں۔ آپ پر نہ جاتین
 کہ جو ایک مرتبہ بظاہر احاطہ اسلام میں داخل ہو گیا وہ پھر کبھی اس بچاؤ کے
 نہیں نکل سکتا جناب الا آپ کے ثلثہ تو مکہ کے کچھ ایسے منودی آدمیوں میں بھی داخل تھے
 جنکی نسبت بخلاف قواعد عقلیہ یہ خیال کر لیا جاوے کہ وہ کبھی جاوۃ اعتدال سے
 متزلزل نہ ہوئے ہونگے۔ دیکھ لیجئے جناب غیثہ اول جنکی نسبت راہ خدا میں
 بذل مال کرنا آپ صاحب بیان فرماتے ہیں قبل از اسلام ایسے مفلوک و ملامت
 تھے کہ ابن ربیعہ جیسے ذلیل و خوار کے ہاتھ سے وہ وہ تھا لیف اشعائیں کہ جنکو ہم
 صاف الفاظ میں بیان کرنا آپ کے خلاف مزاج سمجھ کر کتب تواریخ کے ملاحظہ پر
 ہدایت کرتے ہیں۔ جب بیچاروں نے دیکھا کہ اس کفر کیش میں شبانہ روز یہی ذات و خوار
 ہو گئی ہندا بظاہر مسلمان بنکر صہ و ذات آنحضرت انکی اولاد کے مقابلہ میں ایسی ایسی

کارروائیاں کیں کہ مسیح کا فریاد آجہ مسلمان کروند پہلے جناب شاہ صاحب
 کے ارشاد سے ثابت کروایا گیا ہے کہ حالت انسان و مبدع معروض تغیر میں ہے
 اگر مسیح کو مسلمان ہے تو شام کو بلے ایمان اسی کے مؤثر جناب مولوی محمد علی
 صاحب ہارواو اہل آیات بنیات میں اتمام فرماتے ہیں کہ بعد اسلام کے اکثر
 مسلمانوں کو شیطان نے بہکایا پس ممکن ہے کہ حضرات ثلاثہ بھی اُس ملعون و ن
 وشتی زبان کی جھپٹ میں لگے ہوں۔ ہر چند کہ جناب خلیفہ دوم کے سلسلے شیطان
 محض بے حقیقت تھا اور آپ کی شوکت و صولت کا خوف اس پر سب سے غالب ہو گیا
 تھا کہ سایہ سے بھاگتا تھا چنانچہ کہا گیا ہے کہ الشیطان یفہن ظل عمر مگر جناب
 خلیفہ اول پر اس کو یہاں تک تسلط تھا کہ اہل شیطان سے ظاہر ہے اب یہ
 بات قابل ملاحظہ ہے کہ حسب تصریح صاحب آیات بنیات اہل اسلام میں وہ کون
 کون صاحب تھے جو کہ بعد اسلام خواہش نفسانی و غوائے شیطانی سے رہ گئے
 باویہ ضلالت ہو گئے۔ یہ کہو اس سے بحث نہیں ہے کہ اسم باسم اُن سب کی فہرست
 مرتب کریں جو کہ مطیع شیطان ہو گئے تھے لیکن چونکہ بایں مثنوی و شیعہ ابتدائے
 خلفا ثلاثہ کی بابت گفتگو چلی آتی ہے لہذا انہیں کی نسبت تحقیقات مناسب معلوم
 ہوتی ہے۔ اگر بروئے تحقیق حضرت ثلاثہ اُس قسم کے مسلمانوں میں داخل ہو گئے
 جن کو بعد ایمان کے شیطان نے بہکا کر راہ مستقیم سے ہٹایا تو جو قدر ان کے اہل موالی
 ہیں وہ سب سب اسی صفت میں داخل ہو جائیں گے ماسعد الدین نقاشانی جو کہ
 اجلۃ علمائے شاہیر و فضلاء اہل سنت سے ہیں انہوں نے اواخر شرح مفہم
 میں ایک طولانی عربی عبارت لکھی ہے جس کا مضمون اُردو میں عرض کیا جاتا ہے

و ہونڈا صحابہ میں جو مفسد برپا ہو کر منجربہ نزارع ہوئے وہ صریحا اسپر ولالت
 کرتے ہیں۔ کہ بعض صحابہ حق سے تجاوز کر کے حد ظلم و فسق پر پہنچ گئے اور یہ تمام
 خرابیاں اس وجہ سے واقع ہوئیں کہ حدود عداوت و طلب ملک و ریاست تحصیل
 بجانب لذات و شہوات طبایع میں حلول کر گیا تھا چونکہ صحابہ معصوم نہ تھے اور نہ
 بوجہ مرافقت و معاجرت آنحضرت موسوم بخیر لہذا بوجہ عدم عصمت لغزش کا ہونا
 چندان مستبعد نہیں ہے لیکن علما نے حق ظن سے صحابہ کے مفسد باہمی میں
 تاویلات و محامل پیدا کئے ہیں باین توہم کہ عقائد مسلمین صحابہ کیا خصوصاً مہاجر و
 انصار سے پھرنے جاتیں کیونکہ وہ ہمیشہ بصواب دارا اقرار میں اور جو ظلم کہ بعد
 اُنکی اہلیت پر گزے وہ ایسے ہیں انکو کوئی غنی نہیں کر سکتا اور قریبیکہ گویا ہی
 دین انکے جادات و نباتات اور زمین زمین آسمان اور منہدم ہو جاتیں پہاڑ
 اور شتی ہو جاتیں پتھر و کج پہنے باقی رہی بُرائی۔ انکی ہمیشہ ہمیشہ لغت خدا کی
 اسپر جو پتیا کر نیوالا ہوا ان ظلموں کا۔ انتہی اگر آپکی طبیعت میں کچھ بھی انصاف
 ہے تو خود ہی غور فرمایجے کہ بقول علامہ موصوف و دیگر علما جگہ اقوال کتب بسوط
 میں منقول ہیں جو صحابہ کہ منظر ظلم و تعدی فسق و فجور کو حق سے تجاوز کر گئے اور
 ریاست و ملک و بادشاہت کے طالب ہو کر لذات و شہوات نفسانی کی طرف مائل ہوئے
 وہ کون بزرگوار تھے میں یقین کرتا ہوں کہ اس بات کو مان لینے میں آپکو تا مل ہوگا
 کہ بموجب یہ مبارکہ متخلاف حسب عقیدہ اہلسنت جناب ثلاثہ کرام ہی کو ممکن فی الاثن
 ہوا ہے پس اگر ثلاثہ نامدار سے کوئی بے اعتدالی نہیں ہوتی اور ہم خلافت کو حسب
 موصیات الہی پورے طور پر انجام دیکر افراد معدلت پہلی میں اپنا نام نامی درج کرایا تو

ایسے سرپرستانِ امت سے اہل اسلام کی طبایع کا منحرف ہونا معنی ہے۔ اگر کوئی پلید
 یعنی النہر بن بیہ کہہ اٹھے کہ علامہ موصوف کی غرض کسے اور گروہ سے ہے تو اس کا
 نفعیہ اس فقرہ نے بے راحت تمام کر دیا {خصوصاً مہاجر و انصار کہ وہ مبشر و
 دارالقرآن ہیں} جب روایات اہلسنت سرخیل عشرہ مبشرہ ہی قین بزرگوار شمار کئے
 جاتے ہیں اندرین حالت حضرات ثلاثہ نے کس کا حق غصب کیا اس کو ٹوٹا کسے گھر پر آگ
 لگا دی ان دیکر گئے۔ جو انہی جانب سے لوگوں کی طبلۃ لغزش پذیر ہوں اگر حسب تصریح
 تفانازی وغیرہ خلفائے امار سے ایسے عمل بد سرزد ہوتے ہیں کہ جو منجر بہ تفتیق تھے
 تو ہم پر کیا جبر ہے کہ ان کو اچھا خیال کر کے امور مذہبی میں اپنا پیشوائے امت و سر
 طریقت سمجھیں ہمارا وہ یہ مذہب ہے کہ جن صحابہ کی نقار و کردار رسول اکرم کے
 سامنے اور ان کے مابعد اچھی ہی اور خاندان نبوت کے پورے طور پر تائید و تقلید
 کر کے ایمان صحیح پر دُنیل سے اٹھے وہ بہترین امت ہیں ان کے جمیع اقوال و افعال کا
 اتباع ہم پر ضروریات دین سے ہے البتہ جن صحابہ نے ظاہر و باطناً و لفظاً و معنیاً
 مخالفتِ اہلبیت کر کے ان کو شامِل کرنا چاہا۔ وہ حضرات ہمارے نزدیک یزید بنیانی
 و دجالِ امت ہیں اور غالباً جناب کو بھی ان قیوس سے انکار ہوگا۔ کیونکہ آپ اس بات
 مدعی ہیں کہ صحابہ و اہلبیت باہم لطف و محبت رکھتے تھے اور ہم کہتے ہیں کہ پوری
 مخالفت تھی نہ ان میں کبھی کوئی تعلق رشتہ بندی ہوا نہ اہلبیت نے ان کو گاہے
 اپنے ولی نعمت یعنی ختمی مرتبت کا یار و نادر سمجھا بلکہ بروایاتِ صحیح حضرت امیر
 نے حسب تسلیم جناب عمر ابو بکر و خود عمر کو کاؤبِ غادر و خائن و آخر جاننا۔ سیدہ محترمہ
 نے روزِ ضبطی مذکور سے تاہوم و فواتِ شغین عظام سے کلام نہ کیا۔ جنازہ پر آئینکی

اجازت نہ دی ہم آپ ہی کے سر پاک پر دستار سر پہنچی باندھتے ہیں خدا را پگڑی کی لاج
 لکھ کے اپنے امام غوالی کے قول مندرجہ زیر العالمین سے جسکا ذیل میں تذکرہ ہوتا ہے با
 وعلیٰ ذیل صاف و صریح مطلب بیان کر کے بنو زعفریہ و پذیر و ذہن نشین شاذ کرنا
 و اہلبیت عظام کا اتحاد ثابت فرمائے امام موصوف در بابا مخرف صحابہ از معیت
 روز غدیر ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کا مبارک باد دینا دہلت کرتا ہے خلافت مرتضوی
 کی تسلیم و رضا پر مگر زان بعد ہوا وہوس نفسانی بھبت حب ریاست دنیا اپنے
 غالب ہو گئی جسوقت انہوں نے نقیبو نکا غریب پر و رسالت کہنا گھوڑ و کھا
 کنوتیاں بلا کر برابر چلنا ملا لکھا فتح ہونا اموال و غنائم کا آنا دیکھا پس دنیا کی لغت
 نے اُنکو ایسا مست کیا کہ عہد غدیر جبکہ آنحضرت کے روبرو نہایت بشارت و انبساط
 کے ساتھ مستحکم کر چکے تھے دفعتاً تو طوڑا لا اور اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے اور
 اُسکے بدلے میں نہایت ہی ذلیل و حقیر و خیف المالت چیز خریدی دیکھئے حضور
 امام غوالی نے بالکل صاف صاف لکھ دیا کہ تَخْلِیفِ مِیْتِ مَرْتَضَوِی حضرت دوم
 و اشاہم تھے۔ پھر اتحاد و موالات مابین صحابہ و اہلبیت کجا۔ پس علامہ نقی زانی کا
 یہ ارشاد کہ علمائے بوجہ حُسن ظن صحابہ کے مفسد و نازعات باہمی میں تاویلات محال
 پیدا کئے ہیں باین خیال کہ مسلمانوں کے عقائد صحابہ کبار سے متغیر نہو جائیں۔ گروہ
 شیعہ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ باتبع منتظمان دین سنیہ ہم بھی کئے افعال بدعت
 شتمال کی مصلح میں جو تاویلات رکیکہ کی گئی ہیں بہ طیب خاطر منظور کر کے اُنکو از
 حیلہ اختیار سمجھنے لگیں۔ بحکم خبر معتبرہ ظنوا بالموءنین خیرا طائفہ مومنین موقنین
 سے حُسن ظن ہونا چاہئے۔ نہ کہ فاسقین و فاجرین ظالمین و مرتدین و شاکین و

فائزین سے آنحضرت کے صحابہ سے کوئی ہندی یا سندھی نہ تھا وہی مکہ مدینہ کے
 حضرات تھے جسکی تعریف و مذمت پر جملہ قرآن پاک شامل ہے۔ محققین شیعہ آیات
 و احادیث و اقوال ثقات کو افعال بعض صحابہ مدعوینِ سُنیہ سے تطبیق دیکر انکے
 کفر و لفاق کا قضا و کر کے افرادِ مقبولین سے خارج کرتے ہیں اور آپ صاحبِ برکت
 و عیب پوشی خلفائے ثلاثہ بلا امتیاز و افتراق بدوینک الصحابۃ کلامِ عدول کے
 قائل ہیں جملہ کوئی عاقل و غیر و نصف بعید اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ جو لوگ
 بطبع خام شیطانِ ٹھیکار سے رہ رہ مسلکِ ضلالت ہو گئے انکو اپنا امام و پیشوا سمجھ کر
 صلاحیتِ عقبی ایسے حضرات کی محبت و موالات سے وابستہ و متعلق خیال کرے
 سب سے بڑا اختلافی مسئلہ امینِ سُنی و شیعہ خلفاء کا ایمان ہے اہلسنت ان تمام آئینوں
 جو کہ ثلاثہ سے بر بنا مخالفتِ خاندانِ نبوت بہ طبع حکومت و جوشِ عداوت
 و قروع پذیر ہوئیں۔ و برج کتب کر کے محالِ سچا و تاویلات رکیکہ سے اپنے قلبِ مضطرب
 تسکین دہہ ہوتے ہیں اور شیعہ فساقِ فحار و غادرین و خائنین کا زمین کو بے نقط
 بناتے ہیں۔ شاید آپ گوش زد ہوا ہو کہ ۶ ربوڑی مسئلہ ۷ کو فقیر خانہ پر لکھا
 سُنی و شیعہ کا بڑا مجمع ہوا۔ بزمِ علما تے اہلسنت جناب مولوی حافظ خلیل احمد
 صاحب مولف نمونہ عجایب قدرت خداوندی بھی تھے یہی مسئلہ نفاق الشیخین
 ایک سال مہبوط میں صحاحِ اہلسنت سے ثابت کر کے حقیر نے ایک فاضلِ سنی الذہب کے
 مذکر کیا تھا۔ فاضل موصوف نے اسکا جواب عنایت فرمایا دونوں تحریر و لکھی
 جا چکی گئی علیٰ طرفین کا ایک خاص جلسہ قرار دیا گیا اور معاہدہ تراضی باہمی
 مرتب ہوا۔ منجملہ دیگر شرائط کے مہذب نامہ میں یہ بات بھی قرار پاتی تھی کہ بروہی

جانچ ہر دو تحریر سے جو غلط ہو جائے گی اسی گروہ کے علماء تبدیل مذہب کر کے
 اسکا اعلان بذریعہ اخبار کرویں گے چنانچہ تاریخ مذکورہ پر ہر دو فریق دونوں
 تحریروں کی جانچ و پڑتال کے لئے مجمع ہوتے پہلے بتائید تحریر خف منجانب
 فضلاء شیعہ پابندی شرط معاہدہ یہ گفتگو ہوتی کہ اگر بروئے جانچ فاضل
 سنی کی تحریر سے رسالہ نفاق الشیخین کا ابطال لازم آگیا تو ہم اسی جلسہ میں مذہب
 بدل دین گے۔ چونکہ میرے مقابل کا جواب صریحی بدیہی ماصواب وقابل التفات
 اہل علم نہ تھا لہذا حضرات اہلسنت کو سوائے اس حیل کے اور کوئی تدبیر نہ سوچی
 کہ تاہنوز جاری نظر سے معاملات مجوف ہند نہیں گزریں ہر چند اُن سے عرض کیا گیا
 کہ اگر آپ نے درحقیقت وہ تحریریں جس کی جانچ کے لئے بلاذلیعہ سے زحمت
 سفر گوارا کر کے قدم رنجہ فرمائی کی ہے معائنہ نہیں فرماتیں تو کافی مہلت انکو
 ملاحظہ کے لئے ہم سے یکر بعد اطمینان تبدیل مذہب کا وعدہ فرمانا علیکاموصوف
 نے نہ مہلت ملی نہ اپنے ہم مذہب یا منل کی تحریر کو تصدیق کیا نہ خود جواب وہی پر
 آمادگی ظاہر کی بلکہ کچھ ایسی دور از کار تقریریں پیش کیں کہ جتنا تذکرہ اس جگہ نامتنا
 ہے۔ رسالہ اتصال الشریعہ نمبر ۲۲ میں جو کہ بحواب فیضۃ الشیعہ ماہواری شایع
 ہوتا ہے کل روداد جلسہ قابل ملاحظہ ہے لیکن اب ہی انصاف فرماتیں کہ جن بزرگوار
 کی پیشانی مبارک سے علمائے اہلسنت باوصف اینہہ جاود ثروت نفاق کا
 چمکتا ہوا ستارہ نہ لک تلخ سے محکوک نہیں کر سکے اگر انہوں نے فتوحات کر کے روم
 شام وازندران میں اسلام کا جھنڈا اگلا کر بخلاف حکم خدا و رسول شریعت
 پاک میں ایجاد و خود سازی کر کے رواج دیا ہو تو ایسے حضرات کو کیا مفاد آخری

ملسکتا ہے تاہم دین مبین بحکم حدیث صحیح مندرجہ بخاری شریف ان اللہ یؤید
 هذا الدین بالرجل فاحبر فساد و فجار کے ہاتھ پر موقوف ہوتی ہے
 جبکہ حسب تصریح قدس البتہ اشرا و فجار و نابکار و ناہنجار لوگوں سے دین
 نبوی کی تقویت ہوگی تو ہم محض باعتبار فتوحات و ترقیات و توسیعات ملکی
 خلفا پر نفاق کو لائق منصب جلیلہ خلافت عظمیٰ و موسیت کبریٰ کیوں سمجھنے
 لگے آپ کے مذہب میں چونکہ ترک کبار کی امامت کا اعتقاد ضروریات دین
 سے ہے لہذا یہ عقیدہ مبارک رہے ہم بغیر اسخ دور میں۔ افسوس ہے کہ
 بوجہ ظاہر پرستی آپ اس خیال سے بڑے دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ اگر
 خلفا باطن دشمن اسلام ہوتے تو اسکو کیوں ترقی دیتے بلکہ قابو پا کر اسکو
 نشانے میں کوشش کرتے حضرت من ان بزرگواروں نے اپنے دوسان خلافت میں
 جو بظاہر پائل اسلام کے فتوحات میں کوشش دکھائی اور رواج دین میں
 کمر لٹکی و حتیٰ سے بچشم ارباب ظاہر بن وقار پایا اسکو ترقی دینا اور مدد و معاون
 اسلام ہونا نہیں کہتے۔ وہ ایسے دشمن اسلام تھے کہ بقول امام غزالی نقارانی
 حرم و حد سے رہ گئے باویہ ضلالت ہو گئے۔ انہیں کی کارروائیوں کا یہ
 نتیجہ ہوا کہ اسلامی طاقت تہتر خصوصاً منقسم ہو کر ضعیف و کمزور ہو گئی۔ خائب الا
 دشمن خانگی عدوتے بیرونی سے بدرجہا مفرت رسان ہوتا ہے وہ پیاپی گناہ
 و کجی ہی ایسے کام کر دکھاتا ہے کہ جس سے سہتہمال کٹی ہو جائے۔ اگر صحابہ بعد
 اپنی صلح اطاعہ تعلیم کر کے ترویج دین میں کوشاں ہوتے تو بے شبہ انکا
 اعزاز ہماری نظر میں از جملہ ضروریات دین ہو جاتا۔ انحضرات نے تو ممکن

خلافت ہو کر پہلے بنی کے گھر کی صفائی پر مکر باذھی منع احکام الہی و حاملانِ
 علوم رسالت پناہی کی سیخ کنی جب بد نظر ہوتی تو کیونکر باور ہو سکتا ہے کہ
 وہ بزرگوار محض باعتبار فوج کشی و فتوحات حامی اسلام تھے۔ بنی و دین بنی کا
 دشمن قرآن و اہلبیت کی عداوت سے کہ جنکی اطاعت پر تمام مسلمان مامورین
 پورے طور پر متمیز ہو سکتا ہے فہرست منسلکہ بعینہ ہذا کے مطالب کو بغور
 ملاحظہ فرما کر دیکھ لیجئے کہ آپ کے مدوح کیسے تھے۔ اگر انہوں نے بعد بنی صلح
 قرآن و اہلبیت کی متابعت کر کے رواج اسلام میں کوشش کی تو اریہا بنی خلافت
 کے حق ہو سیکا اعتقاد کرنا ہمیشہ روزه و نماز فرض ہے۔ بنی کو واجب ہے
 کہ فہرست کے مطالب کو دیکھ کر جواب دینے کا ہمتیہ فرما بنی کصحابہ عظام نے
 اہلبیت کی کس حد تک طاعت کی بجز اگر باطل مسالین فہرست اسنے چکو
 واجب طریقہ سے مجروح فرما دیا تو کوئی شک نہیں ہے کہ ہم بھی حضرات خلفا کو
 مثل آپ ہی کے سمجھ کر اپنی خلافت کے رشوت کا اعتقاد کر کے اپنا فلاح آخرت
 سمجھیں گے مگر دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں کب ممکن ہے کہ آپ آل احمد
 سے خلفائے ثلاثہ کا اتحاد و تہا کرینے کا میابی حاصل کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے
 اپنے ولی نعمت کے خا۔ ن کو ایسا تہا و برابر کیا کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمیوں کو
 سلطنت اسام ہو گیا۔ چنانچہ تاریخ بلا درسی کے صفحہ (۴۶۲) پر لکھا ہے
 کہ جب وقت زید نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا۔ تو عبد اللہ ابن عمر نے
 تیغ ہاتھ و پاؤں اسکو لکھا ا ما بعد فقد عظمت الرزية وجلت المصيبة حدث
 فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیم الحسین الی اخره یعنی تحقیق کہ بڑی مصیبت

واقع ہوتی اور حدیث عظیم اسلام میں پیدا ہوا۔ اور نہیں ہے کوئی روز ایسا جیسا
 کہ روز قتل امام حسین تھا۔ یعنی باعتبار اندوہ و ملال کوئی ایسا دن نہیں ہے جو
 کہ روز عاشوراء سے مثال دیا جاوے۔ پس زید نے ابن عمر کو جواب لکھا کہ اے حق
 ہم تیار رکھا تو میں معیم ہو کر بچے ہوتے بچھونے اور آستانہ مسند ہنر تکیہ زن ہوتے
 اگر یہ حق خلافت جبریز نزع واقع ہو کر منجر بہ جدال و قتال ہوا سو اتنے ہمارے کسی
 اور کا تھا تو آپ کے والد ماجد پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے اہل حق کو محروم کر کے
 دوسرے خاندان میں اس کو منتقل کیا ہے۔ یہ پتہ کی بات مسکنہ فیلفہ و حکم صاحبکار
 ایسے چپ ہوتے کہ پھر کبھی زید پلید پر کوئی تعریف کر سکے علامہ نقاشانی
 و امام غزالی کی تحریر اور زید کا جوابی کارڈ بہت ہی ملتا ہوا ہے تاہم یہ ہے کہ
 فضل ابن روز بہان نے کتاب ابطال الباطل میں تاریخ مذکور کے مضمون کا انکار
 نہیں کیا بلکہ اس کو قبول فرما کر یہ لکھ دیا کہ زید کے قول کا اعتبار نہیں بحضرت
 سچے دل سے ایمان لا کر ترویج دین میں ایسی ہی کوشش ہو کرتی ہے جیسے کہ تم
 زید حضرت عمر وغیرہ سے وقوع پذیر ہوتی۔ جنابن خاق کی تعریف صحیح ہے
 کہ کضر و دل بر زبان اللہ اکبر داشتن۔ رہا بی بی عائشہ صدیقہ و حنفیہ
 المؤمنین کا معاملہ وہ سورہ تحریم کی آیات محکمات سے ہویدا ہے آٹھ صفات
 عظیمہ و جلیلہ کا حکم قرآن اُسے نقص ظاہر کیا گیا ہے کہ جنہیں اول درجہ پلایان
 و اسلام ہے اور حضرت نوح و لوط علیہما السلام کی ازواج سے جو کہ کافرو تھیں
 ان کو تشبیہ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں جناب عائشہ محترمہ نے حضرت امیر علیہ السلام
 کے ساتھ مخالفت کی کہ جو کارنایان کہتے ہیں وہ سب پشت از بام ہیں جلالت

اعادہ و تکرار نہیں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شجاعت و دلاوری پر جو
 چٹمکت فی ہو کر ارشاد ہوا ہے کہ اگر اُسے ایسی فتوحات نمایاں ہوتیں جسکے
 ثلثہ سے ہوتیں تو نہ معلوم شیعہ کیا شور مچاتے۔ اسکا جواب بہ سبیل اختصار
 یہ ہے کہ بے آئینہ میں افواجِ اجنہ اور خیرتیں مرحبِ حارث کو قتل کر کے ایک بچے
 ایسے دروازہ کو جو کہ بدشوار جا لیں اور بروایت شرجانان قوی ہیکل
 کی بہت سے جنبش کھاتا تھا اٹھا لینا عمر ابن عبدود جنگِ خندق میں طالبیکہ
 جناب فاروق اسکی بہت وسطوت و زور طاقت کے اظہار سے دیگر صحابہ کے
 لئے باعثِ انہزام و میدلی ہوئے تھے نیزہ برس کی عمر میں جنگ کر کے قلع و قمع
 کرنا اُحد میں جبکہ آنحضرت کو عین موقع جدال پر حضرت ثلثہ تنہا چھوڑ کر روغرا
 ہوئے تھے بذاتِ واحد کفار کا مقابلہ و مقابلہ کر کے سکانِ سموات کو بہ کلمہ
 مقدسہ لا فتی الاعلیٰ لا سیف الاذوالفقار اپنا مداح بنا کر داسب العظیات سے
 ذوالفقار لینا جبریل علیہ السلام کا اسکی جو انفرادی و مواسات وین پر شہادت
 دنیا و دوش احمد پر قدم کہہ کر خانہ کعبہ کو اجاس اُصنام سے پاک کرنا شبِ ہجرت میں
 بستر نبی صلعم پر کہ اُس جگہ غالبِ قتال ضرر تھا بے تکلف و راز پاس ہو کر مرنے
 یشری نفسہ ابتغاء لمرضاۃ اللہ کا آسمان سے خطاب پانا۔ چھ لاکھ کفار کے مقابلہ
 میں بذاتِ واحد سورۃ برات کو جو کہ مثلِ بوعید شدید بھتی بخوف و خطر پڑھنا
 وغیرہ وغیرہ شاید جناب کے انصاف میں داخل شجاعت و نہوڑی نہ ہو اگر کسی
 جنگ میں ثلثہ کا خود چر کا کھانا یا کہ کسی لوے لنگڑے اپا ہج بھاگتے ہوئے
 کے ادھیض ضرب کا پہنچنا بھی آپ ثابت فرمادیتے تو اسکی نسبت کتب میں غور

کیا جاتا وہ بزرگوار تو ایسے پرورش یافتہ ناز و نعم تھے کہ جسم لطیف پر کبھی آنچ
 آنے ہی نہیں لیجئے محمد رسول صلعم کے تمام معارکہ مجاہد کی تاریخ موجود ہے اور
 فتوح الشام وغیرہ میں وہ جملہ محاربات جو کہ خلفائے سرزد ہوئے دہج پیا بت
 کیجئے کہ خلفا شجاعت شعار فرار کروانے کبھی کیسے مارا ہو یا کہ خدا نخواستہ جسم لطیف
 کوئی صدمہ اٹھایا ہو اور نہ ان کے صحابہ کے کشتوں کی تعداد موجود ہے۔ مگر ان
 حضرات کے نام اسی پر صفر لگا ہوا ہے۔ اُجی حضرت اُنکے عہد حکومت میں مسلمان
 فتح مالک کر کے اموال غنائم سے بیت المال پر کرتے تھے اور انکا نام ہوتا تھا
 بقولے۔ کاٹے و ہار نام تلوار کا۔ لڑے سپاہی نام سردار کا۔ ہماری اور آپ کی
 شجاعت بالذات مایہ النزاع ہے وہ آپ کے ثلاثہ میں قطعاً نہ تھی حدیث غدیر کی
 بابت جو آپ معترض ہوتے تھے کہ اگر حضرت امیر کی خلافت بلا فصل پر حدیث ہو
 دلالت کرتی تو ضرور تھا کہ ایسے قوی ثبوت کے پیش کر نہیں شیعہ کبھی کوتاہی فرماتے
 اسے ثابت ہوا کہ آپ کی رائے معتدلت پیراتے میں یہ بات جانگزیں ہو چکی ہے کہ
 اگر جناب علی المرتضیٰ بروقت نزاع خلافت امیر مستدل ہوتے تو سمجھا جاتا کہ مولانا
 کے معنی اولے کے ساتھ تعمیر دے جاتے میں کوئی گنجائش کلام نہیں ہے میں نہ
 اسے دست بستہ آپ کی خدمت میں مستدعی ہوں کہ اگر حضور طالع حق ہیں تو میں اسی
 ایک بات پر فیصلہ ہے اور تمام قلعہ کہانی چھوڑ دیتے اور اسی پر جم جاتے اب ذرا
 مستعمل بیٹھے یہیں شمال دیکھتے آپ بحث کو محدود کر چکے اقرار کی پابندی مودنیہ
 پر فرض ہے اگر ہم کتب المہنت سے یہ بات ثابت نہ کر سکے کہ جناب امیر علیہ السلام
 خطبہ غدیر سے کبھی استدلال خلافت کیا ہے تو بے شبہ ہمارا یہ دعویٰ کرنا کہ غم غدیر میں

آنحضرت خلافت مرتضوی پر نص جلی فرما چکے ہیں باطل غلط ہو جائیگا اور اگر کہیں
اس امر کو علمائے موقنین اہل سنت کی زبانی ثابت کر دکھایا کہ خم غدیر میں جو آنحضرت
نے خطبہ مولائیت حضرت امیر ارشاد فرمایا ہے اس سے خلافت عظمیٰ و نیابت کبریٰ
مل رہی ہے اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے بوقت ضرورت صحابہ سے تشہاد فرمایا
ہے اور جن لوگوں نے اغراض نفسانی و انوائے شیطانی سے دیدہ و دانستہ اس کے
ظاہر کریں مضائقہ کیا وہ امر امن شدید و صعب العلاج مثل جذام و سفید داغ
و غیرہ میں مبتلا ہوتے اور سکرین منشا قلعہ موصوف پر آنحضرت کے سامنے عذاب
آسمانی نازل ہوا تو فرماتے کہ یہ تمام باتیں اپنے ثقافت کے اقرار سے معلوم کیے
حبّ عدہ خود حضور جناب امیر کو خلیفہ منصوص سمجھ کر دیگر خلفاء کی خدمت گزاری ہی طرح
فراموش گئے کہ جیسے شیعہ کرتے ہیں یا کہ نہیں نحیف نے تحریر ہذا کے آخر پر جو ایک
فہرست چپان کی ہے انہیں صاف طور پر لکھ دیا کہ آنحضرت صلعم نے بحکم قرآن
ولایت مرتضوی کا اعلان فرما کر صحابہ سے عہد لیا تھا جبکہ مذکورہ امام غزالی
نے باین مضمون کیا ہے کہ عمر کا سار کبار و دنیا دالت کرتا ہے خلافت مرتضوی
کی تسلیم و رضا پر مگر زان بعد بحیثیت حب ریاست و طمع دینا ہوا و ہوس اپنی رغبت
ہوئی اور وہ عہد غدیر جبکہ بعد بشارت رسول پر آنحضرت ظاہراً باطناً رضامند
مؤثق کر چکے تھے و فقہ توثیقا و الا اور اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے بس خیال کرتے
کہ ایسے عہد شکن نہ نکلتے بیعت بحکم آیہ واللّٰذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ
و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ینقضون فی الارض لئلا یم اللہ لہم سوء العذاب
بحکم کث و غدر ملعون محض کیون نہ سمجھے جاویں اگر ہم یہ متفق نہ غلط فہمی خلاف

طہ پر رگرتے باو یہ خواہت ہو گئے ہیں تو خدا را بکوشنما لکراہل اسلام کی دوستی
 ہوئی کشتی کو اس طوفان بے تیزی سے کنارہ نگاتے امام غزالی نقی زانی
 وغیرہ کے بیانات ہوش رُبلو جانگزا کی کوئی تاویل متین ذہن نشین بیان
 فرمائے کیونکہ مجھ کو یہ نیک یقی یہ بات منظور ہے کہ تمام مسلمانوں کا نفاق
 باہمی اٹھ جائے اور یہ گروہ پر شکوہ یکدلی سے اپنے مفاد دینی و دنیاوی میں
 کوشش ملینج دیکھلا کر قوم کے ستارۂ اقبال کو جو کہ وفور اوباد سے انحطاط
 پذیر ہوتے ہوئے حقیض مذلت و خواری میں پہنچ گیا ہے کیوں و شریا سے بھی
 کچھ اونچا کر دکھاتے لہذا ایک فہرست اُن بعض مطالب کی جو کہ حضرات خلفاء
 ثلاثہ و اُنکے تابعین سے برہنہ تھا لغت خدا و رسول و معاندتِ تعلین یعنی
 قرآن پاک و اہلسنت کرام ظاہر ہوتے ہیں مع ذکر حدیث غدیر بلغوف و بیضہ ہذا آپ کی
 خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ برائے خدا و رسول دو شانہ طریقہ سے ایک جلسہ
 علما و ماہران علم کا منعقد کر لیجئے تاکہ یہ جھگڑا جو کہ مدتوں سے زیر بحث ہے
 صاف ہو جائے اور حقیقہ و جناب والا چونکہ بلا خیال مجاہولہ و مسکا برہ اس امر
 عظیم کے جو کہ بدر و حین خیر و صیفین کے جہاد سے غالباً کم درجہ نہیں رکھتا باہمی
 ہوتے ہیں عجب نہیں کہ عند اللہ ماجور و مشاب ہوں آپ اُن جملہ معاملات کو
 جو کہ متعلق ہی ریش غدیر و دیگر اعتراضات وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں مطالبہ نہیں
 نشین سے ہمارا اطمینان فرا دیں گے تو بال اللہ العظیم نہایت صحیح طور پر وعدہ
 کیا جاتا ہے کہ مبلغ پچیس ہزار روپیہ بطور انعام آپ کو دیا جائیگا اور جماعت کثیر
 مذہب اہلسنت اختیار کر کے بذریعہ اخبار و شہادت خلفاء ثلاثہ کا احق بخلاف

ہوذا شائع کر گئی اگر طبیعت خواہش کرتی ہے کہ بذیل دوستانِ خدا جناب والا و دیگر
اہل اسلام شمار کئے جاویں تو فہرست ملفوفہ خوب غور و تأمل سے ملاحظہ فرما کر اوراق
فرمائے تا ایک معاہدہ باہم مرتب ہو کر شرائطِ حلیمہ طے ہو جاویں اُسوقت بعد
از مذکور ایک پرامیشری نوٹ کسی مراد میں امانت کر دیا جاوے گا بخدا الایزال
ہم اپنے مشرکانِ طریقت پیشوایانِ دین کی قسم سے لکھتے ہیں کہ بصورتِ معلومت
از مذکور الصدر ادا کرنے پر بجاں و دل آادہ ہیں اور آپ بصورتِ ناکامی ایک
عبتہ نہ لیا جاوے گا و و ماہ کی ہفت بیجانی ہے۔ اگر مطالبِ مندرجہ فہرست مضامین
موضوعہ ہذا کے ابطال کی آپ میں بروئے قوت مذہبی طاقت ہے تو جواب ارسال
فرمائے ورنہ بعد انقضائے مدتِ معہودہ یہ خط جو کہ بطور ایک رسالہ کے ہو گیا ہے
چھاپ دیا جاوے گا اور نیز ایک فہرست بھی شائع ہو گا۔ جس میں کچھ حالات اجمالاً بیان
کئے جاویں گے ہر چند کہ تا تصفیہ معاملات مندرجہ فہرست موضوعہ نیاز مجھ کو کوئی ضرورت
نہ تھی کہ آپ کے نوٹ پر جو کہ خاتمہ اوراق پر دیا گیا ہے توجہ کرتا مگر چونکہ آپ کے فحوائے
کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ گروہِ شیعہ اپنی حقیقت مذہب کے اثبات میں یہاں تک عاجز
ہے کہ خواہجہ و کفاح کے مقابلہ میں بھی بروئے مول خود کامیابی حاصل نہیں کر سکتا
چہ جائیکہ بالمقابلِ اہلسنت ہیں حالیکہ ہم خود اہلسنت ہی کو اُن کے صلح و کتب پر
وغیرہ سے ایسا الزام دیکھتے ہیں کہ وہ ماقیامت بھی اگر کوشش کریں تو سوزنِ تحریر
و تقریر سے اپنے مذہب کی اُس چاکہ امن پر پیوند نہیں چڑھا سکتے کہ جسکو ہم نے مضامین
مندرجہ فہرست کے تشریح سے پارہ پارہ کیا ہے تو اب ہم کو کیا ضرورت باقی رہی
سوا دِ اعظم اہل اسلام کو چھوڑ کر ایک ذلیل و حقیر گروہ کے مقابلہ میں ظلم و ستم و

اگر خواجہ و کفار سے رو و قدح کر کے بننے کا میا بی بھی حاصل کی تو اس کی کیا وقعت ہے ہمارا مذہب ہی تختہ ارسیم ہے کہ اہلسنت کو بیچ بیچ کر کے محض ناکارہ کردیوین بخدا ہماری حقیقت و ہر بات کبھی گواہ نہیں کرتی کہ آقا کو چھوڑ کر غلام کا چھپا کرین لہذا نیچی قوم سے کلام کرنا اپنا کسر شان سمجھ کر اس کے اعراض کر کے آپ کے نوٹ پر ایسا ایراد شدید کرتا ہوں کہ اہل دانش کی طبیعت پھر ٹک کر خود بخود نوٹ پوٹ ہو جاتے۔ اور جواب بھی لیا ہو کہ انشاء اللہ آپ خود تسلیم فرمائیوین واقعی ہم طریقہ جانبِ نرا لاکھا لاپے۔ کیونکہ ہر زمانہ ترقی پر ہے نئی روشنی میں منایع بدایع و دستکاری اختراعات وغیرہ میں خلائق نے ایسی شگاہ ہم پہنچاتی ہے کہ کھلی خلقت کی صنعت بالکل گرد ہو گئی حضور نے اپنی نکتہ رسمی دقیقہ سخی سے امور میں بھی وہ جدید طریقہ نکالا کہ اس بات پر اگر خطاب کو فخر المستکین کہا جائے تو بجا، فخر زیدی ام المثلکین اگر زندہ ہوتے تو غالباً آپ کی فکر عالی کی داد دیتے چونکہ وہ موجود نہیں ہیں محب نہیں کہ ان کے مقلدین علم کلام میں جانبِ اپنا پیشوا سمجھیں کیا خوب جب اپنے ہتھیار کن! اور سب داخل نظر آتے تب حضور والا نے خواجہ و کفار کا سہارا لیکر شیعوں کا مقابلہ کرنا چاہا معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم کی دایہ آج داب جھاگاہ ہے اور اس طرزِ جدید کے موجد آپ ہی ہیں خیر شکہ یا پیر۔ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔ پہلے تو یہ فرماتے کہ کفار و خواجہ نے آپ کے نام پر کوئی محتار نامہ تصدیق کر دیا ہے کہ جس کی بنا پر آپ طالب جواب ہیں۔ غور تو کیجئے کہ اگر ہم نے جواب بھی لکھا تو یہی مشہور ہو گا کہ ایک خارجی یا کافر کا قول رو کیا گیا ہے چونکہ روئے خطاب آپ

اندرین صورت میں کب پسند کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ آپ جیسا یسوعی متین
 بہ نظر عامۃ الناس کی فروغیابی یا کہ اُن کا فخر یا مغلطہ قرار دیا جاوے
 حضرت من آپ کا یہ خیال بدالت حقیر درست نہیں ہے۔ کفار و خواج
 کے ساتھ ہمارے دلائل کا موازنہ کرنا آپ کو اُس وقت لازم تھا جبکہ حضرت
 اہلسنت کے مقابلہ میں حضور ہماری ایسی ہیں پائی دیکھتے کہ کتبِ سینے کے
 مطالب کا جواب ہماری جانب سے شایع ہو کر آپ کو سزگون نہ کرتا شاہ
 صاحب نے جو تحفہ میں باب الہیات ونبوت و امامت لکھ کر شیعہ کے اصول پر
 الزام وارد فرمایا ہے اُس سے بالاتر آپ صاحب نہیں لکھ سکتے بلکہ جمیع
 متاخرین اُسی کتاب سے استنباط کر کے آج تک بتقابلہ شیعہ گفتگو کرتے چلے آئے
 ہیں۔ حسبِ تواریخ عقلی آپ پر لازم تھا کہ کل جوابات تحفہ اور بالخصوص
 ابواب سہ گانہ مذکورہ بالا کا ابطال کر کے اہل نظر کو دکھا دیتے کہ وہ دیکھو
 ہم نے علمائے شیعہ کی اُن جملہ کتابوں کو جو کہ برہانِ اقوالِ سنیہ مرقوم ہیں
 ہمیں باہین عنوان باطل کر دیا کہ کفار و خواج کے مقابلہ میں بھی اُنکی کچھ
 حقیقت و قوت باقی نہ رہی یہ ہم فریبی گویا آپ کا حقیقت ہے کہ جواب نہ دینا
 اور مزید برآں خواج و کفار کو اپنا پشت پناہ بنا کر دھوا کر بیٹھنا تعجب ہے کہ
 طاہر بال و پرستہ آہنگ بلند پروازی کر کے کنجشک بال و دم بریدہ کی
 امداد سے شاہین تیز پرواز کو اوجِ عزت سے حقیقتِ مذلت میں گرانا چاہے
 جناب والا آپ کو اِس قدر نادبی نہیں مل سکتی فلاں کچھ اُٹھا کر اوپر دیکھتے تو بار
 تشریف الماطن و تعجبات الانوار و استقصاء الافہام کے طلعہ کی کیسی اونچی اونچی

مستحکم دیوار بنائی گئی ہے۔ بھلا ممکن ہے کہ کوئی پروبال شکستہ اس چہار دیواری
 سے باہر جاسکے ہمارے علمائے متقدمین نے آپ کے فضائل کا ملین کو زیرِ بغیرِ کلام
 میں ایسے طریقہ سے جکڑ بند نہیں کیا کہ آپ صاحب بدشواری بھی کر دے
 لے سکیں بسم اللہ ہماری کتابوں کا جواب صحیح ارقام فرما کر اپنے ہی مذہب کے
 اہل عقل صاحبان انصاف کا سارٹیفکیٹ دکھاتے یہ بھی نہ ہو سکے تو حقیقت
 چند اور اسی بہ ثبوت کذب نفاق شیخین لکھ کر ایک جماعتِ علمائے اہلسنت کو
 غرقِ لُجّہِ تحریر و انگشتِ بزدان کیا ہے اُسے کور و فرماتے آخر آپ بھی تو کوئی کام
 دکھاتے یہ جو روزِ تہِ آپ کی فکرِ عالی کا نتیجہ تسلیم نہیں کیا جاتا حضور والا
 یہ مضامین تو شاہ صاحب کے طبعِ زاہد ہیں صد ہا مرتبہ رد ہو چکے ہیں چونکہ
 اپنی ناواقفیت سے جناب نے انہیں مضامین مردودہ کو زیرِ قلم فرمایا اللہ
 مملو یہ استحقاق حاصل ہو گیا کہ آپ کے کٹان کٹان شاہ صاحب غیر متخلین
 سُنّیہ کے جوار میں قلعہ بند کر کے اُس کے دروازہ پر اپنی تحریرِ صاحب لاجواب کا
 باین شرطِ قفل چڑھا دیوں کہ تا تحریرِ جوابِ مثلِ تقدیم آپ بھی زیرِ حراست
 رہیں بس اب آگے آئے۔ کسمائے نہیں۔ دیکھئے تو سہی کیسی دلچسپ جگہ ہے اور
 کیا مجمعِ کُلمائے کبھی شاہ صاحب کے لئے۔ گاہے مولوی حیدر علی صاحب سے
 ملاقات کیجئے۔ مولوی جہانگیر خان صاحب کو دیکھئے کہ شمس الضحیٰ کی تار سے
 کیسے بدحواس ہو رہے ہیں صاحب بدتہ الشیخ سے معانقہ فرماتے کہ سیدہ
 علیہ السلام کے حقوقِ جاہلہ و واجہہ کے مٹانے آیاتِ قرآنی کے معنی بدکر
 اپنے ہم مذہب علمائے دارِ گیر سے شکنجہِ تمہیبت میں پھنسنے ہوئے ہیں بدختیار

پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں ہمارے مخاطب اول مولوی محمد قاسم بھی کسی
 گوشہ میں رسالہ کذب و نفاق مولفہ حقیر نے ہوتے اپنے جواب کی ناقابلیت
 سبب ان کے نظر جھکائے ہوئے نظر آئیں گے۔ آپ بھی ایک کونے میں بٹھکر
 گریہ کٹان پوچھتے کہ اے حضرات آپ پر کیا ضرورت شدید پڑی ہوئی تھی کہ
 بے بنیاد تحریریں کر کے بقولے رخ ہم ٹھوڑے ہیں مگر ٹکڑے بھی لے ڈو ہیں گے
 اپنے ساتھ ہمارا بھی ناسپال اڑا دیا۔ آپ صاحبان کی تحریر کی تقلید بھی یہ
 روز بد نصیب ہوا ہے کہ بیٹھے بیٹھائے اڑ کر ملے میں آگئے۔ دیکھئے کب
 رہا تھی ملتی ہے مگر امتیہ نہیں ہے کہ ابدال ہر تک بھی چھٹکا۔ ہو سکے کیونکہ
 برائے العین دیکھ چکے ہیں کہ اس قلعہ کا آیا ہوا کبھی باہر نہیں گیا۔ اسلئے کہ نہ جواب
 لکھا گیا نہ مخلصی ہوئی خیر یا اہم ہم آپ کے نہایت شکر گزاریں کہ اپنے اپنے لوگوں
 خود ہی تصدیق فرما کر چھوٹ گیا کر دیا اور خوارج و کفایہ کے مقابلہ میں جواب دہ
 ہونے سے تخفیف تصدیق کیا۔ کیونکہ جانب اپنے اعلان صفحہ ۴ پر اقام فرمایا
 ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ابدال ہر تک شیعوہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب ہوگی اور ممکن
 نہیں کہ بلا مدد اہلسنت و جماعت انکو دشمنانِ حضرت امیر کے مقابلہ میں کبھی کامیابی
 حاصل ہوا انتہی اس تقریر سے صاف ہویدا ہے کہ آپ خوارج و نواصب کو
 علاوہ دلائل مشہورہ کے کسی حجت خاص سے مجبور فرما سکتے ہیں سبحان
 جہنم مار دشمن و لا شاد رخ اس کار از تو آید و مردانِ چین کنند۔ در باب
 صحت ایمان حضرت امیرؓ رستی و شیعوہ ایک مذہب رکھتے ہیں اور خوارج و پیام و قبا
 نافرمام باوصفہ دعویٰ ایمان و اسلام امیر مومنان کے عدوئے جانی ہیں ہیں

ایسے شخص کے ایمان ثابت کر نہیں کہ جس کے با ایمان بلکہ جان ایمان ہو نہیں ہم
 اور آپ متحدہ العقیدہ ہیں جناب کا اپنی فکر عالی سے دلائل پیش کرنا ہمارے لئے
 عین موجب فخر و مباہات ہے وہ آپ کے دلائل اہل عقل کے نزدیک ہماری قہین
 و تبیین کا سبب ہونگی۔ بلکہ بوجہ اتحاد و عقیدت بہ ایمان حضرت امیر و مدظلہ
 اولہ و دونوں فرقوں کی سچی جاوین گی۔ مثلاً عرض کیا جاتا ہے کہ کسی سلطان
 ملک پر کوئی غنیم فوج کٹی کرے اور منہجہ رعایا تے سلطانی ایک صوبہ کی عیت
 جو کہ اس غنیم کی ہم سرحد ہے مقابلہ کر کے دشمن کو پس پا کر دیوے تو وہ
 فتح نمایان اس پادشاہ کے تمام رعایا پر محتوی ہوگی باین معنی کہ کل رعایا
 پادشاہ سے ایک نوع پر محبت رکھتی ہے ایسے ہی ہم اور آپ جناب امیر کی
 رعایا ہیں۔ لہذا بمقابلہ خوارج آپ کا مسئلہ ہونا ہماری پس پاتی و کوتاہی
 کی حجت نہیں ہو سکتا اور بروئے قواعد عقلی پہلے خوارج کے مقابلہ میں آپ کی
 کمر بستہ ہونا چاہئے کیونکہ مابین خوارج و سفیہ و سنیان ذی احتشام فقط تھا
 پر وہ ہے کہ جیسے پیاز کا چھلکا ہوتا ہے کیونکہ جس نے با علان اظہار عدوت
 کیا وہ طائفہ خوارج میں معدود ہوا اور جن حضرات نے امیر و کل امیر کو نثار کرام
 کی رعایا تصور کر کے خانوادہ مقدس کو خلفائے کا مطیع و منقاد جانا وہ سنی پاک
 طہیت رہا ورنہ درحقیقت دونوں گروہ ایک شاخ کے پھول اور ایک درخت کے
 میوے ہیں اندر خیالت خوارج کے سامنے باثبات ایمان حضرت امیر آپ کا
 صحیح ہونا حق بجانب ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کسی سلطنت پر مخالف حملہ
 کرتا ہے۔ تو پہلے وہ رعایا اس کے روکنے میں کوشش کرتی ہے جو کہ اس غنیم کی

ہم سرحد ہو۔ چونکہ حضرات اہلسنت کو خوارج سے نہایت قریب اختصاص ہے اور
 شیعہ کو بعد عظیم۔ لہذا ان کے حملو نکار و کنا آپ کو رعایا سے وفادار کی صفت
 میں داخل کر دیا ہے۔ بسم اللہ شوق سے گروہ منکر کے مقابلہ میں ولائی کاملہ
 و حجت ہائے بالغہ سے جناب امیر کے ایمان ثابت کرنے میں اپنے جوہر ذاتی
 دکھاتے۔ بجز اللہ کہ حسب اقرار سامی حضرت امیر علیہ السلام کا ایمان بمقابلہ
 دشمنان قابلیت تسلیم لکھا ہے پس ہم کو بھی استحقاق ہو گیا کہ در باب ایمان خصوصاً
 ثلاثہ آپ سے مستدعی ہوں کہ اسی طرح حضرت خلفا کے ایمان پر کوئی نئی
 دلیل لاتے اہلسنت سے تو ممکن نہیں کہ حسب اصول خود ان کا با ایمان ہونا
 ثابت کر سکیں۔ کیونکہ یہ امر اگر ان کے اسکان و احاطہ قدرت سے باہر نہ ہوتا
 تو شیعہ کے ان جوابات کا جو کہ برود و تضعیف اقوالِ علمائے سنیہ لکھے
 گئے ہیں۔ ضرور ابطال کرتے آپ کو سوائے ازیں کوئی چارہ نہیں ہے کہ
 خوارج و نوامی کے روبرو غایت حجاب و نہامت سے سر تسلیم خم کر کے ایک
 عزمداشت باین مضمون پیش کیجئے کہ لے ہمارے دینی بھائیو حضرات
 خلفائے ثلاثہ کے بارہ میں اپنے اصول کے موافق ہم بقدر امکان کوشش کر کے
 بہت ہی ایخ پیخ سے شیعہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوتے ہیں خاندان نبوت پر
 بیش از بیش الزام لگا کر بذریعہ کتاب و خطبہ تخطیہ الانبیاء صاحبان عصمت کی
 خطائیں ثابت کرنے میں دقیقہ از وقافتی فرو گذاشت نہیں کرتے مگر وہ
 وہ لوگ ایک ہی فقرہ سے ہماری تمام محنت ضائع و برباد کر کے ایسی خوشگلیاں
 کرتے ہیں کہ بالآخر ہم کو بجز دم بخود ہونے کے کوئی چارہ نہیں ملتا تم

بھی تو دیکھو کہ شاہ صاحب نے باب مطاعن میں کیسی پرزور تقریر سے
 خلفا کی گلو خلاصی چاہی مگر صاحب تشید المطاعن نے ایسا مضبوط ثبوت
 پیش کیا کہ جس کے اعتبار پر حضراتِ خلفا کا اقتدار کفار کی نظر سے بھی جاتا
 رہا۔ ہم رات دن اسی فکر میں رہتے ہیں۔ اور بہت سے علماء کے لئے یہی مسئلہ
 جانکا باعثِ انقطاع سلسلہ حیات ہو چکا اور دیکھتے آئندہ کیا ہو گا انوس
 ہے کہ ہمارے علماء بھی داغِ حسرت لیکر دنیا سے اُٹھ گئے۔ مگر ممکن نہ ہو سکا
 کہ شیعہ کے ایک اعتراض کا بھی جواب ہو جاتا پس ہم اور آپ دونوں
 گروہِ خلفا کے نام لیوا میں خدا را طبعیت پرزور دیکر کوئی ایسا چلتا ہوا
 مضمون پیدا کرو کہ علاوہ دلائلِ قدیمہ کے کوئی دوسری دلیل ہم مگر
 مسئلہ شیعہ ہو ہم پیش کر کے اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو بٹھانا چاہتے
 کیونکہ انگریزی عہداری میں فرمانِ آزادی پا کر گروہ شیعہ نے وہ جہت
 تقریریں کی ہیں کہ جن کے اعتبار پر ہم بطور مشین گوئی یہ کہہ سکتے ہیں کہ
 غفریب وہ وقت آئینا ہے کہ کل اہل اسلام دائرہ تشیع میں داخل ہو جائیں
 دیکھتے تو سہی کہ آپ کے معروضہ کی وہ صاحب کس حد تک وقعت کرتے ہیں میں
 یقین کر رہا ہوں کہ بوجہ اتحادِ عقیدت وہ ضرور آپ سے مروت کریں گے کیونکہ
 حضرت امیر کا ایمان ثابت کرنے میں جو استحقاق کہ بمقابلِ خواجہ خباب کو
 حاصل تھا کہ جس پر آپ کمر بستگی ظاہر فرما چکے ہیں ہی حق ثلاثہ کرام کے ایمان
 ثابت کرنے میں خواجہ بدینجام کو ہمارے مقابلہ میں حاصل ہے پھر وہ کیوں
 کوتاہی کریں گے۔ ضرور ہے بمثلِ خباب والا خلفا کا ایمان ثابت کرنے میں

مکرستہ ہو جاویں نہایت لشکر کا موقع ہے کہ جناب کا سوال آپ ہی کے لئے
 وبال ہو گیا اور ہم بعنایت الہی خواہج کے مقابلہ میں حضور کی تہمت سے اہل
 عقل کے نزدیک قطعی بری ہو گئے۔ الحاصل آپ کو لازم ہے کہ کفار و خواہج کو
 پشت پناہ نہ بناتے اگر قدرت ہے تو کچھ اپنا زور دکھاتے قرآن و صحاح سے
 خلفا کا ایمان ثابت کیجئے لکن حین خاتمہ پر شل شہدائے بدر و احد غمی قربت
 کی کوئی حدیث سنائے برود و ابطال مضامین مندرجہ حدیث مسلم حضرت علی کے
 نزدیک جناب شیخین کا سچا اور یا نادر ہونا ہکو تسلیم کرتے یا قطعی استغفار دیجیے
 کہ بروتے روایات و احادیث مرویہ مسلم و بخاری اہلسنت ثلاثہ کا ایمان ثابت
 کر نہیں مطلقاً حاضر ہوں آپ کے عزیز کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اپنے کتب کو پس پشت ڈالکر
 خواہج و کفار کے ذریعہ سے ہکو مجروح کرنا چاہتے ہو یہ یاد رہے کہ ہم کو بھی ہرام
 کے ہکھنڈے یا دین جیسا رنگ آپ لائیں گے انشاء اللہ ہم ویسا ہی کر
 دکھائیں گے مطلب آپ کے نوٹ کا یہ ہے کہ شیعہ خواہج کے نزدیک حضرت
 امیر کا ایمان بلاشکال اہلسنت بدلیل خاص ثابت کریں اور جب کہ شیعہ پر
 ثبوت ایمان مرتضوی یہ دلائل مشترکہ شیعہ و سنی پیش کریں گے کہ حضرت
 امیر ایسے وقت میں ایمان لاتے جبکہ بنی صلعم کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا
 بحمایت اسلام کفار کے ساتھ مجاہدہ و مقابلہ کیا شب ہجرت آنحضرت کے
 ہشر پر کہ غالب محل خوف تھا استراحت کی لاکھوں آدمیوں کے مقابلہ
 میں سورہ برأت کی آیات غضب آمیز کے سنانے میں کچھ ہاک نہ فرمایا اپنی
 ذات کو وقف اسلام کرو یا بنی صلعم نے اپنی پارہ جگر اٹکی نہ وجہیت میں

دی پس خواجہ یہ باتیں سنکر فوراً شیعوں کا موٹھ جھنجھوڑ کر یہ کہہ اٹھیں گے کہ جب آپ کے مقابلہ میں ہمارے چار ادب و بھائی اسی قسم کے فضائل خلفائے ثلاثہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ سب کو محمول بہ نفاق کہہ کر روکتے ہیں کہ ہم کیوں ماننے لگے ہمارے نزدیک بھی یہ ساری باتیں منافقت پر دلالت کرتے ہیں گویا آپ نے ایک دریدہ دہن گروہ کے مرہم فقر پر سے اپنے ناسور باطنی کا اندامال چاہا۔ سو یہ یخیر۔ خواجہ جب ہم سے پوچھیں گے۔ اُسوقت جواب دیا جاوے گا۔ مگر چونکہ بحیثیت اہلسنت آپ سنجاب خواجہ سائل ہوتے ہیں۔ لہذا ان سے کہہ دیجئے کہ اے ناحق شاسو اگر اور کسی چیز کو نہیں مانتے ہو تو قرآن بہر حال تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے علمائے شیعوں سے ایک عالم کامل نے بذریعہ کتاب شطاب عبقات الانوار جناب شاہ صاحب کے ان ایرادات کا جواب دیا ہے۔ جو کہ باب ہفتم میں آیات والہ خلافت و امامت حضرت مرفضوی پر لکھے گئے ہیں ہمارے نزدیک تو عالم شیعی کی تمام تر تحریر جو کہ ہر ذوق وال شاہ صاحب کی گئی ہیں۔ با این معنی مسلم ہے کہ ہم آج تک انکا جواب نہیں دے سکے اور نہ آئندہ تاقیامت امید ہے کہ کوئی عالم مستحق ان مطالب کا ابطال کر سکے۔ ہم اگر کچھ جرأت رکھتے ہو تو اُنس کتاب کا جواب لکھو عجب نہیں کہ تمہاری جہت سے شاہ صاحب کو بھی الزام کذب نویسی سے برأت ہو جاتے۔ پس یہی قول فیصل ہے اگر خواجہ نے باطل مضامین مندرجہ کتاب موصوف ہکو مخرج کر دیا تو بے شبہ بروئے قرآن ہم اثبات خلافت بلا فصل حضرت امیر سے بمقابلہ خواجہ کیا آپ کے سامنے بھی عاجز ہیں

اور اگر وہ بھی مثل علمائے سنیہ ساکت و صامت رہے تو پھر آپ ہی انصاف فرمایا کہ کس کو غلبہ ہے۔ سوائے ازیں رسالہ شیعہ لا الشریعہ من دینہ (۱۲) جو کہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء جو اب فیضیہ الشیعہ لکھنؤ میں چھپا ہے درج بالا میں خواجہ ملاحظہ طلب ہے۔ لیکن حکم انصاف تا خیال فرمایا مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اختلاف دلائل و اختصا صحت و برہان اسی مسئلہ میں ہوتا ہے جس میں دو گروہ باہم مختلف ہوں اور جو امور کہ اتفاقی ہونے میں اُن کے دلائل بھی متحد ہوا کرتے ہیں۔ آپ پہلے کسی اہل علم سے ملاقات کر کے دریافت فرماتے کہ یہی قاعدہ سلف سے ہر وقت تک جمیع مذاہب اہل عقل میں جاری ہے یا کیا۔ مثلاً لاء عرض کیا جاتا ہے کہ وجود مانع کے دلائل یا توحید کے اولہ منکرین وجود و توحید حضرت باری کے مقابلہ میں جمیع موحدین و معتقدین وجود و رب العزت کے ایک ہی قسم کے ہونگے علیٰ ہذا نبوت مسلمہ کے اثبات کے دلائل میں جملہ مذاہب قائلین بہ نبوت کا اتفاق کلام ہو گا گو کہ بعض مسائل غیر از نبوت میں وہ باہم گراخلاف رکھتے ہوں۔ بندہ پروردگار دلائل متحدہ و متفقہ کو کسی خاص فرقہ کی دلیل کہہ دینا گویا زبردستی حقوق مشترکہ میں اپنا قبضہ کر لینا ہے۔ جو وقت کہ بحایت و طرفداری حضرت امیر آپ بنظر اسکاات خواجہ دلیل پیش کریں گے ہم آپ سے بعد مشترک اتفاق رائے کر کے باعلان کہہ دیں گے کہ گو یہ دلیل حضرات اہل سنت کی فکر عالی کا نتیجہ ہے۔ مگر بوجہ اتحاد و عقیدت ہم بھی نفسی کے شریک ہیں۔ آج پہلا دن ہے کہ یہ فقرہ ہی جدید و عجیب آپ کی تحریر میں معائنہ کیا گیا کہ ہم گروہ شیعہ بمقابلہ کفار تمام و خواجہ بد انجام

بشہوت وحدانیت و نبوت و ایمان حضرت امیر المہنت سے جداگانہ دلائل
پیدا کرویں جس سے صاف ثابت ہے کہ پہلی تمام دلیلیں جو کہ متقدمین المہنت
و مشیعہ نے بشہوت وحدانیت و نبوت امامت بمقابلہ منکرین پیش کی
ہیں وہ سب کی سب آپ کی ہیں۔ ان سے دست بردار ہو کر ہم دیگر جو
سے کفار و خوارج کا مقابلہ کریں مفخر من خطا معاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی
تحقیقات حضور شاہ صاحب کے تحفہ سے دو قدم بھی آگے نہیں بڑھی
کاش آپ صاحب علم و بصیرت ہوتے تو بعد اداب عرض کیا جاتا کہ
چشم حقیقت میں کوہِ افرام کو علامہ حلی علیہ الرحمہ کی کتاب الفین کو دیکھتے
دو ہزار دلائل شکست و لاجواب سے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کو
بمقابلہ منکرین ثابت فرما کر ارباب انکار و عہد کو اپنے کلام محکم کی دیوار
مستحکم سے ایسا روک دیا ہے کہ جیسے سکڑنے سے معروف سے گروہ
یا جوج و ماجوج کو۔ ہاتے افسوس! اپنے عہد و الاسلام کو بھی نہ دیکھا میں
ختم کہہ سکتا ہوں اگر جناب اسکو ملاحظہ فرماتے تو خوارج و کفار کی حمایت
کا خواب میں بھی خیال نہ کرتے خیر کتب مذکورہ کو دیکھ کر ان سے استخراج
و تنہا ط مطالب کرنا تو اہل علم و ارباب فہم کا کام ہے آپ کتاب منتطاب
شمس سائر الہرمان کے حصہ دوم ہی کو ملاحظہ فرما کر اپنے نوٹ کی نوعیت
نماست کش ہو جائے۔ جناب مولانا و مقتدا ناصر خلی متکلمین سید المجتہدین
امام مولوی محمد حسین صاحب لکھنوی ادام اللہ اقدارہا لہم اذلہ نبوت و
امامت و معاد کو نہان اردو میں باہین شستگی و آما شکی بیان فرمایا ہے کہ

اگر معاند غنید ہزار سال تک غلاما پر سہرا سے تو ممکن نہیں کہ ایک دلیل سے
 بھی عہدہ برا ہو سکے۔ الحاصل ہم آپ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ وہ چھین
 جیٹ کا زمانہ گزر گیا اب سکہ شاہی نہیں انگریزی عملداری میں شیر اور بکری
 ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ فلاگریبان میں موخہ ڈالئے آپ ہمارے گھر
 کیسے کچھ نہیں لے چکے۔ خلاف کے ساتھ حضرت امیر کے القاب خطاب تک ضبط
 کر کے صدیقی و فاروقی بنا دئے گئے ہیں۔ اس عہد پر امن و امان بین دن
 و رات سے نہ لوٹتے۔ آمویہ و عباسیہ کی عملداری نہ سمجھتے ہم زمین و آسمان ایک
 کر دین گے اور مشترک دلائل میں تنہا آپ کو قابض نہ ہونے دیں گے اگر آپ
 ہماری شرکت ناپسند فرماتے ہیں۔ بسم اللہ تقسیم کرا لیجئے۔ دو قرعہ بنائے
 ایک قرعہ میں وجودِ صانع و توحید و نبوت و امامت پر اپنے علماء کی دلائل
 لکھتے اور دوسرے قرعہ پر ہمارے علماء کی بعد تیار قرعجات ہم باضابطہ پانچ
 کرا لیں گے۔ قرعوں کے معاند سے کثرت و قلت دلائل کا حال آپ پر
 واضح ہو جائیگا۔ بعض فضلاتے اہلسنت کا قول ہے کہ اگر محقق طوسی علیہ
 الرحمہ کتبہ عدم سے عالم شہود میں جلوہ گر نہ ہوتے تو اہل اسلام کفار کے
 مقابلہ میں بے ثبوت و صانیت و نبوت بالکل سپر انداختہ ہو چکے تھے۔ ہندہ
 پرور ہوش کیجئے اور کچھ سوچ سمجھ کر لکھئے مشترک اعتقادات میں خاص دلائل
 کبھی نہیں ہو سکتیں۔ کفار و مشرکین و دہریہ وغیرہ کے مقابلہ میں اہل اسلام
 کے مسائل توحید و ابطالِ شرکت و اثباتِ نبوت آنحضرت و دیگر انبیاء قدیم
 سے اتفاقی چلے آتے ہیں اسی طرح خوارج و نواصب کے بطلانِ عقیدت

میں بہ ثبوت ایمان و فضائل و مناقب حضرت مرتضوی و دیگر ائمہ علیہم السلام
 سنی و شیعہ و معتزلہ سب کے یک لائے ہیں اور قرآن و حدیث و تائید
 و سیراہل اسلام سے انکو مجبور کرنے ہیں۔ افسوس ہے کہ سوائے تحفہ
 و موندہ عجائب قدسیت خداوندی آپنے آنحضرت کو لکر دنیا میں کوئی کتاب
 نہیں لکھی۔ اگر قدامت سنی کی کتابوں کا رد آپ ملاحظہ فرماتے۔ تو شاید ایسے
 میدان صحران ہو کر قلم نہ اٹھاتے۔ جناب پر واجب ہے کہ پہلے اپنی نوعیت مذہب
 قائم کیجئے اگر حضور سنی پاک طینت ہیں تو علمائے موثقین سے دستخط
 لرا کر ایک تحریر ارسال فرماتے کہ عقلاً و نقلاً یہ طریقہ درست ہے کہ امور
 متفق علیہ میں بھی دلائل ہر فرقہ کی تحقیق ہونی چاہئیں۔ اور اگر سرکار
 دولتدار مائل بہ خروج ہیں پھر تو سنی و شیعہ دونوں بالاتفاق آپکی
 خدمت گزاری کو موجود ہیں اور اگر خدام دولت منکر وجود صانع و توحید
 و نبوت و امامت ہیں تو قائلین نبوت و وجود حضرت باری سب
 یکدل ہو کر افواج دلائل و میراہین کے ہجوم و اندوہام سے محار بہ بھرت پڑ
 کا سامان کر دکھائیں گے۔ غرض کہ آپ جو کچھ میں ایک طرف و نادور درکار
 ہیں۔ مگر اس کی صحت مطلوب ہے زیادہ بجز آرزو کے قدسوسی اور
 کیا عرض کیا جاوے؟ المہشت کے معتبر راویان اور سندھی کتابوں
 سے حدیث مذہب کے متعلق مضامین ذیل پیش کر سکتے ہیں۔ بصورت
 عدم ثبوت مبلغ پچیس ہزار روپیہ نذرانہ دینے پر مع تبدیل مذہب یا عدم
 ہیں اور نیز دیگر وجوہ مندرجہ فہرست ہذا کو بھی علمائے موثقین

اہل سنت کی روایات سے اسی شرط پر ثابت کرینگا وعدہ کرتے ہیں *

حالات متعلق بحیثیت غدیر

- (۱) درباب اعلان خلافت حضرت امیرؓ صحابہ سے آنحضرتؐ کا خوف کرنا
- (۲) ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کی موجودگی میں مقام غدیر پر آتا تھا حضرت علیؓ نے خطبہ
- (۳) جناب امیرؓ کی ولیعہدی پر اقبہات المؤمنین کا مبارک باد دینا
- (۴) بحکم قرآن آنحضرتؐ کا تبلیغ مولائیت حضرت امیرؓ پر مامور ہونا
- (۵) صحابہ حاضرین مجمع غدیر سے حضرت عمرؓ کا جناب امیرؓ کو خلافت کی تہنیت دینا
- (۶) بعد اعلان خطبہ خلافت مرقضویؓ خدا کا تکمیل دین کی بشارت دیکر سلام سننے کا ہر کرنا *

- (۷) بروز غدیر رسالت اب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علیؓ کے سپر
- عمامہ باندھنا جو دستور دستار بندی کا علما میں اتناک چلا آتا ہے *
- (۸) موٹے کے مستی اس مقام پر ضرور ہے بہو جیہا قوال ہلنت اولے بہ تصرف میں
- (۹) منکرین خطبہ غدیر پر آنحضرتؐ کے سامنے عذاب آسمانی نازل ہونا
- (۱۰) غدیر میں شجر کا بطور مبارک باد قضا پر پڑھنا
- (۱۱) بروقت شعلی عبدالرحمنؓ وغیرہ ممبران کمیٹی کے دروبرو حضرت امیرؓ کا
- حدیث غدیر کو دلیل لانا

(۱۲) وقوع حدیث غدیر پر صحابہؓ جناب امیرؓ کا استنباہ و فرمانا

(۱۳۷) حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراضِ صعب مثل برصِ جذام و سفید

داغ وغیرہ کا لاحق ہونا

(۱۳۸) لپٹے دیوان میں حضرت امیر کا ایسے شعار پڑھا کہ غیر استدلّال بخلّاف
کیا گیا حدیث غدیر کے ذریعہ سے

ہر چیز کہ معاملہ غدیر کے متعلق بہت باتیں ہیں حقیر نے ان سب کو ایک سالہ
میں بہ تفصیل عرض کیا ہے آپ براہ مہربانی ان چودہ ممبروں پر نظر
فرما کر انصاف فرماتے کہ حدیث موصوف کا جناب امیر کی خلافت سے
کس حد تک تعلق ہے غالباً یہ باتیں آپ کو پہلے معلوم نہ ہونگی ایسی جہت
سے آپ نے یہ ارقام فرمایا ہے کہ حضراتِ شیعہ بیان تو کہیں کہ حضرت امیر نے
کبھی استدلّال بخلّاف خود بذریعہ حدیث غدیر کیا ہے یا کہ کبھی سکوت میں فرمایا
ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ بعد ملاحظہ رسالہ مرتبہ حقیر حالات غدیر پر مطلع
ہو کر ضرور شیعہ ہو جائیں گے اگر طاقت بطلان ہے بسملّٰہ ہمارے رسالہ کو
غلط کہیے چھپیں ہزار روپیہ لیجئے *

دیگر وجوہ ذیل میں رُج کی جلتے ہیں جن سے ثلّاثہ کا اقتدار اور مدب
المہنت کا وقار ظاہر ہوتا ہے اور نیز حضرت امیر کے علوی شان کا بھی
کچھ بیان ہے *

(۱) حضرت امیر کا سب سے پہلے بحالتِ طفولیت ایمان لانا اور آیہ السّابقون

الاولین سے یہی مراد ہونا

(۲) بروز جنگِ خندق حضرت علی کی ایک ضربِ ثقلین کی عبادت سے

افضل ہونا جس میں عبادتِ شیخین بھی داخل ہے *

(۳) اہل صحابہ سے باعتبار علم و زہد و اتقان و ورع و شجاعت و سخاوت و فصاحت کلام و غیرہ حضرت امیر کا اہل ہونا

(۴) جمیع صحابہ میں سوائے جناب امیر کے اور کسی کو احکام الہی کی قابلیت نہ ہونا اور بالخصوص جناب ابوبکر کو

(۵) حضرت امیر کا خدا و رسول کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہونا اور حضرت شیخین کا دوستانِ خدا میں داخل نہ ہونا *

(۶) صدیق اکبر و فاروق اعظم کا خطابِ نیکیا ختمی مرتبت سے حضرت علی کو ملنا اور جناب عمر کو خطابِ فاروقِ منجانبِ یہود و عنایت ہونا

(۷) محبت و علاوتِ حضرت امیر سے مومن و منافق کا شناخت ہونا

(۸) حضرت ابوبکر کا جناب سیدہ کے گواہ ہونے کی گواہی معاملہ فدک میں قبول کرنا

(۹) دریاپ وراثتِ انبیا حضرت ابوبکر کا قرآن کے خلاف حدیث بنا کر سیدہ سے فدک کو ضبط کرنا

(۱۰) جناب سیدہ کا ابوبکر سے غصہ ہو کر تا حیات کلام نہ کرنا

(۱۱) جناب سیدہ کا ہنگام وفات ناراضگی سے وصیت کرنا کہ ابوبکر میرے جانی ہے

(۱۲) ہنگام وفات خود خلیفہ اول کا سیدہ کے ساتھ سختی کرنے سے متاسف ہونا

(۱۳) بوقتِ بیعت طلبی خلیفہ ابوبکر کے سامنے حضرت علی کا ایسی محبت شدہ پانی

خلافت پر پیش کرنا کہ جبکہ خلیفہ ماحجب لا جواب سمجھ کر تسلیم کر لیا *

(۱۴) موجودگی حضرت امیر خلیفہ اول اپنی ذات کو لائقِ منصبِ خلافت نہ جانتے تھے

- (۱۵) حسب بیان جناب عمر حضرت ابو بکر کی خلافت ایک فساد بھری ہوئی شراکت تھی
- (۱۶) حضرت عمر کا سیدہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں پھینا اور نہایت بیباکی سے یہ کہنا کہ تمہارا گھر مع حسین کے پھونک دوں گا +
- (۱۷) حضرت عمر کا جناب سیدہ کے شکم مبارک پر روزانہ گرانا حبسِ محسن معصوم شکم میں شہید ہو گئے +
- (۱۸) حضرت عمر کا سیدہ کی سیدہ فدا کو چاک کرنا
- (۱۹) قتلِ امام حسین کی نسبت یزید کا یہ بیان کرنا کہ میں نے اہلبیتِ ظلم کو غیہ عمر کا اتباع کیا
- (۲۰) حتی علی غیر العلی کا خلیفہ دوم کے حکم سے موقوف ہونا
- (۲۱) القتلۃ فی السوم کا اپنی رائے سے جناب عمر کا اذان میں داخل کرنا
- (۲۲) حضرت عمر کا آنحضرت کی رسالت میں شک کرنا
- (۲۳) حضرت عمر کا رسولِ پاک کے ارشاد و الزام نہ بیان لگانا
- (۲۴) ہندو چودہ مرتبہ حضرت عمر کی رائے کا قبول و گاہ حضرت باری تعالیٰ اور تعالیٰ کی رائے کا جو کہ بر خلاف رائے حضرت عمر تھی خدا کی جناب سے رو ہونا
- (۲۵) حضرت عمر کو مع دیگر صحابہ ان کے ہنر زبان کے آنحضرت کا بوقتِ نزاع دوات و قلم اپنے پاس سے اٹھا دینا
- (۲۶) حضرت عمر کا اپنی ذات کو منافق سمجھنا
- (۲۷) حضرت عمر کو فاروق کا خطاب منجانبِ یہود عطا ہونا +
- (۲۸) حکمِ خدا و ارشادِ رسولِ پاک و علیہ السلام صحابہ متعمد کا حلال ہونا اور عفتِ عمر کا انکسوا اپنی رائے سے حرام کرنا

(۲۹) تراویح کا بعد جناب عمر جاری ہوا اور خلیفہ صاحب کا اُسکو اپنی زبان سے بدعت کہنا

(۳۰) جناب عمر کا اُمّ کلثوم دختر حضرت امیر سے عقد نہ ہونا اور رادیانِ اہلسنت کا غلطی سے اس واقعہ کو بیان کرنا

(۳۱) بمصلحتِ خاص حضرت عمر کا بناوٹی طور سے ویوانہ بنکرو فات بنی سے انکار کرنا

(۳۲) جہاد میں آنحضرت کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر کا فرار کرنا اور وہ فرار حضرت امیر کے نزدیک کفر ہونا

(۳۳) شیخین کا حضرت کو بلے غسل و کفن چھوڑ دینا اور انتظامِ خلافت و قنِ نبی پر مقدم کرنا

(۳۴) حضرت ابوبکر و عمر کا بقول جناب عمر بن حکم سلم و بخاری شریف حضرت امیر کے نزدیک جھوٹا بدعہد خیانت شعار ہونا

(۳۵) بروئےِ احادیث مندرجہ بخاری و مسلم جناب ابوبکر و عمر کا منافق ہونا
(۳۶) حضرت امیر کا بمقابلہ خلفاء بموجبِ حجت آنحضرت سکوت کرنا اور انکو خلیفہ ناحق جاننا

(۳۷) حضرت شیخین اِشاہم کا آنحضرت کے ارشاد واجب العمل کی تعمیل سے قریب وفات سترابی کرنا اور آنحضرت کی زبانِ مبارک سے ملعون ہونا

(۳۸) احادیثِ فضائلِ خلفاء مذہبِ اہلسنت کا وضعی ہونا بلکہ امویہ و عباسیہ کا وہ پیہ و دیکھ دینوں کا سچی خلفاء بنونا

- (۳۹) اپنے اصحاب خاص کو آنحضرت کا حواشہ آمندہ کی خبر دیکر یہ ارشاد فرمایا کہ بعد ہمارے شیاطین دشمنان خدا متصرف امور ملت ہوں گے
- (۴۰) حضرت عثمان کا صحابہ جلیل کو مار کر مدینہ سے نکال دینا
- (۴۱) حضرت عثمان پر عائشہ کا لعنت کرنا اور لوگوں کو قتل پر برا بیگنہ کرنا
- (۴۲) جناب عثمان کا لوگوں سے یہ بحر قرآن لیکر بھڑکنا
- (۴۳) جناب عثمان نے بخلاف فعل رسول سنت شیخین حکم مروود خدا کو مدینہ میں بولا کر خدمت میں بغیر کیا +
- (۴۴) جناب عثمان نے مذکور کو تنہا مروان کی جاگیر میں داخل کر دیا
- (۴۵) بی بی عائشہ و حفصہ کا بحکم قرآن ناقص الایمان ہونا
- (۴۶) عائشہ و حفصہ کا کافرہ عورتوں سے بحکم قرآن مشابہ ہونا
- (۴۷) عائشہ و حفصہ کا بحکم قرآن راہ راست سے گم ہو جانا
- (۴۸) روضہ رسول میں امام حسن علیہ السلام کے دفن سے عائشہ کا مانع ہونا
- (۴۹) یہ شرکت مروان عائشہ کا امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرا ہاں کرنا
- (۵۰) حرامی کا حلالی سے اچھا ہونا
- (۵۱) عمر ابن العاص زیر معاویہ کا حرامی ہونا
- (۵۲) خالد ابن ولید کا ایک مومن کو قتل کر کے اس کے ذریعہ سے زنا کرنا
- (۵۳) اہلبیت علیہم السلام کے طریقہ سے اہلسنت کے مذہب مخالف ہونا
- (۵۴) یزید کا مومن ہونا
- (۵۵) حضرت علی کا شراب پی کر نماز میں بیگ جانا

(۵۶) رسول مقبول کا شراب پینا

(۵۷) ابو حنیفہ کا مرجیہ ہونا بلکہ شریعت پاک کو الٹ دینا

(۵۸) خواہر و مادر سے کپڑا لپیٹ کر مباشرت کرنا

(۵۹) تحفہ کے جواب کو دیکھ کر اہلسنت کا دم بخود ہو جانا اور جوابات مذکورہ

کے ابطال میں علم نہ اٹھانا

(۶۰) منہتی کلام کے جوابوں کو معائنہ کر کے اہلسنت کا سکوت کرنا

(۶۱) آیات بنیات کے جوابوں کا جواب دینا

(۶۲) ہدیتہ الشیعہ کے جواب کا باطل نہ کرنا

(۶۳) مولوی شیخ احمد صاحب تازہ سفید کی کتاب انوار الہدیٰ کا جواب

نہ ہونا اور اظہار الہدیٰ مؤلفہ مولوی جہانگیر خاں صاحب انوار الہدیٰ

کا جواب واقعی نہ ہونا وغیرہ وغیرہ ۛ

شید سجاد حسین لدیشہ محمد حسین ساکن موضع
بہرہ سادات ڈاکخانہ لتہ ضلع مظفرنگر



در المصائب { مصائب تبار الشہداء مظلوم کرطاب میں یہ ایک نہایت سلیط
 پر پنج جلد اردو { کتاب ہو۔ اسکے قابل مصنف جناب حاجی مرزا قاسم علی
 صاحب قبلہ بکھنوی مدظلہ العالی ہیں جنکی تصانیف سے نہر المصائب مجمع المسائل
 وتعلیم الاطفال وغیرہ اکثر کتابیں ہیں حقیقت میں جیسا کہ مرزا صاحب قبلہ کی تحریر
 مقبول ہوئی ہے وہ مقبول بارگاہ انزوی ہونے کی کافی دلیل ہے۔ کس قدر سچی
 روایتیں ہیں سبحان اللہ ممکن نہیں کہ کوئی اعتراض کر سکے۔ نہایت ہی تحقیق و
 تفتیش کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس عرف ریزی اور جانفشانی
 کا صلہ سوائے ائمہ ہدیٰ کے اور کون دے سکتا ہے ایک ایک فقرہ نشتر سے کم نہیں
 صفحہ آٹ کر کہیں سے پڑھنا شروع کر دیجئے پھر اگر آنسوؤں کا مار تھم جائے تو ہمارا
 فتمہ سچی بات ہمیشہ کسالی ہوتی ہے اسی واسطے دل پر چوٹ لگتی ہے اور صحیح
 روایتوں کا سننا اور پڑھنا نہایت موجب ثواب کی قیمت مع محمولہ ذاک ہے
 معراج النشار دو ہندوستان کے مشہور و معروف نثار جناب میر فدا علی
 صاحب فدا مرحوم بکھنوی بھی اپنے فن میں یکساں ہو گزرے ہیں۔ جب تک نثار صاحب
 اور میر صاحب کا نام نامی مرثیوں کے ساتھ زندہ رہے گا میر فدا علی صاحب مرحوم
 کے لئے یادگار رہیں گے۔ اگر بالفہ نہ سمجھا جائے تو میرے خیال میں ہندوستان
 کے بہت کم مومنین ایسے ہوں گے جو ان کے نام طرز کلام لطیف بیان سے
 نا آشنا ہیں جس کتاب کا نام اوپر درج ہے یہ انہیں کے پُر زور قلم خدا وادبیت
 کا نتیجہ ہے۔ جہاں نشر کا سلسلہ شروع کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک
 نظم کی طرف جب خیال کرو تو گویا موتی بھرہ ہے۔ اگرچہ یہ ضرور عقائد کہ وہ نظم اکثر

میر صاحب یا مراد صاحب کے سوانحی کے ٹکڑے ہوتے تھے لیکن بعض پر خاص اُن کے جگر کے بھی ٹکڑے ہیں۔ مجالس کی ترتیب اس طرح دی کہ شروع حال مولود سرور کائنات یا معراج آنحضرت سے کیا ہے اور شہادت مظلوم کریم پر غرض کہ کتاب بنیادی جلد کی قیمت ۵۰۰ محمولہ ایک حاوی المفردات { مندرجہ بالا کتاب جناب اکثر حکیم سید ہادی و جامع المصطلحات } مرحوم کی تصنیفات سے ہے جبکہ اس کے تقریبی الفاظ منتخب کئے جائیں وہ حقیقتاً اس کے اوصاف ظاہر کرنے میں ہوں گے مفردات میں اس وقت تک بیسوں کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن رنگ میں یہ لکھی گئی ہے وہ اپنی آپ ہی نظر سے ہمارے قول کی سچائی مطاب کرنے والوں پر ہرگز پوشیدہ نہیں یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ بڑی ضخیم کتابوں سے یہ اپنی طرز میں بڑھ چھڑکے مشہور و معروف ہند کے حکماء اور ڈاکٹروں کے سرسفٹ اسکے ابتدا میں منسلک ہیں جو اسکی تعریف میں بہت تن و طب اللسان میں جہت جو کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کل مفردات علیحدہ علیحدہ تقسیم کر کے لکھا ہے یعنی جڑوں کو الگ پھلوں کو الگ اسی طرح بیجوں۔ پتوں۔ پھولوں۔ میوؤں۔ بوٹیوں وغیرہ وغیرہ کو علیحدہ علیحدہ ترتیب یا پہلے باب میں سات فصلیں ہیں۔ دوسرے باب میں دس فصلیں ہیں تیسرے باب میں بارہ فصلیں ہیں چوتھے باب میں تین فصلیں ہیں۔ پانچویں باب میں بھی تین ہی فصلیں ہیں۔ باوجود ان تمام وصفوں کے جھبالی۔ بکھالی۔ کاغذ ہباب۔

عہدہ قیمت ۵۰۰ محمولہ ایک جلد
JUNG ESSENCE LIBRARY
Oriental Section

